27488

چین کے مسلمان

مختصر تاریخ

◎

تحریر

حاجی ابراہیم۔ ٹی۔ وائی۔ مارچ۔ ایس۔ ایم

◎

ترجمہ

تابش صدیقی

toobaa-elibrary.blogspot.com

سنگِ میل پبلیکیشنز چوک اردو بازار لاہور

toobaa-elibrary.blogspot.com

تاریخ - چین
951

Reprinted by Permission of the Govt. of the Punjab under terms of Publication of Books Ordinance (1969).

ضابطہ

بار اول ____ ۱۹۸۶ء
تعداد ____ ایک ہزار
پبلشر ____ نیاز احمد
سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور
پرنٹر ____ منظور پرنٹنگ پریس لاہور
قیمت ____ -/۳۵ روپے

فہرست

پہلا باب
عرب چین میں کس طرح آئے ؟
۱- جنوب سے سمندر کے راستے سے
۲- مغرب سے خشکی کے راستے
۳- عرب اور چین میں جنگ (چین میں عربوں کا پہلا ریلا)
۴- مغرب میں کاغذ سازی کا تعارف
۵- چین میں عربوں کی خدمات ____ دوسرا ریلا
۶- تانگ خاندان کے زمانے میں مسلمانوں کی مشکلات
دوسرا باب
سونگ خاندان ۹۶۰ء سے ۱۲۷۸ء تک
سونگ خاندان کا سالانہ میزانیہ
تیسرا باب
یوان (منگول) خاندان ۱۲۰۶ء سے ۱۳۶۸ء تک
۱- چنگیز خاندان کے کرایے کے سپاہیوں کی آمد
۲- مغرب سے مسلمانوں کا تیسرا ریلا
چین کے مسلمانوں اور یہودیوں کے نام

toobaa-elibrary.blogspot.com

۴۔ منگولوں کے سیاسی مشیر
۵۔ سالی دیان۔چی (سید عمر شمس الدین)
۶۔ منگولوں کی اولاد نے اسلام قبول کیا

چوتھا باب

مینگ خاندان ۱۳۶۸ء سے ۱۶۴۴ء تک

۱۔ کیا چو۔یوان۔چانگ مسلمان تھا ؟
۲۔ مسلمانوں نے منگولوں کو چین سے نکالنے میں چو۔یوان۔چانگ کی مدد کیوں کی ؟
۳۔ حاجی امیر البحر محمد چینگ ہو۔چین کا عظیم جہاز ران

پانچواں باب

خاندان چنگ ۱۶۴۴ء سے ۱۹۱۲ء تک

۱۔ چینی مسلمانوں کی دانش مندی
۲۔ چینی مسلمانوں کے مصائب کا آغاز ـــــ ٹنگ۔کو۔لونگ اور می۔لاہ۔ین کی انقلابی جد و جہد
۳۔ خواجۂ بزرگ اور خورمہ کی جد و جہد
۴۔ اپنی عفت کی خاطر معطرا پیارہ کی خودکشی
۵۔ اُنس کی جد و جہد
۶۔ لان چار میں آزادی کی جد و جہد
۷۔ ش۔فونگ۔بو کی جد و جہد
۸۔ جہانگیر کی جد و جہد
۹۔ یوسف کی جد و جہد

۱۰۔ اس کی حکمت عملی
۱۱۔ ٹو۔وین سیو کا جہاد یونان میں
۱۲۔ شینسی میں جد و جہد
۱۳۔ ما۔ہوا۔ کی نادر جنگی چال
۱۴۔ ٹاؤ۔مینگ کی جد و جہد
۱۵۔ سنکیانگ میں مزید بدامنی
۱۶۔ چنگ خاندان کے دور میں مسلمانوں کے مصائب کی اصل وجہ

چھٹا باب

جمہوریت کا دور ۱۹۱۲ء سے ۱۹۴۹ء تک

۱۔ جمہوریت کے دور میں مسلمان۔ایک عالم کے تاثرات
۲۔ ا۔ مسلمانوں کے بارے میں غیر مسلموں کے رویے میں تبدیلی
ب۔ نئے سکولوں کا قیام
ج۔ پریس
د۔ اسلامی تنظیمیں
ر۔ جمہوریت کے دوران مسلمانوں کی حب الوطنی
۳۔ مسلمانان چین کی خدمات
ا۔ تجارت
ب۔ ادب
ج۔ سیاست دان اور سپاہی
د۔ مارشل عمر بائی چونگ۔ایک عظیم مسلمان سپاہی
ر۔ جہاز رانی۔انکشاف اور تدبر

toobaa-elibrary.blogspot.com

ز۔ علم ہیئت

س۔ طب

ش۔ موسیقی

ص۔ فن تعمیر

ض۔ مانچوں خاندان کے زوال کی بلاواسطہ وجوہات

ساتواں باب

ترکستان پھر مصیبت کے نرغے میں

۱۔ ترکستان کے وڈیروں نے عوام کے ساتھ اپنا رویہ نہ بدلا

۲۔ جمہوریت کی سیاہ کاشورانگیز ظالمانہ اور غیر منصفانہ رویہ

آٹھواں باب

ایک چینی مسجد کا مختصر خاکہ

۱۔ وضو کے کمرے میں

۲۔ کمرۂ نماز

۳۔ مسجد کمیٹی

نواں باب

۱۔ چینی مسلمانوں کے خاندانی ناموں کی خصوصیات

دسواں باب

مسلمانوں کی حیاتِ نو

۱۔ تعلیم

۲۔ مسلمانوں پر ایک نظر

۳۔ خواتین کے لیے مسجد

۴۔ قرآن پاک کا ترجمہ

۵۔ ڈاکٹر۔ سن۔ یاٹ۔ سن اور اسلام

گیارھواں باب

چینی ثقافت اور مسلمانانِ چین پر تبصرہ

۱۔ ہاں قوم کے بارے میں

۲۔ مسلمانوں کے بارے میں

۳۔ حوالہ جات

toobaa-elibrary.blogspot.com

پہلا باب

عرب کس طرح چین پہنچے

جنوب سے سمندر کے راستے سے

چین میں اسلام کی آمد کے بارے میں کئی متضاد تاریخیں بیان کی جاتی ہیں۔ تانگ (TANG) خاندان کی سرکاری دستاویزوں اور چن یوین (CHEN YUEN) کی تصنیف "چین میں اسلام کی آمد کا مختصر مطالعہ" کے مطابق اسلام کی چین میں آمد شہنشاہ یونگ ہوی (YONG HUI) کے عہد حکومت کے دوسرے سال میں ہوئی۔ ہجری سن کے مطابق یہ سن ۳۲ ہجری اور سن میلادی کے حساب سے سنہ ۶۵۲ء بنتا ہے۔ یہ تاریخ زیادہ قابل اعتماد معلوم ہوتی ہے۔ اس کتاب کے مطابق خلیفۃ المسلمین حضرت عثمان بن عفان کے فرستادہ سفیر چین پہنچے۔ (ملاحظہ ہو تانگ (TANG) خاندان کی تاریخ — چین اور اجنبی ممالک کے تعلقات)

پانچویں صدی کی چینی دستاویزات کے مطابق اسلام کی آمد سے پہلے بھی چین کے بحری جہاز خلیج فارس کے راستے دریائے دجلہ اور فرات تک جایا کرتے تھے۔ خاندان صوی (SUI) (۶۰۵ء سے ۶۱۸ء) کی دستاویزوں میں بھی ایسا ہی ذکر ملتا ہے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے بھی عرب تاجر چینی سامان کی تجارت کرتے، اور چین آتے جاتے تھے، چین اس وقت دنیا کا متمدن ترین ملک تھا۔

تانگ خاندان چین میں ۹۰۵ء سے ۶۱۸ تک حکمران رہا۔ اس خاندان کے عہد حکومت کے دوران میں کوانگ چاؤ (KWANG CHOW) میں جس کا جدید نام کنٹن (CANTON) ہے، غیر ملکیوں کی نوآبادیاں تھیں۔

اسی طرح چانگ چاؤ (CHANG CHOW) اور چوان چاؤ (CHUAN CHOW) میں بھی غیر ملکی تاجر آباد تھے۔ مؤخر الذکر دونوں بندرگاہیں صوبہ فوکین (FUKIEN) میں ہیں۔ تانگ

toobaa-elibrary.blogspot.com

خاندان کے زمانے میں غیر ملکیوں کو یہاں آباد ہونے کی اجازت ملی تھی۔ ان غیر ملکیوں یعنی عربوں، ایرانیوں یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنی مخصوص آبادیوں میں چینیوں کے ساتھ تجارت کرنے کی اجازت تھی۔ ان غیر ملکیوں میں عرب زیادہ اہم تھے، اس لئے تمام غیر ملکیوں کو غلطی سے عرب سمجھا جاتا تھا، مگر آگے چل کر انہیں تاشی (TA SHIH) کہا جانے لگا۔ یہ لفظ فارسی زبان کے لفظ "تازی" کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ "تازی" وہ نام ہے، جو ایرانیوں نے عربوں کے ایران پر حملہ کے وقت انہیں دیا تھا۔ یہ حملہ ۶۳۶ھ میں ہوا، اس لفظ کا چینی میں لفظی ترجمہ کیا گیا، تو یہ لفظ تاشی (TA SHEH) بن گیا، اس کے معنی ہیں "بسیار خور"۔

اگر ہم عربوں کے تاریخی پس منظر پر گہری نظر ڈالیں، تو معلوم ہوتا ہے کہ عرب سنہ ۶۱۰ء سے پہلے بھی چین کے ساتھ تجارت کرتے تھے، ان میں بعض چین میں اقامت اختیار کر چکے تھے۔ اس بات کا امکان ہے کہ ان میں سے بعض نے چین میں ہی اسلام قبول کیا ہو۔ اس کی وجوہ یہ ہیں: حضرت محمد صلعم نے اعلان نبوت کیا، تو ان کے قیام مکہ کے سات سال یعنی ۶۱۷ء تک سینکڑوں اہل مکہ نے اسلام قبول کر لیا، لیکن قریش کے بت پرست افراد ان کے دشمن بن گئے۔ اہل مکہ کا اللہ کی وحدت پر ایمان لانا ان کے قدیم مذہب سے انحراف تھا، جو بت پرستی تھا، اہل قریش کو یہ بات نہ بھائی۔ چنانچہ انہوں نے نو مسلموں پر مظالم ڈھائے ان کا مقاطعہ کیا، بلکہ انہیں قتل بھی کیا۔ ان مظالم سے تنگ آکر ایک سو ایک مسلمان مرد و زن نے حبشہ کو ہجرت کی، ان میں جعفر اور سعد لبید بھی تھے۔ سعد لبید ہم جو فطرت کے مالک تھے، انہیں حبشہ کی زندگی پسند نہ آئی، چنانچہ وہ ایک جہاز میں سوار ہو کر کسی طرف نکل گئے۔ عرب جہاز خلیج فارس سے مئی اور جون میں مشرق کو روانہ ہوتے، اور اکتوبر اور نومبر میں موسمی ہواؤں کے رخ واپس آتے۔ وہ قطب نما کا استعمال سیکھ چکے تھے، جو چینیوں کی ایجاد ہے۔ سعد لبید جس جہاز میں سوار ہوئے تھے، وہ انہیں لے کر چین کی بندرگاہ چوان چاؤ (CHUAN CHOW) پہنچ گیا۔ یہ بندرگاہ اس وقت دنیا کی جدید ترین بندرگاہ تھی۔ یہاں سعد لبید اپنے بے شمار ہم وطنوں سے ملے، ان میں کئی حضرموت اور کئی خلیج فارس کے بالائی حصے کے رہنے والے تھے، مگر یہ سب کے سب ابھی مسلمان نہ ہوئے تھے۔ یہاں سعد لبید نے اپنے ہم وطنوں میں

۹ اور ۳۱ ہجری کے درمیان تبلیغ اسلام شروع کی۔ دوسرے لفظوں میں چین کی سرکاری دستاویزوں میں عربوں کے ساتھ سفارتی مراسم کی ابتداء کا جو ذکر ہے، اس کا تعلق سعد لبید کی آمد سے بیس سال بعد کے زمانے سے ہے۔ چینی ان عربوں کو "سفید عباؤں والے عرب" کہا کرتے تھے۔ سعد کا پورا نام صحابی سعد لبید الحبشی بن گیا۔ یوسف نام کا ان کا ایک ساتھی بھی تھا، ان کا پورا نام معلوم نہیں ہے۔ یہ غالباً یا تو اس وقت سعد کے ساتھی بنے، جب وہ چوان چاؤ میں تھے، یا اس وقت جب وہ کنٹن کا سفر کر رہے تھے۔ کنٹن بھی اس زمانے میں ایک بین الاقوامی بندرگاہ تھی۔ سعد چوان چاؤ اور چانگ چاؤ میں تبلیغ اسلام کرنے لگے، اور یوسف کنٹن میں تبلیغ کے کام میں مصروف ہو گئے۔ اس بات کی تصدیق کنٹن کی روشنی کے مینار والی مسجد کوانگ تاسی (KWANG TAH SE) اور چوان چاؤ کی "نہا" مسجد (CHE LIN SE) سے ہوتی ہے۔ یہ دونوں مساجد چین کی قدیم ترین مساجد ہیں۔ روشنی کے مینار والی مسجد کا مینار اذان کے علاوہ جہازوں کے لئے روشنی کے مینار کا بھی کام دیتا تھا، اس کی چھت پر ایک بادنما تھا، جس سے ہوا کے رخ کا پتہ چلتا تھا۔ ملایا یونیورسٹی کے سابق پروفیسر قدرت اللہ فاطمی نے ۱۹۵۸ء میں ایک پمفلٹ لکھا تھا، جس میں انکشاف کیا تھا کہ روشنی کے مینار والی کنٹن کی مسجد کی تعمیر سے پہلے صرف ایک مسجد تعمیر ہوئی تھی، جو مدینہ کی مسجد تھی، اور یہ کنٹن کی مسجد مدینہ سے باہر تعمیر ہونے والی دنیا کی سب سے پہلی مسجد ہے۔ جمہوریہ فلپائن کے سینیٹر اے۔ ڈی الونٹو (A-D-ALONTO) نے بھی پروفیسر فاطمی کے دعویٰ کی تصدیق کی ہے۔ سینیٹر موصوف اس مسئلہ پر اہم حیثیت کے مالک ہیں۔

ان تاریخی آثار میں اس بات میں شک و شبہ نہیں رہتا کہ اسلام ابتدائی زمانے میں ہی چین پہنچ گیا تھا۔ مزید برآں صوبہ فوکین کے بہت سے مسلمانوں کے نام میں (SSA) کا لفظ ملتا ہے۔ یہ سعد کی ایک صورت ہے۔ امیر البحر سا چین پنگ (SAA CHIEN PING) چینی جمہوریت کا ایک مشہور امیر البحر تھا۔ سا (SAA) چینی نام نہیں۔ پروفیسر لو سیانگ لن (LO HSIANGLN) کی تصنیف "پوشو کینگ (PU SHOO KENG) ابو بکر کا ایک مطالعہ" کے مطابق (سن ۱۳۶۸ء) سا خاندان مینگ (MING) خاندان کے زمانے میں آہستہ آہستہ اسلام سے منحرف ہوا۔ یا یوی (YOI) یہ یوسف کی صورت ہے۔ یہ نام ہان قوم کے لوگ اختیار نہیں کرتے۔ یہ حرف کنٹن کے مسلمانوں کے نام کا حصہ ہے۔ آیا یہ لوگ صحابی سعد لبید الحبشی اور یوسف کے خاندان سے تعلق رکھتے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہیں، یا نہیں، یہ ایک ایسا مسئلہ ہے، جسے گہری نظر سے دیکھنے، اور دیگر شہادتوں کی روشنی میں پرکھنے کی ضرورت ہے۔ مجھے علم ہے بصرہ اور کوفہ میں بھی اسلام کے ابتدائی زمانے میں مساجد تعمیر ہوئی تھیں، لیکن وہ مساجد میناروں کے ساتھ تعمیر ہوئیں۔

چینی تاریخوں کے مطابق چین اور عرب کے درمیان کم از کم ۲۷ سفارتوں کا تبادلہ ہوا۔ اس سلسلہ میں محمد پائی شو۔ ای (MOHAMMADPAI SHOUYI) کی تاریخ بعنوان "چین کی اسلامی تاریخ مطبوعہ ۱۹۸۵ء" ملاحظہ ہو۔ خاندان تانگ کے خاتمے اور صلوی (SUI) خاندان (۸۸۰ — ۹۹۰) عیسوی کی ابتداء کے زمانے میں چین میں عرب، ایرانی، عیسائی اور یہودی مہاجرین کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ ان میں اسی فیصد عرب تھے۔ اس سے چین اور عرب کے درمیان قریبی ربط و ضبط کا پتہ چلتا ہے۔

چین کے عربوں نے سعد اور یوسف کی مخالفت کیوں نہ کی، اور اسلام کیوں قبول کر لیا۔ اس کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں۔ پہلی وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ عربوں میں زیادہ وہ لوگ تھے، جو حضرت رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے وقت جو ۶۳۲ء میں ہوئی، اسلام قبول کر چکے تھے۔ میں یہاں یہ بات واضح کر دوں کہ سعد اور یوسف نے ان عربوں میں تبلیغ کی جو ۶۳۲ء تک مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ چین کے نو مسلم عربوں نے اپنی باری آنے تک بیاہ شادی کے ذریعے اور اسلام کی اپنی خوبیوں کی بناء پر اسلام پھیلایا۔ دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ سعد اور یوسف انتہا درجے کے نیک اور با اخلاق انسان تھے، اور اعلیٰ درجے کے مسلمان تھے۔ ان کی ان خوبیوں کی وجہ سے اسلام عرب کے علاوہ دوسری جگہوں کے مقابلہ میں چین میں بسرعت پھیلا۔ یہ کوئی خالی خولی ڈینگ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے۔ اسلام کو جنگ و جدل اور خون خرابے کے بغیر بہ رضا و رغبت تسلیم کیا گیا۔ چین میں اسلام اسی طرح قبول کیا گیا، جیسے گیارہویں، بارہویں صدی میں جنوب مشرقی ایشیا میں تسلیم کیا گیا۔ اسلام کی تبلیغ کا کام زیادہ تر عرب سوداگروں نے اپنی ایمانداری، خلوص، مہربانی، شفقت اور لوگوں کے ساتھ گھل مل کر رہنے سہنے سے کیا۔ واضح رہے کہ گیارہویں صدی میں عربوں کے انحطاط کا آغاز ہو گیا تھا۔

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ تانگ خاندان کے ابتدائی زمانے میں عربوں کو عرب کہا جاتا تھا۔ نہ کہ تاشی یا صوی (SUI) خاندان، اور یوان (YUAN) خاندان کے زمانے میں (۹۶۰ء سے ۱۲۷۹ء) [illegible]

تاشی یا سمس (SEMS) سامی چینی میں سیمو) کہا جانے لگا۔ اس طرح لوگ "عرب" کا نام ہی تقریباً بھول گئے۔

عرب تاجر سمندری راستے سے ہندوستان اور جنوب مشرقی ایشیا کے راستے موسمی ہواؤں کے ساتھ آتے تھے۔ ان میں کچھ راستے میں ہی مستقل طور پر ٹھہر گئے۔ غالباً کچھ چمپہ (CHAMPA) مشرق وسطیٰ ویت نام میں ٹھہرے، اور وہیں بس گئے۔ فارانگ (FARANG) کے علاقے میں رہنے والے لوگ جو ویت نام میں ہے، اپنے آپ کو بنی شام کہتے ہیں، اور اس کا مطلب ہے "شام کے بیٹے"۔ تاہم ان میں سے اکثر نے ملکا (MALACA) اور چمپہ کو چین آتے جاتے ہوئے تجارتی مرکز بنا لیا۔ اس کی وجہ بالکل صاف ہے کہ چین میں جدید ترین چیزوں کی تجارت ہوتی تھی، آب و ہوا معتدل تھی۔ چین میں پیدا ہونے والی اکثر اشیاء دوسرے ملکوں میں نہیں ملتی تھیں۔ چینی جو چیزیں بہت بڑی مقدار میں برآمد کرتے تھے، ان میں کاغذ، کپڑا خاص کر قدرتی زرد رنگ کا کپڑا، چائے، چینی کے برتن، سلک، ادویات اور ALUM شامل تھا۔ جو چیزیں چین میں لا کر بیچی جاتی تھیں، ان میں ہاتھی دانت، خوشبوئیں، ہیرے، شیشے کے برتن افریقہ سے آتے موتی گرم مصالحے اور سالم زمرد وغیرہ، سیلون، برما اور جنوب مشرقی ایشیا سے آتا۔ ان اشیاء میں سالم زمرد بہت بڑی مقدار میں آتا تھا۔ یہ چیزیں اور سان کے ساتھ چینی تمدن کی آمیزش سونے پر سہاگے کا کام کرتی تھی، اور اجنبی ہمیشہ کے لئے چین میں بس جاتے، شادی رچا لیتے، اور چینیوں کے اسلام قبول کرنے کا باعث بنتے۔ چین میں اس وقت آباد نسلوں اور عربوں کے درمیان وہ تنگ دلی اور فرقہ پرستی مفقود تھی جو اب موجود ہے۔ اس کی وجہ خاص کر یہ تھی کہ اسلام باہمی مراسم میں رنگ، عقیدے، طبقاتی اور قبائلی اختلافات کی نفی کرتا ہے، چنانچہ نسلی تعصبات سے نہ اس وقت کے چینی آشنا تھے، اور نہ ہی عرب۔ چین میں ذات پات کی تمیز کبھی روا نہیں رکھی گئی۔ کچھ عرصے کے بعد عربوں کی بعد کی نسلوں اور اس وقت کے چینیوں کے رہنے کے طور طریقے ایک جیسے ہو گئے۔ صرف عقیدے اور خورد و نوش کی عادات الگ الگ رہیں۔

واضح ہے کہ چینی مسلمانوں نے شراب نوشی اور خنزیر کا گوشت کھانے سے ہمیشہ اجتناب کیا ہے۔ مسلمانوں کی شادی اور موت کی رسمیں بھی چینیوں سے کسی قدر مختلف رہیں۔ یہ بات بلا خوف و خطر کہی جا سکتی ہے کہ چینی اور اسلامی ثقافت کے خلط ملط ہونے سے چینی مسلمان ایک خاص قسم کی قوم بن کر ابھرے،

toobaa-elibrary.blogspot.com

جو مقدس قوانین اور زندگی کے انسانی جذبات سے شدید طور پر باخبر ہے۔ تانگ خاندان، صوی خاندان اور یوان خاندان کے عہد میں بے شمار ایسے مسلمان رہنما پیدا ہوئے، جنہوں نے چین کے طور طریقے اختیار کئے، اور چین کے ساتھ وفاداری میں بھی چینیوں سے کسی طرح پیچھے نہ رہے (ملاحظہ فرمایئے باب چینی مسلمانوں کی خدمات باب ششم حصہ ۳) کبھی کبھی یہ ضرور ہوا کہ کسی معمولی قصور کی بناء پر مسلمانوں کی توہین کی گئی، یا انہیں رگیدا گیا، لیکن غیر مسلموں نے ان کا بائیکاٹ نہ کیا، اور نہ ہی انہیں معاشرے سے باہر نکالا، چینی بالعموم ایک روادار قوم ہیں۔ مسلمانوں نے ملک کے ساتھ بے مثال وفاداری کا ثبوت دیا ہے۔ اگر ہم چینی تاریخ پڑھیں تو کئی ایسے بہادر اور جری مسلمانوں کے نام ملیں گے، جنہوں نے اپنے ملک کے لئے جان دی، لیکن ہمیں ایک ایسے مسلمان کا نام نہیں ملے گا، جس نے چین سے غداری کی ہو۔ چینی مسلمانوں کو اس پر فخر ہے۔ چینی مسلمانوں کی وفاداری کا کئی بار امتحان لیا گیا، اور وہ ہر بار اس میں پورے اترے، انہوں نے وہ کام انجام دیئے، جو ان کے سپرد کئے گئے، انہیں اللہ کی وحدت سے اعتقاد سے بڑھ کر کوئی اور عقیدہ عزیز نہیں ہے۔

مغرب سے خشکی کے راستے

پہلا راستہ یعنی سمندری راستہ تانگ اور صوی خاندان کے زمانے (۶۱۸ء سے ۱۲۷۸ء) میں زیادہ مستعمل رہا۔ اب ان مسلمانوں کا حال کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جائے گا، جو مغربی راستے سے چین آئے۔

جو لوگ سمندری راستے سے آئے، وہ "فان فانگ" (FAN FANG) یعنی غیر ملکی نوآبادی تک محدود رہے، کیونکہ انہیں اس نوآبادی سے آگے تجارت کرنے کی اجازت نہ تھی، لیکن جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا، اس قانون کے نفاذ میں نرمی برتی جانے لگی، کیونکہ عرب اپنے تجارتی معاملات اور لین دین میں صاف ستھرے کردار کے مالک تھے۔ وہ چین کے قوانین اور محکمہ محصولات کے قواعد و ضوابط کے پابند تھے، چنانچہ ان کی تجارتی سرگرمیاں چوانگ چاؤ، چانگ چاؤ اور کوانگ چاؤ سے نکل کر شمال

میں مینگ چاؤ (MING CHOW) اور دریائے ینگ سی (YANG TZE) کے نیچے یانگ چاؤ (YANG CHOW) تک پھیل گئیں۔ مینگ چاؤ وہی شہر جسے آج کل ننگ پو (NING PO) کہا جاتا ہے۔ یہ شنگھائی کے قریب واقع ہے۔

عرب تاجروں کے راہنما مشرقی جذبۂ خیر سگالی اور خلوص کے اظہار کے طور پر چینی شہنشاہوں کو تحفے پیش کرتے، اسے ایک طرح کا خراج سمجھا جاتا، چینی شہنشاہ ان کے جواب میں انہیں عموماً قیمتی تحفے عطا کرتے، اور اعزازی خطابات بھی دیتے۔

ایک چینی ضرب المثل ہے: "زمرد اور سلک کا تبادلہ میدان جنگ میں تلواروں اور نیزوں کے تبادلے سے بہتر ہے۔"

عربوں کا کاروبار خوب پھلا پھولا، اور ان میں کئی بے حد مالدار ہو گئے۔ دولت اور طاقت کا چولی دامن کا ساتھ رہا ہے، چنانچہ ان تاجروں کا اثر و رسوخ بھی بڑھا، اس طرح کچھ ایسی صورت حالات پیدا ہوئی، جو عام حالات میں پیدا نہ ہوتی۔ بات یہ ہوئی کچھ چینیوں نے عربوں کو سراہنا شروع کر دیا۔ بعض نے ان کے طور طریقوں کی نقالی شروع کر دی۔ ان کے دین کی طرف بھی مائل ہوئے، ان سے رشتے کئے چنانچہ ان باتوں سے چین میں اسلام کے پھیلنے میں مدد دی۔

فان فانگ کی غیر ملکی نوآبادی تانگ خاندان کے عہد حکومت میں سمندر کے راستے جنوبی چین کی بندرگاہوں میں آنے والے تاجروں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر قائم کی گئی تھی۔ یہ نوآبادی صرف غیر ملکیوں کے لئے تھی، وہ اس نوآبادی کے علاوہ کسی اور جگہ تجارت نہیں کر سکتے تھے۔

فان فانگ کے اندر غیر ملکیوں کو کچھ آزادیاں حاصل تھیں۔ ان میں ان کے لئے ایک راہبر چنا جاتا تھا، یہ ان کی روزانہ کی ضروریات کی دیکھ بھال کرتا، اور قاضی کے فرائض بھی انجام دیتا۔ اس کے ساتھ ایک شیخ یا مفتی بھی چنا جاتا، جو دینی معاملات میں راہنمائی کرتا۔

اس نوآبادی کے باسیوں کے تمام معاملات دنیاوی یا دینی سب ان کے آپس کے مشوروں سے طے ہوتے۔ چین کی حکومت ان میں کوئی مداخلت نہ کرتی، تاہم اگر ایسے واقعات ہوتے، جن میں چینی

toobaa-elibrary.blogspot.com

شہری بھی ماخوذ ہوتے، تو چینی حکومت کو مداخلت کرنا پڑتی تھی۔

اس خان فانگ کی آزاد حیثیت کو چنگ (CHING) خاندان کے زمانے میں جسے مانچو (MANCHU) خاندان بھی کہتے ہیں (عہد حکومت ۱۶۴۴ء سے ۱۹۱۱ء) میں ختم کر دیا گیا۔ تاہم وہ شنگھائی (فرانسیسی اور بین الاقوامی) کی نوآبادی میں علاوہ پیکنگ (PEKING) تونگ چاؤ (TUNG CHOW) مینگ سیانگ (MING HSIANG) اور جنوب کے کئی اور شہروں میں آباد ہو گئے۔

خان فانگ اور غیر ملکیوں پر لگائی گئی پابندیاں آگے چل کر چین میں غیر ملکیوں کے لیے چین کے قوانین کی دسترس سے باہر ہونے کے حق پر منتج ہوئیں۔

غیر ملکیوں کی ان نوآبادیوں کی وجہ سے چینیوں کے دل میں ذرہ ذرہ سی باتوں پر حسد پیدا ہونے لگا کیونکہ یہاں غیر ملکیوں کو آزادی حاصل تھی، چنانچہ چینی انہیں یانگ کوی زی (YANG KWEI TZE) یعنی غیر ملکی شیاطین کے نام سے پکارنے لگے۔

میرے خیال کے مطابق خان فانگ کا قیام کوئی بُری بات نہ تھی، لیکن مشکل یہ پیدا ہوئی کہ چینی حکومت اس کے انتظامی امور سے غفلت برتتی رہی۔

چین اور عرب میں جنگ

چین میں عربوں کا پہلا ریلا،

ایک تیسری قوم کی وجہ سے سیاسی جنگ ہوئی۔ یہاں یہ بتا دینا مناسب رہے گا، کہ تانگ خاندان کے شہنشاہ جنگ لونگ (JING LOONG) (۷۱۲ء) اور اسی خاندان کے شہنشاہ تین پاؤ (TIEN PAO) (۷۵۵ء) کے درمیانی عرصے میں چین اپنی سیاسی طاقت کے پورے عروج پر تھا۔ ایشیا کی ہر قوم چین کو اپنا رہنما سمجھتی تھی۔ اس وقت چین تہذیب و تمدن کا مرکز تھا۔ کئی ہمسایہ ممالک اسے خراج ادا کرتے تھے۔ چین میں اسلام کی آمد خاص کر ۶۳۶ء کے واقعات کی وجہ سے چین اور عرب وسطی ایشیا میں ایک دوسرے کے

قریب پہنچ گئے۔ سن ۶۳۶ء کے واقعات یہ ہیں، اس سال عرب فوجوں نے سعد ابو وقاص کی فوجی قیادت اور عبداللہ ابن امیر اور حبیب ابن مسلمہ کی فنی سوجھ بوجھ کی وجہ سے جنگ قادسیہ میں ایرانیوں کو شکست دی۔ اس طرح عرب اور چین کی فوجیں وسطی ایشیا میں ایک دوسرے کے قریب پہنچ گئیں۔ عرب فوجیں خراسان شاہراہ ریشم کے ذریعہ پہنچ کر سمرقند کی سرحد پر پہنچ چکی تھیں۔

تاشقند میں چینی افواج موجود تھیں۔ تاشقند ایک آزاد ریاست تھی، مگر چین کی باج گزار تھی، اور شاہراہ ریشم کے ذریعے چین سے منسلک تھی۔ اس طرح چین اور عرب جو کبھی ایک دوسرے سے بہت دور تھے، اب ایک دوسرے کے ہمسائے بن گئے۔ یہ دونوں ایک دوسرے کا احترام کرتے تھے۔ اس زمانے میں چینی حکومت کی طرف سے ایک شہر میں جو اب کوچا (KUCHA) کہلاتا ہے، ایک گورنر متعین تھا۔ یہ شہر مشرقی ترکستان میں ہے۔ چینی گورنر چین کے مغربی زیر حفاظت علاقے کی فوجی اور سیاسی سرگرمیوں کی دیکھ بھال کیا کرتا تھا۔ تاشقند کا بادشاہ جس کا نام چابی شی (CHABI SHIH) تھا، چین کے ماتحت تھا۔ گورنر کی حیثیت آج کل کے مشیروں جیسی تھی۔ یا یوں سمجھئے کہ وہ کسی زیر حفاظت [illegible] سب سے بڑا افسر تھا۔ کوچا کا افسر کوریا کا رہنے والا تھا، اور اس کا نام کادسین چی (KATH SIEN CHEE) تھا۔ اس شخص کا تاشقند کے حکمران سے کسی بات پر معمولی سا اختلاف ہو گیا۔ اس نے مکاری سے کام لے کر تاشقند کے حکمران کو ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے کوچا بلایا، مگر اس کانفرنس کا کوئی وجود ہی نہ تھا۔ تاشقند کا حکمران کوچا پہنچا، تو گورنر نے اسے گرفتار کر کے تانگ سلطنت کے پایہ تخت چانگ (CHANGAN) روانہ کر دیا۔ چانگ آن آج کل سی آن (SI-AN) کہلاتا ہے۔ یہ صوبہ شینسی (SHENSI) میں واقع ہے۔ چین کے شہنشاہ تین پاؤ (TIEN PAO) (۷۴۲ء سے ۷۵۵ء) نے گورنر کاو" کی بدنیتی پر مبنی اطلاع اور اپنی حکومت کی طاقت کا مظاہرہ کرتے ہوئے معاملے کی کوئی چھان بین کے بغیر تاشقند کے حکمران کو قتل کرا دیا۔ جب گورنر کادسین چی" کو معلوم ہوا کہ تاشقند کے حکمران کو قتل کر دیا گیا ہے۔ تو اس نے اپنی فوج تاشقند میں داخل کر دی، اور سونا، ہیرے اور بے اندازہ دولت اور ساتھ ہی چند عربی گھوڑے لوٹ کر کوچا واپس چلا گیا۔ تاشقند کا ولی عہد سمرقند گیا، اور عرب فوج سے مدد مانگی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

یہ واقعہ شہنشاہ "تین پاؤ" کی حکومت کے نویں سال کے بارہویں چاند کے مہینے میں عیسوی سمت کے مطابق نومبر ۷۵۱ء میں پیش آیا۔ عرب میں بنو امیہ کی شکست کے بعد خلیفہ ابو العباس کو مسند خلافت پر بیٹھے ایک سال ہوا تھا۔ واضح رہے چین میں ابو العباس کے عہد کو ہیشام ابو العباس سیاہ پوش تاشی کے عہد کے نام [illegible] کیا جاتا ہے۔ بنو امیہ عرب میں ۶۶۱ء سے ۷۵۰ء تک اور اس کے بعد ۱۰۳۱ء تک قرطبہ (سپین) میں حکمران رہے۔ ابو العباس اپنی حکومت کو مشرق میں بڑھانا چاہتا تھا۔ تاشقند کے ولیعہد کی مدد کی درخواست نے سلطنت کی توسیع کا موقع [illegible] کر دیا۔ چنانچہ اس نے ولی عہد کی درخواست کے جواب میں اپنی حکومت کے دوسرے سال کے چوتھے مہینے میں مختلف قبائل پر مشتمل پانچ ہزار سپاہ شمال کی طرف روانہ کر دی۔ ادھر جنرل کاؤسین چی کی قیادت میں بیس ہزار چینی سپاہ مقابلے کے لئے موجود تھی۔ چین کی سرحد سے دو سو میل دور تلاس (TALAS) کے مقام پر دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔

چینی اور عرب سپاہ کی لڑائی پانچ دن تک جاری رہی، مگر کاؤسین چی کو شکست ہوئی، [illegible] اس کی فوج کے عقب میں اس کے ایک ماتحت سالار کو۔ لوہ۔ لو (Lo-Lou Ko) نامی نے بغاوت کر دی [illegible] فوجوں کو سامنے سے دشمن کے تابڑ توڑ حملوں اور عقب سے فوج کے باغی عنصر کا مقابلہ کرنا پڑا۔ چنانچہ چینی فوج پیچھے ہٹتی گئی، اور اسے شکست ہو گئی [illegible] نامی افواج نے شکست خوردہ چینی فوج کا تعاقب [illegible] کیا [illegible] فلپ ہٹی (HITTI) کی تاریخ عرب (تیسرا ایڈیشن مطبوعہ ۱۹۴۶ء لندن) کے مطابق اس تحریر سے مطابقت رکھتا ہے۔ جو اس سے قبل چین میں عرب افواج کے سپہ سالار جنرل نصر ابن سیار [illegible] سپہ سالار کو بھیجا تھا۔

اس تحریر میں عرب سپہ سالار نے وعدہ کیا تھا کہ وہ چین کی سرحد میں اپنی فوجیں داخل نہیں کرے گا۔ چنانچہ وہ اپنے وعدے پہ قائم رہا [illegible] میں [illegible] عرب کے درمیان یہی ایک ناخوشگوار واقعہ رونما ہوا۔ سمرقند کے قریب اس فوجی کارروائی [illegible] عرصے سے قائم تھا شدید دھچکا لگا۔

[illegible] لڑائی آج کل کی لڑائی سے مختلف انداز میں لڑی جاتی تھی۔ یہ لڑائی پانچ یا دس سال کے بجائے صرف پانچ دن جاری رہی۔ چونکہ چین اور عرب، دونوں ملکوں میں ذرائع آمد و رفت سست

رفتار اور دشوار تھے، اس لئے دونوں ملکوں کے باشندے اس لڑائی سے بے خبر رہے، اس لڑائی کی وجہ سے ان کی باہمی تجارت پہ کوئی برا اثر نہ پڑا، تجارت بدستور جاری رہی۔ مغرب کی شاہراہ پر جسے یورپ میں شاہراہ ریشم کہا جاتا ہے، سامان تجارت سے لدے ہوئے قافلے لڑائی سے بے نیاز حسب دستور سابق آتے جاتے رہے۔ ادھر عرب گھوڑے، خچر اور اونٹ، دمشق کی بنی ہوئی تلواریں اور اسی طرح دوسرا سامان تجارت مثلاً ہیرے، موتی، ہاتھی دانت، کھجور، کشمش اور زنگ چین لاتے رہے۔ دیگر سامان کے ساتھ گھوڑے اور خچر بھی بیچے جاتے تھے۔ اس کے بدلے میں عرب تاجر چائے کی اینٹیں، کاغذ، زرد رنگ کے کپڑے، ادویات، ساٹن، ریشمی کپڑے اور چینی کے برتن اونٹوں پر لاد کر قافلوں کی صورت میں واپس جاتے رہے۔ اس زمانے میں چینی اشیاء کو بغداد میں سامان تعیش میں شمار کیا جاتا تھا۔ اہل بغداد اس سامان کو قسطنطنیہ برآمد کرتے۔ وہاں سے اسے یورپ برآمد کیا جاتا۔ اہل یورپ اس زمانے میں کاغذ بنانا نہیں جانتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے، آج بھی عربوں میں بیٹی کی شادی کے موقعہ پر اگر چینی کے برتن جہیز میں شامل نہ کئے جائیں، تو جہیز کو غیر مکمل سمجھا جاتا ہے۔ مجھے اس رسم کا علم ۱۹۳۷ء میں ہوا، جب میں سریا (شام) میں تھا۔

بعض عرب تاجروں نے چین کے پایہ تخت چانگ آن میں طویل قیام کے بعد چینی طرز زندگی کو اپنا لیا، مگر وہ اپنے عقیدے پر مضبوطی سے قائم رہے۔

وسطی ایشیا کے ترک، منگول قبائل (بشمول مشرقی اور مغربی ترکستان) اسلام کی خوبیوں اور تعلیمات سے بے حد متاثر ہوئے۔ چنانچہ وہ خالق کائنات اللہ تعالیٰ پہ ایمان لائے۔ روسی ترکستان کی اسلامی ریاستوں میں اب بھی ایسے قبائل موجود ہیں، جن کے آباؤ اجداد نے اسی ابتدائی زمانے میں اسلام قبول کیا، ان میں کچھ قبائل تاجک کہلاتے ہیں۔ یہ ایک ایسا لفظ جس کا تلفظ "تاشی" سے بہت ملتا جلتا ہے۔ اس امر کا اظہار دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ قدیم زمانے میں اہل چین رومن سلطنت کو ([illegible]) کہا کرتے تھے۔

قدیم زمانے میں میدان جنگ کے لئے ایک غیر تحریر شدہ قانون تھا کہ نہتے سپاہی کے ساتھ لڑائی نہ کی جائے۔ قرآن پاک میں یہ امر واضح طور پر موجود ہے۔ نہتے دشمنوں کو قیدی بنا لیا جاتا تھا۔ چین

toobaa-elibrary.blogspot.com

اپنے جنگی قیدیوں کو چانگ آن بھیجا کرتے تھے۔ یہاں وہ بالآخر چینی قومیت اختیار کر لیتے تھے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہوا کہ چانگ آن میں موجود مسلمانوں کی آبادی بڑھتی رہی۔

عرب جنگی قیدیوں کو کچھ عرصے کے بعد رہا کر دیا گیا۔ چنانچہ وہ اپنے ہموطنوں میں شامل ہو گئے، جو چین کے پایۂ تخت میں کاروبار میں مصروف تھے۔ اس وقت یعنی عربوں اور چینیوں کی لڑائی کے دس سال بعد چانگ آن میں چار ہزار عرب گھرانے موجود تھے۔ اس سلسلے میں ملاحظہ ہو، تانگ خاندان کے شہنشاہ چین چونگ (CHIEN CHUNG) کی ۷۸۰ء میں یعنی اس کی حکومت کے پہلے سال میں کی گئی مردم شماری کی رپورٹ۔

اس وقت چانگ آن مغربی چین میں مسلمانوں کا سب سے بڑا مرکز سمجھا جاتا تھا۔ سی آن (SI-AN) جو چانگ آن کا نیا نام ہے، کی جامع مسجد اسی زمانے میں تعمیر کی گئی۔ یہ مسجد اب بھی سی آن کے تاریخی آثار میں شمار ہوتی ہے۔ اس مسجد کی کئی بار مرمت کی گئی۔

اس زمانے میں مغرب سے عرب بہت بڑی تعداد میں چین پہنچے، جو عرب چانگ آن میں پہلے سے موجود تھے، وہ تجارت پیشہ تھے، وہ مکہ، سیریا اور عراق سے شاہراہِ ریشم کے راستے آیا کرتے تھے۔ شاہراہ تانگ خاندان کے برسرِ اقتدار آنے سے کہیں پہلے سے موجود تھی۔

یہ بات یقین کے ساتھ نہیں کہی جا سکتی کہ اس زمانے کے عرب مسلمان ہی تھے۔

مغرب میں کاغذ سازی کا تعارف

پوچھا جا سکتا ہے کہ عربوں کو چینیوں کے ساتھ لڑائی میں کیا مادی فائدہ حاصل ہوا؟ جواب یہ ہے کہ انہیں بہت فائدہ حاصل ہوا۔ عربوں نے جو چینی جنگی قیدی بنائے، ان میں وہ لوگ بھی تھے، جو کاغذ سازی کے فن سے خوب واقف تھے۔ عرب ان کے ساتھ شرافت سے پیش آئے، اور انہیں کاغذ سازی کا معاوضہ ادا کیا۔ برمکی خاندان کے چشم و چراغ الفضل ابویحییٰ کی تجویز پر جو ۷۹۴ء میں خراسان کا گورنر تھا، خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں بغداد میں بڑے پیمانے پر کاغذ کا کارخانہ لگایا گیا۔

خلیفہ ہارون الرشید ۷۸۶ء سے ۸۰۹ء تک حکمران رہے۔ چند سال کے عرصہ میں ہی فیض، قاہرہ، ولینسیا اور طلیطلہ وغیرہ میں بھی کاغذ کے کارخانے قائم ہو گئے۔ ان کارخانوں میں نرم، چکنا اور اعلیٰ درجہ کا کاغذ بنتا تھا۔ چینی سن کے ریشے، حشیش کے پتوں، کپڑوں کے چیتھڑوں اور بانس سے کاغذ تیار کرتے تھے، مگر عرب سبزیوں کے ریشوں سے تیار کرتے تھے۔ کاغذ کی صنعت سے مصریوں کی پائپرس کے پتوں کی بغداد کو برآمد ماند پڑ گئی۔ ہان (HAN) خاندان کے جنرل سائی لیون (TSAI LUEN) نے ۱۰۵ء میں کاغذ ایجاد کیا تھا۔ اس ایجاد سے پہلے چینی اپنی کتابیں یا تو لکڑی کے ٹکڑوں پر کندہ کرتے تھے یا سنہری روغن سے بانس پر لکھتے تھے۔

اب عربوں نے نہ صرف کاغذ کی درآمد بند کر دی، بلکہ اپنا بنایا ہوا کاغذ مصر اور یورپ کو برآمد کرنے لگے۔ یورپ نے چینیوں کے کاغذ بنانے کا طریقہ صلیبی جنگوں کے دوران عربوں سے سیکھا۔ کاغذ کا معرضِ وجود میں آنا یورپ میں احیائے علوم کی تحریک کا موجب بنا۔ عرب اور چین کی جنگ سے بھی یورپ کو کئی بالواسطہ مالی فوائد پہنچے۔ کیونکہ اہلِ یورپ نے صلیبی جنگوں میں عربوں سے کئی سائنسی علوم حاصل کئے۔ مثلاً ہوائی چکیوں کا مسئلہ ہی لیجئے، ان کے بنانے کا طریقہ عربوں نے اہلِ یورپ کو بتایا۔ واضح رہے ۱۱۸۰ء سے قبل میں یورپ میں ہوائی چکیاں لگانے کا رواج عام تھا۔ ستم ظریفی کی بات ہے کہ یورپ کو جب کاغذ بنانے کا طریقہ آ گیا، تو بعض شکست خوردہ صلیبیوں نے اسلام کے خلاف ہی کتابیں تحریر کیں، اور پیغمبرِ اسلام پر الزام لگایا کہ انہوں نے ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے ہاتھ میں قرآن لے کر اسلام کی تبلیغ کی۔ اس جھوٹے الزام کی خوب تشہیر کی گئی۔ مغربی چین میں لوگ اب بھی ہوائی چکیوں کے ذریعے آٹا پیسنے کی چکیاں چلاتے ہیں، اور ہوائی چکیاں ہی پانی نکالنے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔

محمد پائی شو ای نے ۱۹۲۵ء میں "چین کی اسلامی تاریخ کا خاکہ" نامی کتاب شائع کرائی۔ اس میں انہوں نے چین میں اسلام سے متعلق ایک دلچسپ کہانی لکھی ہے، ان کے مطابق کاؤ ین چی کی فوج میں ایک کلرک تھا۔ اس کا نام تو ہوان (TU HUAN) تھا۔ اسے عربوں نے جنگی قیدی بنا

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں بس آئے۔ چنانچہ انہوں نے صوبہ حنان (HONAN) کے صدر مقام کائی فنگ (KAI FENG) میں اپنے دو عبادت خانے تعمیر کئے۔ یہ عجیب بات ہے کہ ان عربوں نے اسلامی اثرات پھیلانے کا کام نہ کیا، وہ محض اسلام کے پیش رو بنے۔ اس کی شہادت اس امر سے ملتی ہے کہ صوبہ فوکین اور کوانگ تونگ (KWANG TONG) کے چینی مسلمانوں کے قرآن کی تلاوت کے انداز اور تلفظ میں ایرانی لہجے کی شدید جھلک دکھائی دیتی ہے۔ اگرچہ قرآن ہمیشہ سے عربی میں پڑھا جاتا ہے، لیکن بنیادی ابجد، محاورے، مقامی بولی اور عبادت سے متعلق الفاظ عربی کے بجائے فارسی زبان کے ہیں۔ نماز اور اسلامی رسوم سب ایک سی ہیں۔ چینی مسلمان حنفی عقیدہ رکھتے ہیں، مگر اس میں تشیع کا ہلکا رنگ موجود ہے۔

تانگ خاندان کے زمانے میں مسلمانوں کی مشکلات

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ مسلمان "نان نانگ" ہی میں رہتے بستے تھے۔ اور عربوں کو کوئی سفارتی مراعات حاصل نہ تھیں (ملاحظہ نان نانگ کا ذکر صفحہ ۱۵ پر) تاہم وہ لوگ جو ان نوآبادیوں سے باہر رہتے تھے، وہ اپنے آپ کو کم خوش نصیب سمجھتے، اور عرب تاجروں کی خوشحالی اور ان کے اثر و رسوخ پر حسد کرتے۔ حالات آگے بڑھتے رہے، اور جذبات بھی مجروح ہوتے رہے، آخر ایک نازک مرحلہ آ گیا۔ شہنشاہ سی سونگ (HSI TSUNG) چین فو (CHIEN FU) کی حکومت کا دوسرا سال ۸۷۵ء تھا کہ ہوان چاؤ (HUANCHAU) نے بہت سی فوج اکٹھی کی، اور حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ پہلے جنرل بنا، پھر تاہ۔ چائی (TAH TAI) کا نام اختیار کر کے شہنشاہ بن گیا۔ اس نے صرف کوانگ چاؤ یعنی کنٹن میں ہی ایک لاکھ اجنبیوں کا قتل عام کیا۔ ان میں اکثریت عربوں کی تھی۔ اجنبیوں میں ایرانی، یہودی اور عیسائی بھی تھے۔

اس قتل عام کی کہانی ایک عرب سیاح ابوزید نامی نے بیان کی ہے، یہ اس

وقت کنٹن میں موجود تھا۔

اس قتل کے سلسلہ میں ایک سوال ناگزیر طور پر پیدا ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ ہوانگ چاؤ جو امتحان میں ناکام رہا تھا، اگر حکومت سے ناراض ہو گیا تھا، تو دوسروں کو قتل کرنے کا کیا جواز تھا۔ اس سوال کا جواب بالکل سادہ اور آسان ہے کہ وہ تمام اجنبیوں کو ختم کرنا چاہتا تھا (اس سلسلہ میں تانگ خاندان میں ہوانگ چاؤ کی بغاوت سے متعلق دستاویزات ملاحظہ کیجئے)

یوں چینی مسلمانوں نے پہلی ایک کڑوی گولی نگلی۔ ہوانگ چاؤ کے قتل عام کی وجہ سے کئی عرب خاندانوں نے چینیوں کے نام اختیار کر لئے، تاکہ چین میں محفوظ رہ سکیں۔

تانگ خاندان کے زمانے میں ہی مسلمانوں کو جن میں بیشتر ایرانی تھے، ایک بار پھر ظلم و ستم کا نشانہ بننا پڑا۔ اب کے پانچ ہزار کے لگ بھگ اجنبی موت کے گھاٹ اتر گئے۔ یہ حادثہ یانگ چاؤ (YANG CHAW) یعنی دریائے ینگ سی کی زیریں وادی میں ایک باغی مسمی تین شینگ کونگ (TIEN SHENG KONG) کی فوجوں کے ہاتھ پیش آیا۔

تین شینگ۔ کونگ اور اس کی فوجوں نے سی چاؤ (TSE CHOW) جنگ چاؤ (CHANG CHOW) اور چی چاؤ (CHI CHOW) سے جو شمالی چین میں ہیں، بغاوت کا آغاز کیا، اور قتل و غارت کرتی ہوئی ہوئی چاؤ (HWEI CHOW) اور بالآخر یانگ چاؤ پہنچیں۔ راستہ میں انہوں نے ہر جگہ قتل عام کئے، اور لوٹ مچائی۔ اس کارروائی کے پیچھے نسلی تعصب سے زیادہ دولت جمع کرنے کی ہوس تھی۔ اس سلسلہ میں ملاحظہ فرمائیے: چائنیز گرینڈ ڈکشنری میں "تین شینگ کانگ کے مندرجات" اور پروفیسر ٹی۔ ایم۔ فو کی "چینی مسلمانوں کی تاریخ"

اگر ان دو قتل عام کی وجوہ کا تجزیہ کیا جائے، تو پتہ چلتا ہے کہ ان کی تہہ میں کوئی مذہبی جذبہ کارفرما نہ تھا۔ یہ قتل عام ان وجوہ کی بنا پر وقوع پذیر ہوئے۔

(۱) اجنبی محض قربانی کے بکرے بنے۔ اصل وجہ یہ تھی کہ لوگ اپنی ہی حکومت کو ناپسند کرتے تھے

(۲) دولت مندوں کو لوٹنے کی خواہش۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان دو قتل عام کے بعد چنگ (CHING) خاندان کے برسر اقتدار آنے تک یعنی سات سو سال تک مسلمانوں کو اسی قسم کے کسی دیگر سانحہ سے نہ دوچار نہ ہونا پڑا۔

دوسرا باب

سونگ SONG خاندان

۹۶۰ء سے ۱۲۷۸ء تک

جنوبی چین میں تانگ خاندان کے عہد حکومت میں عربوں کا قتل عام ہوا۔ اس کی وجہ سے سمندری راستہ سے عربوں کی تجارت کو دھچکا لگا۔ چنانچہ چین سے عربوں کی تجارت تقریباً ایک سو سال تک معطل رہی۔ اسی دوران میں چین کی درآمدی اور برآمدی تجارت کو بہت نقصان پہنچا۔ اسی عرصے میں چند عرب مہم جو ہی اپنی چھوٹی چھوٹی کشتیاں لئے ہوئے چین آئے۔ سونگ خاندان کے ابتدائی زمانے میں عرب پھر بڑی تعداد میں تجارت کی غرض سے کینٹن اور چوانگ چاؤ آنے لگے۔ انہوں نے موخر الذکر شہر کو زیتون کا نام دیا۔ یہ شہر صوبہ فوکین میں واقع ہے۔ سونگ خاندان کا حکمران درآمدی اور تجارت بڑھانا چاہتا تھا۔ چنانچہ اس نے عربوں کے تجارتی جہازوں کی ہمت افزائی کی۔ بلکہ درآمدی اور برآمدی تجارت کی دیکھ بھال کے لئے ایک محکمہ بھی قائم کیا۔ یہ محکمہ بعض ایسی اشیاء کی تجارت کی نگرانی کرتا تھا، جو حکومت کی ذمہ داری تھی۔ نیز جہازوں کی آمد و رفت کے کاموں کی نگرانی بھی اسی کے ذمے تھی۔ تجارت کے سامان کی پڑتال اور محاصل کا جمع کرنا بھی اسی کے ذمہ تھا۔ یہ سب کام نہایت اچھی طرح انجام دیئے جاتے تھے۔ اس کامیابی کا سہرا

toobaa-elibrary.blogspot.com

بو شاد کن، ابو بجر یا عبدالشکور نامی ایک عربی نژاد چینی کے سر تھا۔ حکومت نے اسے چین کے عربوں کے امور کا نگران مقرر کر رکھا تھا۔ وہ بحری پولیس کا ہائی کمشنر کہلاتا تھا۔

سونگ خاندان کا تجارتی امور سے متعلق محکمہ جن اشیاء کی فروخت کرتا تھا، وہ یہ اشیاء تھیں، چائے، چینی مٹی کے ظروف، سلک، ساٹن، سوتی کپڑا، کاغذ، زرد رنگ کا کپڑا، خشک پھل خشک لوگن (LOCAN) اور ادویات، ادویات میں زیادہ تر فروخت ریوند چینی، گلیسرین، چاول کی شراب، ... اور مشک شامل ہوتی تھی۔ چینی سکے کی مانگ سب سے زیادہ تھی، اور اسے بہت شاندار چیز ... کیا جاتا تھا۔ جنوب مشرقی اور عرب ممالک میں یہ سکہ گردش میں رہتا تھا عرب تاجر چین میں لوبان، صندل، مر، پلاسٹر، کافور، عطریات اور پچک (PITCHOK) لاتے تھے۔ گرم مصالحہ جات، شہد، کالی مرچ، لونگ، گیری والا میوہ چھالیہ اور اشیائے خوردنی میں سے چینی (SEAWORMS) وہیل مچھلی کی کھال اور شہد بھی چین میں عرب ہی لاتے تھے۔ بہت قیمتی سامان میں سے ہاتھی دانت گلاب کے عطر کی مختلف اقسام، شمالی افریقہ سے آتیں، مثلاً مختلف قسم کے عطریات جو عورتیں آج بھی استعمال کرتی ہیں۔ مونگے، موتی، خلیج فارس سے لاتے۔ موتی ہیرے عرب سے آتے۔ تلواریں دمشق (شام) سے آتیں۔ زمرد خام صورت میں برما سے آتے تھے۔ چینیوں نے کئی ایجادات کی تھیں، لیکن وہ شیشہ اور فولاد بنانا نہیں جانتے تھے۔ آج کل کا سستا شیشہ اور فولاد کی چادریں اس زمانے میں مہنگی ہوا کرتی تھیں۔

پو، شو، کینگ (PU SHOO KENG) عربی نژاد تھا۔ اس کا خاندان کئی نسلوں سے چین میں آباد تھا۔ وہ چوان چاؤ کی بندرگاہ میں غیر ملکی درآمد اور جہاز سازی کا کاروبار کرتا تھا۔ وہ اتنا با اثر ہو گیا تھا کہ شن یو (SHUN YO) (۱۲۴۵ء - ۱۲۴۶ء) کی حکومت کے پانچویں یا چھٹے سال میں کسٹم کمشنر مقرر کرنا پڑا۔

اس نے کامیابی کے ساتھ بحری ڈاکہ زنی کا خاتمہ کیا۔ اس کی بنا پر اسے فوکین کے ساحلی علاقے میں امن کمشنر بھی مقرر کر دیا گیا۔

"بو" نے چالیس سال تک سرکاری حیثیت سے کام کیا۔ اس کے علاوہ وہ سرکاری حیثیت میں بھی مصروف رہتا تھا۔ چنانچہ منگولوں کی آمد سے قبل وہ کروڑ پتی بن گیا۔

پُو شو کینگ کا خاندان بہت بڑا خاندان تھا۔ وہ بے حد دولت مند اور حکومت کی نظر میں مؤثر ترین خاندان شمار کیا جاتا تھا۔

بڑھاپے میں پُو نے غیر مستقل مزاجی اور ڈھل مل یقین ہونے کا ثبوت دیا، اور چین پر منگولوں کا قبضہ ہونے پر وہ سونگ (SUNG) خاندان کے ہمدردوں کی صف سے نکل کر یوان خاندان کا حامی بن گیا۔ پُو نے اپنے ساتھیوں پر بھی زور ڈال کر انہیں یوان خاندان کی اطاعت قبول کرنے پر مجبور کیا۔

مینگ (MING) خاندان کے برسر اقتدار آنے پر پو کے خاندان کے افراد پر سرکاری ملازمت کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ ان میں سے اکثر نے اپنا خاندانی نام "پو" سے بدل کر یانگ (YANG) رکھ لیا۔

کتاب بعنوان "پو شو کینگ" کا نیا حلقہ کے مصنف ڈاکٹر لو سونگ لن (LU SUNG LIN) کے مطابق عظیم مصنف لیاؤ۔ چائی (LIAO CHAI) اسی پُو خاندان کے افراد میں سے تھا۔ لیاؤ۔ چائی الف لیلیٰ کی طرز پر لکھے ہوئے چینی ناول کا مصنف ہے۔

سونگ خاندان کے حکمرانوں نے غیر ملکی تاجروں کی حفاظت کے لئے اقدام کئے، اور ایک واضح تجارتی حکمت عملی تیار کی، تو غیر ملکی تاجروں کی ریل پیل ہو گئی۔ تاجروں کی تعداد سونگ خاندان کے زمانے میں تانگ خاندان کے زمانے کی بہ نسبت زیادہ ہو گئی۔ تاجروں میں زیادہ تر مسلمان تھے۔ وہ اعلیٰ پایہ کے جہازراں تھے، وہ اپنے وطن سے چلتے، تو افریقہ، ہندوستان، برما، چمپہ (جو ویت نام میں جزیرہ ہائی نان (HAH NAN) کے قریب ایک خوشحال مسلمان ریاست تھی) اور جنوب مشرقی ایشیا کے کئی مقامات پر جا پہنچتے۔ اور وہاں چین کی ضرورت کی چیزیں خریدتے۔ اگرچہ ان میں بعض کوریہ (KOREA) اور جاپان میں جا پہنچے، مگر ان کی اصل منزل مقصود ہمیشہ چین ہی ہوا کرتی تھی۔ اس سلسلہ میں ملاحظہ فرمائیے: کوریہ اور چین کی تاریخیں۔ چین میں فوکین اور کوانگ ٹونگ (KWANG TONG)

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے صوبہ جات دنیا بھر میں تجارت کے بڑے مراکز تھے ۔ اندازہ کیا گیا ہے کہ اس زمانے میں غیر ملکی تاجروں کی تعداد چالیس سال قبل ۱۹۳۰ء کے شنگھائی میں غیر ملکی تاجروں کی تعداد سے زیادہ تھی۔ ان دونوں صوبوں کی آب و ہوا بے حد خوشگوار ہے۔ چنانچہ غیر ملکی تاجر خوشگوار آب و ہوا، خوشحال سرزمین میں تجارت کے بہترین مواقع پاتے، اور یہاں کے باشندوں کی مہمان نوازی سے بہرہ یاب ہوتے، اور پھر آہستہ آہستہ وہیں آباد ہو جاتے، اور وہاں بیاہ رچا لیتے۔ اور وہ ایک نسل کے بعد شکل و شباہت کے اعتبار سے بالکل چینی نظر آتے۔ چین میں اسلام کے جڑ پکڑنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے۔

سونگ خاندان کا سالانہ مالیہ

سونگ خاندان کی سالانہ آمدنی تخمیناً دس کروڑ کوان (KUAN) تھی۔ ایک کوان میں ایک ہزار تانبے کے سکوں کی پروئی ہوئی لڑی ہوتی ہے۔ تانبے کے سکے کے بیچ میں چھید ہوتا تھا۔ اس طرح تانبے کے سکوں کی ایک لڑی کوان کہلاتی تھی۔ تانبے کے ایک سکے کی قیمت خرید خاصی ہوتی تھی۔ ہمارے پاس کوئی ایسا ذریعہ نہیں، جس سے ہم اس زمانے کی نقدی کی اصلی قدر و قیمت معلوم کر سکیں، مگر ہمیں ضرور یاد ہے کہ پچاس سال قبل تانبے کے ایک سکے سے دو بڑے کیک خریدے جا سکتے تھے۔ یہ آج کل کی ایک چھوٹی روٹی کے برابر ہوتے تھے۔ چنانچہ اگر ہم ایک ہزار سال قبل کے تانبے کے ایک سکے کو آج کل کی شرح مبادلہ کے مطابق امریکی پندرہ سینٹ کے برابر سمجھ لیں، تو پتہ چلے گا کہ سونگ خاندان کا سالانہ میزانیہ کتنا بڑا ہوتا ہوگا۔ اتنا بڑا میزانیہ بنانے کے لئے لوگوں پر ٹیکس عائد کئے جاتے تھے۔ سونگ خاندان کی محصولات کی رپورٹ کے مطابق جنوب میں درآمدات پر محصول ۲ کروڑ کوان ہوتا تھا، جو سالانہ میزانیہ کے بیس فیصد کے برابر ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سونگ خاندان کے زمانے میں جنوبی چین میں تجارت کی زیادہ ہمت افزائی کیوں کی جاتی تھی۔

تیسرا باب

یوان (YUAN) منگول خاندان

چنگیز خاں کے کرائے کی سپاہ کی آمد

سونگ خاندان ۳۱۶ سال حکومت کرنے کے بعد خرابیوں کا شکار ہو گیا۔ چنگیز خان نے اپنے کرائے کے سپاہیوں کے بل پر جو تیز رفتار گھوڑوں پر سوار آئے، چین سمیت کئی ممالک فتح کر لئے۔

چینی محبان وطن نے دریائے ینگسی (YANGTSE) کے جنوب میں ۱۵۳ سال تک منگولوں کا مقابلہ کیا، لیکن آخر ۱۲۷۶ء میں ان کی مدافعت نے توڑ دیا۔

منگولوں نے ۱۲۷۹ء تک سارا چین فتح کر لیا۔ انہوں نے ۸۸ سال تک جبر و استبداد کے ذریعے حکومت کی۔

سات سو سال قبل ایشیا میں انسانی حقوق سے کوئی آشنا نہ تھا۔ دنیا کے دوسرے حصوں میں حالت اس سے بھی بدتر تھی۔ منگول جانتے تھے کہ وہ چین میں اقلیت میں ہیں، اور چین جیسے وسیع ملک پر اس اقلیت کے ذریعے حکومت نہیں کی جا سکتی۔ چنانچہ انہوں نے مفتوحہ ممالک پر حکومت کرنے کے لئے ایشیا کے مغربی ممالک سے مختلف قسم کے ماہرین بھرتی کئے۔ اہل چین شکست کھا چکے تھے۔ چنانچہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

ان کے لیے منگولوں کی اطاعت قبول کرنے کے سوا اور کوئی راستہ نہ تھا۔ ہر چینی گھرانے پر ایک منگول سپاہی پہرہ دار کے طور پر بٹھا دیا گیا۔ ہر چینی دس گھرانوں کو سبزی کاٹنے کے لئے صرف ایک چاقو رکھنے کی اجازت دی گئی۔ منگولوں کے عہد کے ۸۸ سال کے عرصہ میں چینیوں پر عرصہ حیات تنگ رہا۔ بالآخر چند مسلمان انقلابیوں نے ظالم اور اس کے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی۔

مغرب سے مسلمانوں کا تیسرا ریلا

وسطی ایشیا اور مغربی ایشیا کا کلچر خاص کر دوسرے کلچروں کے مقابلے اعلیٰ پایہ کا تھا۔ منگول چمڑے کے خیموں میں زندگی گزارتے تھے۔ ان کا کلچر بے حد پسماندہ تھا۔ اس زمانے کے عرب فلکیات، ریاضی، الجبرا، نباتات اور طب کے علم میں دوسرے ملکوں سے بہت آگے تھے۔ ادھر منگول بالکل سادہ زندگی کے عادی تھے، وہ خانہ بدوش تھے۔ وہ بڑے ماہر شہسوار، بہادر جفاکش اور ہم جو لوگ تھے۔ مگر انہیں سائنسی علوم اور کلچر کی باتوں کا کوئی تجربہ نہ تھا۔ انہوں نے مغربی ممالک کی مہموں کے دوران کئی میدانوں میں مسلمانوں کی ترقی کا مشاہدہ کیا تھا۔ جب انہوں نے چین میں رہنا شروع کیا، تو انہیں محسوس ہوا کہ وہ ایک بہت بڑے خطۂ ارض پر حکمران ہیں۔ یہ ایک براعظم کی حیثیت رکھتا ہے، جس میں چین اور کئی دیگر ممالک شامل ہیں۔ اس خطۂ ارض پر حکومت کرنے کے لئے ان کے پاس کوئی جامع انتظامی منصوبہ نہ تھا۔ ایک چینی ضرب المثل ہے کہ گھوڑے پر سوار ہو کر ایک ملک تو فتح کیا جا سکتا ہے، لیکن گھوڑے کی پیٹھ پر بیٹھ کر ملک پر حکومت نہیں کی جا سکتی۔ انہیں ایک انتظامی ڈھانچے کی ضرورت محسوس ہوئی، چنانچہ انہوں نے اپنی حکومت کو مضبوط کرنے کے لئے پہلے تو ہان قوم (اصلی چینی قوم) اور اس کے بعد مغربی ایشیائی ممالک سے مسلمانوں کی خدمات حاصل کیں۔

منگولوں نے باصلاحیت لوگوں کو بلانا شروع کیا۔ مغرب سے جو لوگ آئے، ان میں شعراء طبیب، منجم، معمار وغیرہ شامل تھے۔ ظاہر ہے ان لوگوں کے ساتھ تجارت پیشہ لوگ بھی چین آنے

لگے، ان کے علاوہ سیاست دان اور صناع بھی آئے۔ اس طرح وہ توپیں بنیں، جنہیں "ہوئی ہوئی توپ" کہا گیا۔ صنعت توپ سازی کے ماہرین میں سفاس علاؤالدین اور شام کا اسماعیل بہترین شمار کئے جاتے تھے۔ یہ پناہ گزینوں میں ممتاز تھے۔ غالباً یہ اولین ماہرین تھے، جنہوں نے پتھر کے گولے پھینکنے کے لئے بارود کا استعمال کیا۔ یوان خاندان کے زمانے میں انہی دو ماہرین کی بنائی توپ صوبہ ہو۔ پی (HUPEI) کے قلعہ سیانگ یانگ (SIANG YANG) پر گولہ باری کے لئے استعمال کی گئی۔ بعد ازاں علاؤالدین کو نائب وان۔ ہو (WAN HU) یعنی تین ہزار سے سات ہزار سپاہ کا نائب سالار اور اسماعیل کو ہوی ہوی نامی توپوں کے محکمہ توپ سازی کا سپرنٹنڈنٹ بنایا گیا۔

چین میں مسلمانوں اور یہودیوں کے نام

یوان خاندان کے زمانے میں عربوں کو کبھی تو تاشی مگر زیادہ تر سامی یام (SEMITES URSEM) کہا جاتا تھا۔ بعض کو ہوئی ہوئی (الیفور) کہا جاتا تھا۔ سرکاری دستاویزوں میں انہیں سم لکھا جاتا تھا۔ دیگر نام بالعموم یا مقامی طور پر استعمال کئے جاتے تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ سامیوں کے دو طبقے تھے، ان کا بڑا حصہ عربوں پر مشتمل تھا، جو نوے فیصد تھے۔ یہ نوے فیصد لوگ مسلمان تھے چھوٹا طبقہ یہودیوں پر مشتمل تھا۔ یہ سامی النسل تھے۔ ہُو ہُو (HUO HO) کی اصطلاح جو بعد میں ہوئی ہوئی (HUI HUI) بن گئی، اور شروع الیفور کے لئے مستعمل تھی، سبھی سامی نژادوں پر حاوی ہو گئی۔

پہلے یہ کہا گیا ہے کہ جو لوگ تانگ خاندان کے زمانے میں مغرب سے خشکی کے راستے یا جنوب سے بحری راستے چین آئے، ان میں عرب یا ایرانی زیادہ تھے۔ لیکن اس امر کی بھی شہادت ملتی ہے کہ ان میں یہودی، زردشت کے پیرو نسطوری عیسائی بھی شامل تھے، مگر یہ تعداد میں بہت کم تھے۔ چین میں یہودیوں کی موجودگی کا ثبوت اس امر سے ملتا ہے کہ کائی فنگ (KAI FENG) یا کائی فنگ فو (KAI FENG FU) میں ان کے دو عبادت خانے موجود تھے۔ صوبہ حنان (HONAN) کا یہ شہر سونگ خاندان کا پایۂ تخت تھا۔ اور شاید خاندان سونگ کے عہد حکومت ہی میں تعمیر ہوا تھا

toobaa-elibrary.blogspot.com

اب ان دو عبادت خانوں میں ایک کی جگہ پر اینگلیکن چرچ (ANGLICAN CHURCH) موجود ہے۔

کائی فنگ میں جمہوریت کے علاقے میں اب بھی یہودیوں کا ایک چھوٹا سا طبقہ موجود تھا۔ ان میں سے اکثر یا بھی مکمل طور پر چینی بن چکے تھے۔ انہیں "ہو یا جن" (HO OR JEN) کہا جاتا تھا۔ ان میں اکثر کو غلطی سے مسلمان سمجھا جاتا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ وہ خنزیر کا گوشت نہیں کھاتے تھے اور یہودی گائے بیل یا بھیڑ بکری کے گوشت کی وہ نس نہیں کھاتے، جو پٹھوں کے سرے پر ہوتی ہے۔

اکثر پوچھا جاتا ہے کہ اسلام کو "ہوی ہوی" دین کیوں کہا جاتا ہے۔ یوان خاندان کے زمانے میں جو لوگ مغرب سے چین آئے، اگر سبھی نہیں، تو ان کی اکثریت ایک خالق کائنات کی عبادت گزار تھی، جس کی رسول اللہؐ نے تبلیغ کی ہے۔

چین کے قریبی ہمسائے جو مسلمان تھے، انہیں الیغور کہا جاتا تھا، یہ لوگ چینی ترکستان کا سب سے بڑا قبیلہ ہیں۔ چینی ان کا نام یعنی لفظ "الیغور" مختلف طرح سے بولتے تھے۔ ان میں ایک طرح "ہوی ہوی" بھی تھی۔ بالآخر الیغور کے لفظ کو ادا کرنے کے دیگر طریقے آہستہ آہستہ ختم ہو گئے، صرف "ہوئی ہوئی" باقی رہ گیا، اس طرح اسلام "ہوی ہوئی" یا ہوی جیاد (HOI JIAD) کے نام سے مشہور ہو گیا، "جیاد" کے معنی ہیں، "دین"۔

ان اصطلاحات سے خلط مبحث ہوتا ہے، مگر ان سے زیادہ خلط مبحث کرنے والی اصطلاحات بھی موجود ہیں۔ یوان خاندان کے زمانے میں مسلمانوں کو داشما (DASHMA) یا داشمان (DASHMAN) کہا جاتا تھا۔ اس لفظ کے معنی ہیں "اہل علم" ان الفاظ سے مراد مسلمان تھے۔ آخری دو لفظ غالباً مسلمان یا مسلم سے نکلے ہوں گے۔ اسی سے آج کل کی اصطلاح "مسلم" نکلی ہے۔[1]

جیسے جیسے دن گزرتے گئے، لوگوں نے "ہوی ہوی" کے علاوہ مسلمانوں کے باقی سب نام بولنا ترک کر دیئے۔ چنانچہ سنی مسلمانوں کے لئے صرف ایک نام باقی رہ گیا، اور وہ ہے ہوئی ہوئی۔ چین خاص میں چینی زبان والے مسلمانوں کو خالص ہوئی ہوئی کہتے ہیں۔ اس اصطلاح سے

---

[1] معلوم ہوتا ہے، یہ دونوں الفاظ فارسی زبان کے لفظ دانش مند سے نکلے ہیں۔ مترجم

الیغور خارج سمجھے جاتے ہیں۔ چینی زبان میں لفظ ہوئی کے معنی واپسی کے ہیں۔

منگولوں کے سیاسی مشیر

منگولوں کو باصلاحیت اور قابل لوگوں کی ضرورت تھی، وہ انتظامی امور میں ہان قوم کے افراد کے بعد مسلمانوں کو ترجیح دیتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کو منگولوں کی سلطنت میں اہم کردار ادا کرنے کا موقع ملا۔ مسلمانوں نے عدلیہ، انتظامیہ، نجوم، طب اور دیگر سائنسی علوم کے میدان میں بڑھ چڑھ کر قابلیت کے جوہر دکھائے۔ ضلعی انتظامی افسر کے عہدہ پر اکثر مسلمانوں کو ہی تعینات کیا جاتا تھا، کبھی کبھی وہ "درروہاچز" (DARUHATCHES) کے عہدہ پر بھی تعینات ہوتے تھے۔ درروہاچ منگولی زبان کا لفظ ہے، اس کے معنی ہیں انتظامیہ کا مشیر اعلیٰ۔ منگول عہد میں چین کے ہر صوبے میں ایک درروہاچ ہوا کرتا تھا۔ اسی طرح ہر قسمت، ہر ضلع اور ہر ڈائریکٹریٹ میں بھی ایک ایک درروہاچ مقرر کیا جاتا تھا۔ یہ درروہاچ نہ تو صوبائی اور نہ "قسمت" ہی کے گورنر تھے، بلکہ یہ اپنے اپنے صوبے، قسمت اور ضلع کے گورنر سے اوپر حاکم اعلیٰ ہوتے تھے۔ ان کا عہدہ دوسری جنگ عظیم کے پہلے کی کسی نو آبادی، یا کسی زیر حفاظت علاقے کے سیاسی مشیر کے برابر تھا۔ منگول حکمران صرف اپنی قوم کے لوگوں کو اس عہدہ پر مقرر کرتے تھے، مگر اپنے قابل اعتماد ملازمین کو بھی ضلع کا درد ہاچ مقرر کر دیتے تھے۔

چین میں مختلف اسلامی ممالک کے مسلمان آباد تھے۔ انہوں نے آہستہ آہستہ خدائے واحد کے تصور کی تبلیغ شروع کی۔ چینی آہستہ آہستہ مسلمان ہونے لگے۔ اسی زمانے میں تاجر زیادہ تعداد میں چین آئے۔ یہ سمندری راستے ہی سے آئے۔ ہر جگہ مساجد تعمیر ہونے لگیں۔ اس سے یوان خاندان کے زمانے میں چینی زبان میں ایک ضرب المثل چل نکلی۔ اس کا مفہوم یہ تھا، یوان خاندان کے عہد میں جدھر دیکھو مسلمان ہی مسلمان نظر آتے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

سائی دیان چی ــــــــ سیّد عمر شمس الدین

اب اس نامور مسلمان کا ذکر کیا جاتا ہے، جس نے یوان خاندان کے عہد میں عظیم خدمات انجام دیں، اور ان کے کارناموں میں شریک رہا۔

تیرھویں صدی کے شروع میں چنگیز خان کی وحشی سپاہ نے مغربی ایشیا پر حملہ کیا۔ وہ جدھر گئی، اس نے اسلامی کلچر کے آثار تباہ کئے۔ اور مسلمانوں کا قتل عام کیا۔ بخارا کا بادشاہ ایک بالغ نظر حکمران تھا، اس نے محسوس کیا کہ چنگیز خان کا مقابلہ کرنا ناممکن ہے۔ چنانچہ اس نے اپنی رعایا اور اسلامی کلچر کو موت سے بچانے کے لئے چنگیز خان کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے، اور اپنے جنگی شہباز (جو اس زمانے میں بالعموم مستعمل تھے) چنگیز خان کے حوالے کر دیئے۔ اس زمانے کے دستور کے مطابق ہتھیار ڈالنے والا حکمران فاتح کے پاس انسانی صورت میں یرغمال بھیجتا تھا۔ شاہ بخارا نے اپنے بیٹے کو یرغمال کے طور پر چنگیز خان کی خدمت میں پیش کیا۔ اس شہزادے کا نام سیّد عمر شمس الدینؒ تھا۔

چنگیز خاں اس شہزادے کو پیکنگ لے گیا۔ وہاں چینی اور عربی انداز میں شہزادے کی پرورش کی گئی۔ شہزادہ نہایت ذہین نکلا۔ اس نے بہت جلد چینی اور منگول کلچر سیکھ لیا۔ قبلائی خان (KUBLAI KHAN) نے شہزادے کو "سیّد العینی" کا نام عطا کیا۔ اس نام کے معنی ہیں "چینی سیّد"۔ یہ شہزادہ چین میں سائی دیان چی (SAY DIAN CIYIH) کے نام سے مشہور ہوا۔ سائی دیاں سے مراد سید اور چی کا وہی مطلب ہے، جو عربی لفظ "عینی" کا ہے۔

سائی دیان چی باصلاحیت تھا، اس نے جلد ہی منگولوں کا اعتماد حاصل کر لیا۔ شروع شروع میں اسے دوسرے درجے کے عہدوں پر کام کرنے کا موقع ملا۔ پھر اسے پنگ۔ چانگ۔ چینگ۔ شی (PING CHANG CHANG SHIH) مقرر کیا گیا۔ یہ عہدہ نائب وزیر کے برابر تھا۔ اس کا چارج لینے کے لئے اسے جنوبی چین کے صوبہ یونان (YUNNAN) جانا پڑا۔ یہ صوبہ شمالی ویت نام کے اوپر واقع ہے۔ اس زمانے میں یونان ایک نظرانداز شدہ صوبہ تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہاں کسی کی حکمرانی نہیں۔

دراصل اس علاقے میں جنگلوں ہی جنگلات تھے۔ یہاں میاؤ (MIAO) اور تھائی (THAI) کے جنگلی قبائل رہتے تھے۔ تھائی لینڈ (THAILAND) کی تاریخ اور جغرافیہ کا دعویٰ ہے کہ پانچ ہزار سال قبل سارا چین تھائیوں کے قبضے میں تھا، لیکن مغرب سے آنے والے لوگوں نے جو اپنے آپ کو (HAN) کہلاتے تھے، انہیں جنوب کی طرف دھکیل دیا۔ تھائیوں کی اکثریت دریائے میکانگ (MEKONG) کے کنارے پہنچ گئی۔ یہاں تھائی لینڈ کی سلطنت قائم کی گئی۔ اور یہاں بدھ کلچر کا قیام ہوا۔ تھائیوں کی صرف اقلیت یونان میں رہ گئی، یہ اقلیت کسی کلچر کی مالک نہ بن سکی۔

سائی دیان چی نے یونان پہنچتے ہی یہاں کے لوگوں کو آہستہ آہستہ چینی کلچر سے متعارف کرانا شروع کیا۔ انہوں نے لوگوں کو زراعت اور کپڑے پہننے کے طریقے سکھائے۔ سکول قائم کئے۔ [illegible] لوگ پڑھنا لکھنا سیکھیں۔ ان کے اپنے عملے کے لوگوں نے رضاکارانہ طور پر لوگوں کو تعلیم دینا شروع کی۔

زرعی اراضی کو پانی کی ضرورت تھی۔ چنانچہ سائی دیان چی نے زمینیں سیراب کرنے کے لئے نہریں کھدوائیں۔ چنانچہ دو بڑی نہریں کھودی گئیں۔ ایک نہر کو "چاندی کا دریا" اور دوسری کو "سونے کا دریا" کا نام دیا گیا۔ صوبے کے لوگوں نے ان کی اصلاحات کا خیر مقدم کیا۔ اپنے بچوں کو سکولوں میں پڑھنے کے لئے بھیجنا شروع کیا، اس طرح یونان میں ایک نئی تہذیب کی داغ بیل پڑی۔

انہوں نے ڈاک کا انتظام کیا، اس مقصد کے لئے گھوڑ سوار فراہم کئے گئے۔ یہ سوار ڈاک کو ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتے تھے۔ راستہ میں گھوڑا تبدیل کیا جاتا تھا۔ لیکن سوار تبدیل نہیں ہوتا تھا۔ یہ سوار دس گھنٹے میں دو سو میل کا فاصلہ طے کر لیتا تھا۔ یہ امریکہ میں گھوڑوں کے ذریعے ڈاک کی ترسیل سے بہت پہلے کی بات ہے۔

ان کے حکم سے بدھوں اور کنفیوشس مت کے ماننے والوں کے لئے مندر اور مسلمانوں کے لئے مساجد تعمیر کی گئیں۔ انہوں نے کوچین ([illegible]) اور دیگر ممالک میں بھی ماہرین تعلیم بھیجے، تاکہ ان ملکوں میں بھی تعلیم کی روشنی پھیلے۔

ان کے یونان کی گورنری کے زمانے میں [illegible] کو چین کی حکومت کے نمائندے ان کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

خدمت میں آداب بجالانے کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ اور ان کی یہ حاضری رضاکارانہ ہوتی تھی۔ وہ ۱۲۶۹ء میں ۶۷ سال کی عمر میں فوت ہوئے، تو کئی علاقوں کے نمائندوں نے ان کے جنازے میں شرکت کی۔ وہ چھ سال تک یونان کے گورنر رہے، وہ ایک مثالی مسلمان تھے۔ انہوں نے ہزاروں انسانوں کو اسلام کا حلقہ بگوش بنایا، وہ عوام کے حقیقی بادشاہ تھے۔ ان کی وفات کے بعد منگول حکومت نے انہیں شہزادہ سین یانگ (HSIEN YANG) کا خطاب دیا۔ سین یانگ صوبہ شینسی کا ایک علاقہ ہے۔

چین کے غیر مسلموں نے ان کے اعزاز میں ایک مندر تعمیر کیا، وہ ایک مقررہ تاریخ پر وہاں پوجا کے لئے جاتے ہیں۔

یہ سائی دیان چی کی فراخدلانہ حکمت عملی اور اعلیٰ نظم و نسق تھا، جس کی وجہ سے یونان کے باشندوں نے منگول خاندان کا دل و جان سے ساتھ دیا، اور سینگ خاندان کا ڈٹ کر مقابلہ کیا چنانچہ سینگ خاندان کو یونان فتح کرنے کے لئے کئی سال تک لڑنا پڑا۔ یہ عجیب بات تھی کہ سینگ خاندان کی افواج اور یوستان کے باشندے بھی ہان قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں صرف ۴۰ فیصد مسلمان تھے۔ اس امر سے سائی دیان چی کی غیر معمولی کامیابی کا ثبوت ملتا ہے کہ انہوں نے کس طرح لوگوں کے دل جیت لئے۔

منگولوں کی اولاد نے اسلام قبول کر لیا

منگولوں کی فتوحات کے دوران میں لاکھوں مسلمان قتل ہوئے۔ ان کا راہنما ہلاکو خان تولائی خان (TULI KHAN) کا بیٹا اور چنگیز خان کا پوتا تھا۔ قدرت کی ستم ظریفی دیکھئے۔ ان فاتحین کی اولاد نے مفتوحین کا دین اختیار کر لیا، اور مسلمان ہو گئے۔ منگولوں کی تاریخ مصنفہ ٹو شان (TOSAN) کی تیسری جلد کے چھٹے باب میں ایک جگہ لکھا ہے کہ آہ۔ نان۔ دا (AH-NAN-DA) ایک منگول تھا۔ اسے آن۔سی (AN-SI) کا حکمران مقرر کیا گیا۔ اس کی پرورش ایک مسلمان گھرانے میں ہوئی تھی۔ بڑا ہوا۔ تو اس نے اسلام قبول کر لیا۔ اس نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کی تبلیغ کی۔ و

تانگ وو (TANG WU) کے علاقہ میں اسلام پھیلایا۔ اس علاقے میں آج کل کا ننگ سیا (NING HSIA) اور اس کے اردگرد کا علاقہ شامل ہے۔ اس کے لاکھوں سپاہیوں نے بھی اسلام قبول کیا۔ "چین کے مسلمانوں کی تاریخ کا خاکہ" کے مصنف پروفیسر بائی۔ شو۔ ای (PAI SHO YI) کے مطابق یوان خاندان کے زمانے میں اسلام کے بسرعت پھیلنے کے واقعات کی تو کمی نہیں ہے۔ مگر افسوس اس بات کا ہے کہ اس کا دستاویزی ثبوت نہیں ہے۔ یہ بات پورے وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے، اول اول منگولوں میں اسلام ہرگز موجود نہ تھا۔ لیکن یوان خاندان کے عہد میں بہت سے منگولوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اندرونی منگولیا میں ان منگولوں کی اولاد آج بھی مسلمان ہے، اور ان کی تعداد خاصی ہے۔ ہلاکو خان کے ایک بیٹے تیمور نے اسلام قبول کیا۔ اس کے قبول اسلام کا نتیجہ یہ نکلا کہ تیرھویں صدی میں منگولوں کا وقار قائم رہا۔

ان حالات سے یہ نتیجہ نکالنا مناسب نہ ہوگا کہ اس زمانے میں اسلام یا مسلمانوں کو کسی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑا۔ دراصل اس زمانے میں بھی ان کے مخالفین کی کمی نہ تھی۔ چونکہ اسلام خدائے واحد کے سوا کسی اور معبود کا قائل نہیں، اور بت پرستی کے خلاف ہے، اس واسطے اس زمانے میں بھی مسلمان کھلم کھلا بُت پرستی اور بُت پرستوں کو بُرا کہتے تھے۔ ظاہر ہے ان بُت پرستوں کے دل میں مسلمانوں کے لئے اچھے جذبات پرورش نہیں پا سکتے تھے۔ منگول مویشی کا پیٹ چاک کر کے انہیں ہلاک کرتے تھے۔ مسلمان مویشی کو ذبح کرتے تھے۔ چنانچہ منگولوں اور مسلمانوں کو اس مسئلہ پر بھی اختلاف تھا۔ علاوہ ازیں بدھ مت کے پیرو ہندؤں کی طرح گائے، بیل اور بھینس کے گوشت سے پرہیز کرتے تھے۔ اور ان مویشیوں کا گوشت، بھیڑ بکری کے گوشت کی طرح مسلمانوں کی خوراک کا اہم جزو تھا۔ غیر مسلم خنزیر کا گوشت کھاتے تھے، اور مسلمان اس سے پرہیز کرتے تھے۔ یہ سب ایسی باتیں تھیں، جو چین کے مسلمانوں اور غیر مسلموں میں باہمی ناپسندیدگی کا باعث بن جاتیں۔ لیکن یہ معمولی اختلافات تھے، اور کسی بڑی اہمیت کے حامل نہ تھے، چنانچہ مختلف مذاہب کے ماننے والوں میں بالعموم امن و سکون کی فضا قائم رہتی تھی

یوان خاندان کے زمانے سے مہاجر مسلمانوں اور مقامی مسلمانوں نے مل [illegible] کے مسلمان

toobaa-elibrary.blogspot.com

اس موقع پر اصل موضوع سے گریز کرکے ژُو۔یوان۔ چانگ کی گزشتہ تاریخ خاص کر اس کے مذہبی خیالات کے بارے میں کچھ بیان کیا جائے گا۔ چین میں اسلام کی تاریخ کے محققین میں سے متعدد علماء کا خیال ہے کہ چو۔یوان۔چانگ مسلمان تھا۔ اس نے منگول خاندان کا تختہ الٹا، اور جب شہنشاہ بنا۔ تو اس نے اپنے کئی قابل افسروں کو جنہوں نے ابتداء میں اس کے خلاف بغاوت کرنے کی کوشش کی تھی، موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اس موقعہ پر ژُو۔یوان۔ چانگ کے بڑے کاموں کا ذکر بے محل ہوگا۔ یہاں اس کے خاندان اور اس کی زندگی کے واقعات سے یہ بتانے کی کوشش کی جائے گی کہ کیا واقعی وہ مسلمان تھا ؟

آئیے ہم ایک عالم کی تحقیقات اور دلائل کا جائزہ لیں۔ اس کا نام جنگ۔چی۔تانگ (JING CHEE TANG) ہے، اور یہ کتاب بعنوان "چین میں اسلام کی تاریخ" کا مصنف ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ درج ذیل وجوہ کی بناء پر ژُو۔یوان چانگ مسلمان تھا۔

(۱) چو۔یوان۔چانگ کا چچیرا بھائی کوہ۔شیاو۔زی (KOH SHIAO TZE) مسلمان تھا۔ اس لئے یہ خیال کرنا نامناسب نہ ہوگا کہ اس خونی رشتے نے ژُو کو مسلمان بننے پر مجبور کیا ہو۔ چین میں اب بھی یہی دستور ہے۔

(ب) ژُو کی ملکہ "ما" مشہور "ما" خاندان کی [illegible] تھی۔ یہ خاندان صوبہ آن ہوئی (AN HUI) کے شہر چی۔مین (CHEE MEN) میں رہتا تھا۔ اس خاندان کو خاندان مینگ (MING) اور چنگ (CHING) کے عہد حکومت میں آن ہوئی "صوبے کا سب سے معزز ترین خاندان شمار کیا جاتا رہا۔ صوبہ آن ہوئی، میں "ما" مسلمانوں کا مشہور خاندانی نام ہے۔

(ج) بیان کیا جاتا ہے کہ جب کوئی مسلمان ملازمت کی دوسری سیڑھی پر قدم رکھتا تھا، تو وہ دین سے لاتعلق ہو جاتا تھا، کیونکہ اسے شہنشاہ کی دعوتوں میں شرکت کرنا ہوتی تھی، اور دعوتوں [illegible] خنزیر کا گوشت پیش کیا جاتا تھ۔

[illegible] ان چانگ چین کی تمام اقوام پر حکومت کرنا چاہتا تھا، اس لئے اس نے اپنے دینی

عقیدے کا اظہار کرنا مناسب خیال نہ کیا۔ دراصل اس کے مشیروں نے اسے مشورہ دیا تھا کہ وہ اپنے اصلی عقیدے کا اظہار نہ کرتے۔

چن نام (CHINNAM) کی بغاوت کے بعد چنگ۔چو (CHENG CHU) نے اپنے بھتیجے کین۔ین (KIEN WEN) کے خلاف بغاوت کردی۔ کین وین کو اس لئے تخت پر بٹھایا گیا تھا کہ وہ چو یوان۔چنگ کے بڑے بیٹے کا بڑا بیٹا تھا۔ چن چو اپنے باپ کے فیصلے سے مطمئن نہ تھا، چنانچہ اس نے بغاوت کردی۔ اور کین وین کے بارے میں مشہور ہوا کہ وہ بھاگ کر مکہ معظمہ میں پناہ گزین ہو گیا ہے۔ چن چو نے امیرالبحر چنگ ہو کو اس کے تعاقب میں جنوب مشرقی ایشیا بھیجا۔ چنگ ہو کا ایک الگ باب میں ذکر کیا گیا ہے۔ چنگ ہو اپنے بحری اسفار کے دوران ایک بار مکہ معظمہ بھی گیا۔

(د) چو۔یوان۔چانگ نے نانکنگ (NANKING) میں حکومت قائم کرنے کے بعد سب سے پہلے جو کام کیا، وہ ایک مسجد کی تعمیر تھا۔ اس نے اس کے لئے انتساب کے طور پر ایک سو الفاظ پر مشتمل ایک نظم لکھی۔ اگر چو۔یوان۔ چانگ کا اسلام سے کوئی تعلق نہ ہوتا، تو وہ نظم کبھی نہ لکھتا۔ اس نظم کا ترجمہ درج ذیل ہے :

"مقدس کتاب میں کائنات کی تخلیق کا حال واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ پیغمبر جنہوں نے دین کی تبلیغ کی، عظیم مغرب میں پیدا ہوئے، ان پر وحی نازل ہوئی۔ اور اسے انہوں نے تیس جلدوں میں جمع کیا۔ اس کا مقصد عوام کو روشنی بخشنا ہے۔ پیغمبر ہزاروں بادشاہوں، در شہنشاہوں کے معلم اور تمام انبیاء کے امام تھے۔ انہوں نے مقدس انقلاب کو پھلنے پھولنے دیا۔ انہوں نے ممالک اور عوام کی حفاظت کی۔ نماز پنجگانہ کا مقصد یہ ہے کہ خالق کا قرب حاصل کیا جائے، اور دنیا میں امن قائم ہو۔ دین مفلس کے لئے کریم ہے، اور بنی نوع انسان کو مصائب سے بچاتا ہے۔ وہ واضح طور پر آنے والی زندگی کا نقشہ کھینچتا ہے، اور بنی نوع انسان اس کے ذریعے نجات حاصل کرتی ہے۔ یہ کائناتی محبت کا تصور پیش کرتا ہے، یہ دین ازل سے موجود ہے، اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہمیشہ باقی رہے گا، اسے برائی کے مقابلے میں اعلیٰ قدرت حاصل ہے

مسجد شہی سانگ (SHIH TSING) نے تعمیر کی (۱۵۲۲ - ۱۵۶۶) اس کا نام چن جیو (CHIN JUIEH) یعنی "پاکیزہ روشنی" رکھا گیا۔

مسٹر جنگ کی پہلی دلیل کے بارے میں میں نے بھی چو۔یوان۔چانگ کے پس منظر پر تحقیق کی ہے۔ میری تحقیق کے مطابق چو۔یوان۔چانگ ایک آوارہ گرد شخص تھا۔ نہ تو وہ خود زیادہ پڑھا تھا، نہ اس کے ساتھی۔ اس کے لئے زندگی گزارنا مشکل ہوگئی، تو وہ اپنے رشتہ داروں اور اپنے ماموں مسمی کوک۔زی۔ہن (KOK TZE HIN) کے پاس گیا۔ یہ شخص اس انقلابی فوج کا خود ساختہ مارشل بنا پھرتا تھا، جو منگولوں کے خلاف اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔ کوک۔شیاد۔زی (KOK SHIAO TZE) کوک زی۔ہن کے بیٹے کا نام تھا۔ پہلے تو چو۔یوان۔چانگ ایک محافظ کے طور پر کام کرتا رہا۔ مگر چونکہ یہ مارشل کا رشتہ دار تھا، اور اس کے محافظ دستے میں بھی شامل تھا، اس کے لئے ترقی کرنا مشکل نہ تھا، اسے صرف سہارے کی ضرورت تھی۔ معلوم ہوتا ہے چو۔یوان۔چانگ بہت بہادر اور قابل سپاہی تھا۔ کوک نے اس میں قابلیت کا جوہر دیکھا، تو اپنی منہ بولی بیٹی "مس ما" سے اس کی شادی کردی۔ یہ خاتون آگے چل کر چین کی مشہور ملکاؤں میں شمار ہوئی۔

(س) اب جنگ کی دوسری دلیل کو لیجئے کہ ملکہ "ما" چی ین کی رہنے والی اور چی ین (موآن ہوئی) کے مشہور ما خاندان کی بیٹی تھی۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ ۱۹۳۲ء میں شنگھائی میں میری ملاقات جنرل ما۔چی۔ٹی (MA CHEE TI) سے ہوئی۔ جنرل موصوف کا دعویٰ ہے کہ وہ ملکہ "ما" بھائی کے اخلاف میں سے ہیں۔ انہوں نے مجھے اپنے خاندان کی تصاویر دکھائیں، ان سے ان کے دعویٰ کی تصدیق ہوتی ہے

جنگ کی تیسری دلیل کے بارے میں مجھے کچھ مزید بات بھی کہنی ہے۔ اس نے ایک ضرب المثل بیان کی تھی کہ جب کوئی شخص اعلیٰ عہدے کی دوسری سیڑھی پر قدم رکھتا ہے، تو مذہب سے روگرداں ہو جاتا ہے۔ اس ضرب المثل کی بنیاد شہنشاہ کی طرف دی جانے والی اس سالانہ شاہی ضیافت

پر ہے، جو دوسرے درجہ کے اوپر کے افسروں کے اعزاز میں دیا کرتے تھے۔ اس دعوت میں شرکت کرنے سے گریز کرنا شہنشاہ کی حکم عدولی کے مترادف تھا، اور شہنشاہ کی حکم عدولی شہنشاہ کی توہین تھی۔ نیز شاہی ضیافت میں شرکت نہ کرنا گستاخی کے مترادف تھا۔ شہنشاہ کی حیثیت مقدس اور آمر مطلق کی تھی۔ جو مسلمان قرآن کی تعلیمات سے پورے طور پر واقف نہ ہوتے، وہ سمجھتے کہ شاہی ضیافت میں شامل ہونے سے شرح اسلامی کی خلاف ورزی ہوگی۔ چنانچہ اس میں شامل ہونے والا شخص خود بخود اسلام کے دائرہ سے خارج ہو جائے گا۔

دراصل بات یوں نہیں، جب کسی کو کسی جبر کے تحت خنزیر کا گوشت کھانا پڑے، تو گناہ سرزد نہیں ہوتا۔ اس لئے یہ بُری بات نہیں رہتی۔ غالباً شہنشاہ کی یہ نیت ہرگز نہ ہوگی کہ ضیافت میں شامل ہونے والے مسلمان افسروں کو ان کے دین سے روگرداں کیا جائے۔ اسلام کا سب سے اہم رکن کائنات کے خالق واحد کی عبادت ہے۔ قرآن کے پارہ دوئم کی ۲،۱ ویں آیت میں کہا گیا ہے، جو ضرورت کی وجہ سے مجبور ہو جائے، اور جان بوجھ کر نافرمانی نہ کرے، اور مقررہ حد سے آگے نہ بڑھے وہ گنہگار نہیں ہے۔[۱۵]

مسٹر جنگ کی پانچویں دلیل ایک حد تک درست ہے۔ ایک قابل اعتماد امر ہے کہ چو۔یوان۔چانگ کا پہلا کام ایک وسیع مسجد کی تعمیر تھا۔ یہ وہی مسجد ہے جو نانکنگ کے سان۔شان سٹریٹ میں واقع ہے اور شاید اب ایک کارخانہ میں تبدیل ہو چکی ہے۔ کہیں بھی یہ ذکر نہیں ملتا کہ شہنشاہ نے کسی اور مذہب کے لئے بھی کوئی عبادت خانہ تعمیر کرایا۔ جہاں تک نظم کا تعلق ہے، اغلباً یہ اس کی تصنیف نہیں ہے اگرچہ وہ بالکل ان پڑھ نہ تھا، مگر یہ حقیقت ہے کہ ادب کے بارے میں اس کا علم محدود تھا۔ یہ نظم غالباً شہنشاہ کے دربار میں کسی مسلمان افسر یا ایک سے زیادہ افسروں کی

۱۵۔ ۱۷۳ آیت کا ترجمہ یہ ہے، اس نے تم پر مرا ہوا جانور اور لہو اور سؤر کا گوشت اور جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے، حرام کر دیا ہے۔ ہاں جو ناچار ہو جائے (بشرطیکہ) خدا کی نافرمانی نہ کرے، اور حد (ضرورت) سے باہر نہ نکل جائے اس پر کچھ گناہ نہیں، بے شک خدا بخشنے والا اور رحیم ہے۔ ص ۴۹۔ نسخہ قرآن مجید مترجم مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ ۱۹۲۹ء۔ مترجم۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مشترکہ کوشش ہو گی۔ نظم سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کسی مسلمان کے موقلم کی گل افشانی ہے، اور یہ بات بھی بالکل واضح ہے کہ یہ شہنشاہ کی زیر نگرانی لکھی گئی۔ باخبر محققوں نے ذیل کے نکات پیش کئے ہیں:

i۔ مینگ خاندان کے زمانے میں آسمان کی پرستش کے لئے پیش کی جانے والی سالانہ قربانیوں میں خنزیر کا گوشت استعمال نہیں ہوتا تھا۔ ممکن ہے اس کا تعلق اسلام سے نہ ہو۔ اغلباً اس کی وجہ لفظ پگ (PIG) اور چُو (CHU) کے تلفظ میں مشابہت کی وجہ سے ہو۔ اس زمانے میں خنزیر کی قربانی بند تھی۔

ii۔ چو۔ یوان۔ چانگ کے تین وقت کا کھانا اور بڑی بڑی ضیافتیں بھی ملکہ کی ذاتی نگرانی میں منعقد ہوتی تھیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا، یہ احتیاط اس خدشے کے پیش نظر برتی جاتی تھی کہ کھانے میں زہر نہ ملا دیا جائے۔ دراصل اسے عمر بھر یہ ڈر رہا کہ کہیں اسے زہر نہ دے دیا جائے۔

iii پہلے ایک جگہ بیان کیا جا چکا ہے کہ بہت سے مسلمانوں نے اپنے نام کے چو (CHU) کا خاندانی لاحقہ ترک کر کے ہیو (HEH) کا لاحقہ اپنے نام کے ساتھ وابستہ کر لیا تھا، مگر صوبہ آن ہوی کے علاقے ننگ یانگ کے مسلمان پرانے دستور پر ہی چلتے رہے۔ ایک بار شنگھائی میں ایک مسلمان سے میری ملاقات ہوئی، اس کا نام چُو۔ لیانگ۔ پی (CAO LIANG-PAH) تھا، وہ اپنے آپ کو چو۔ یوان۔ چانگ کے اخلاف میں شمار کرتا تھا۔ ملاحظہ ہو ہونگ وو (HONG WO) (علاقہ کا نام) یا چو۔ یوان۔ چانگ کا سوانحی ریکارڈ مطبوعہ نانکنگ ۱۹۳۶ء)

iv چُو۔ تہی (CHU TIH) یا چینگ۔ سو (CHENG TSO) کی تصاویر جو شہنشاہ چو۔ یوان چینگ کے چوتھے بیٹے شہنشاہ یونگ۔ لوہ (YUNG LOH) کے دور سے تعلق رکھتی ہیں، اور کئی عجائب گھروں میں محفوظ ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ وہ لمبے چوڑے قد کاٹھ، اونچی ناک اور بڑی بڑی آنکھوں کا مالک تھا۔ یہ خد و خال منگول چینیوں کے بجائے ترکستانی باشندوں

سے زیادہ مشابہت رکھتے ہیں۔ اس نے اپنے عہد کے دوران مسلمانوں کے حقوق اور اسلام کی تعلیمات کے تحفظ کے انتظامات کئے۔ بیان کیا جاتا ہے، پیکنگ کی چار مساجد اسی نے تعمیر کرائی تھیں۔

(۱۷) اس امر کا اظہار دلچسپی سے خالی نہ ہو گا کہ ہونگ وو (HONG WU) (یہ چو۔ یوان۔ چانگ کا شاہی نام تھا) کے ایک سو سال بعد شہنشاہ چینگ تہ (CHENG TEH) اسلام کی طرف مائل ہوا، اس نے مذاہب عالم کا مطالعہ کیا، اس کے بعد اس نے ان کے بارے میں ایک مضمون میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اسلام کے بارے میں لکھے ہوئے اس کے دو مضامین میرے علم میں بھی ہیں، ایک مضمون میں اس نے لکھا ہے:

کنفیوشس مت میں مادے کے تجزیہ و ترکیب کی وکالت ملتی ہے، جو خاطر خواہ طور پر کسی الوہی تہذیب کے حصول میں ممد و معاون ثابت نہیں ہو سکتی۔

بدھ مت اور تاؤ مت ایک حد تک اس الوہی تہذیب تک رسائی حاصل کرنے میں کامیاب نظر آتے ہیں۔ لیکن وہ بھی باری تعالیٰ کی حقیقی توحید کے عقیدے سے تہی دامن ہیں۔

تمام مذہبی تعلیمات میں جانبداری، ذاتی میلان اور تعصب پر مبنی ایک رویہ پایا جاتا ہے، لیکن غیر جانبداری کی شناخت کی تعلیم بھی راسخ العقیدگی اور عقلیت کے وسائل ہی سے پائی جا سکتی ہے۔ اسی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اسلام ہزاروں نسلوں تک جب تک زمین و آسمان موجود ہیں، قائم و باقی رہے گا۔ دوسرا مضمون نظم کی صورت میں ہے:

ایک مذہب سب سے اعلیٰ ہے، جبکہ دوسرے مذاہب توہمات کا شکار ہیں،
بہت کم لوگوں کو کائنات کا علم ہے، صرف صوفیوں کو یہ علم حاصل ہے، بدھ ایک
انسان ہے، اور صرف ایک خطہ ارض کا دیوتا ہے، پھر ہم سب خالی انسان
کس پر ایمان لائیں۔ ایسی قوت و قدرت والی ذات اللہ تعالیٰ کے سوا کس کی

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہو سکتی ہے، جس نے کل موجودات کو نسلاً بعد نسل تخلیق کیا ہو!"

اس نے اپنی حکومت کے چودہویں سال کے نویں مہینے (۱۵۳۰ء) میں خنزیروں کی افزائش اور کاٹنے پر پابندی لگادی۔ اس حکم کی نافرمانی کرنے والوں کو سرحد پر بھیج دیا گیا، تاکہ وہاں محافظوں کے فرائض انجام دیں۔ ملاحظہ ہو چین کی تاریخ، باب موسومہ مینگ خاندان کا شہنشاہ چینگ تہ۔

مینگ خاندان کے حکمران ہان نسل سے تھے، مگر انہوں نے اپنے ہمعصر مسلمانوں کے ساتھ کسی بدسگالی کے جذبے کا اظہار نہ کیا۔ بلکہ منگولوں کے یوان خاندان کے زمانے کے کئی مسلمان افسروں کو ان کے عہدوں پر قائم رکھا، اس کی دو وجوہ ہو سکتی ہیں: (۱) یوان خاندان کے خلاف بغاوت کرنے والی افواج کا تیس فی صد حصہ مسلمان افسروں اور سپاہ پر مشتمل تھا۔ (۲) جن مسلمانوں نے یوان خاندان کی خدمات انجام دیں، وہ علوم اور حکومت کے کاموں میں بے حد ماہر تھے۔ چنانچہ نئی حکومت ان کو نظر انداز نہیں کر سکتی تھی۔

مسلمانوں نے منگولوں کو چین سے نکالنے میں چو یوان جنگ کی مدد کیوں کی؟

سوال کیا جاسکتا ہے کہ جب منگولوں نے مسلمانوں سے اچھا سلوک کیا، تو وہ ان کے مخالف کیوں ہو گئے۔ اس سوال کا جواب بہت سادہ سا ہے، کہ منگول حکمران صرف مسلمان افسروں سے ہی اچھا سلوک کرتے تھے۔ ان کے علاوہ باقی سب مسلمانوں سے ویسا ہی سلوک کیا جاتا تھا جیسا ہان نسل کے افراد سے کیا جاتا تھا۔ منگول حکمرانوں نے ہتھیاروں کا استعمال محدود کر دیا تھا، تاکہ کسی قسم کی بغاوت کا اندیشہ باقی نہ رہے۔ وہ تمام چینیوں کو بلا امتیاز ظلم کا نشانہ بناتے تھے۔ چنانچہ ناگہانی طور پر بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ دریائے ینگ سی کے کنارے پر آباد مسلمان اپنے دین پر قائم رہتے ہوئے ہان قوم میں شامل ہو چکے تھے۔ چینی عوام کی عظیم اکثریت حقیقت پسند تھی۔ عوام کو آزادی سے محبت تھی، چنانچہ انہوں نے بغاوت کر دی۔

اس سلسلہ میں ایک مثال پیش کی جاتی ہے، ۱۸۹۵ء کے معاہدہ ماکوان (MAKUAN) ہو جانے

کے بعد جاپانیوں نے تائی وان (TAIWAN) پر قبضہ کر لیا، اور لوگوں کے ساتھ بدسلوکی اور چین کی سرزمین پر قبضہ کرنے لگے۔ چنانچہ ہر چینی کے دل میں جاپانیوں کے خلاف نفرت کی آگ بھڑک اٹھی۔ وہ مرنے مارنے پر تیار ہو گئے۔ جاپانیوں نے بھانپ لیا کہ چینی قوم ان کے خلاف جنگ شروع کرنے والی ہے، چنانچہ انہوں نے چینیوں کو تیاری کا موقع ہی نہ دیا، اور فوراً حملہ کر دیا۔ اس طرح ۷ جولائی ۱۹۳۷ء کا واقعہ پیش آیا، جو تاریخ میں ڈبل سیون (DOUBLE SEVEN) کے واقعہ سے مشہور ہے۔ اب کیا تھا، جاپانیوں نے چین پر بھرپور حملہ کر دیا۔ انہیں گمان تھا کہ ایشیا پر قبضہ کرنے کے لئے چین کو فتح کرنا بہت ضروری ہے۔ چینیوں نے جن میں مسلمان عوام بھی شامل تھے، مسلسل آٹھ سال تک جاپانیوں کا مقابلہ کیا۔ لطف کی بات یہ ہے، چینیوں کا اسلحہ جاپانیوں کے اسلحہ سے کم تر درجے کا تھا۔ اس جنگ میں چینیوں نے عظیم جذبہ حب الوطنی اور عزم و استقلال کا ثبوت دے کر واضح کر دیا کہ کوئی غیر قوم ان پر غلبہ حاصل نہیں کر سکتی۔

منگول جاپانیوں کی بہ نسبت کسی قدر بہتر لوگ تھے۔ چنانچہ انہوں نے زیادہ عرصہ حکومت کی، مگر منگولوں کے شہنشانہ طور طریقوں سے ہان اور مسلمانوں کو یکساں نفرت تھی۔ عقائد کا اختلاف ہر دو اقوام کو ایک دوسرے کے خلاف لا کھڑا کرنے میں کامیاب نہ ہوا۔

حاجی امیر البحر محمد چینگ ہو (CHNG HO) چین کا عظیم جہاز ران

پہلے بیان کیا جاچکا ہے کہ سائی۔ دایان چی (سید عمر شمس الدین) کی یونان کی گورنری کے زمانے میں لوگوں کو تعلیم و معاشرت کے میدان میں بہت فوائد حاصل ہوئے۔ چنانچہ یونان کے لوگوں کے دل میں منگولوں سے وفاداری کا جذبہ زیادہ شدت سے کارفرما تھا۔ وہ مینگ خاندان کے مقابلے میں منگولوں کے زیادہ حامی تھے۔ اس صوبے کی چالیس فی صد آبادی مسلمان تھی۔ وہ سب مینگ افواج کا مقابلہ کرنے کے لئے متحد ہو گئے۔ بس یہی وجہ تھی کہ صوبہ یونان کو مینگ فوجیں سب سے آخر میں فتح کر سکیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

یونان کے عوام کی شدید مدافعت کی وجہ سے مینگ سپاہ کے دل میں ان کے لوگوں کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی۔ چنانچہ مینگ سپاہ یونان کے عوام سے انتقام لینے پر تل گئی۔ انتقام لینے کے لئے انہوں نے یونان کے سب نوجوانوں کو خصی کر دیا۔ انہیں نوجوانوں میں ایک نوجوان ماہو (MA HO) بھی تھا۔ "ماہو" یونان کے ایک قدیم اور نیک خاندان کا فرد تھا۔ اس کا باپ اور دادا نے مکہ معظمہ کا حج کیا تھا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ ان کا خاندان امیر کبیر خاندان ہو گا۔ کیونکہ اس زمانے حج بیت اللہ کسی عام آدمی کے بس کی بات نہ تھی۔ نیز اس زمانے میں حج پر جانے کے لئے ہر قسم کی سواری مثلاً گھوڑوں اور اونٹوں کی ضرورت ہوتی تھی، اور راستے دشوار گزار تھے۔

بعض افسروں نے ماہو کو غلام بنا کر پیکنگ بھیج دیا، وہ پیکنگ پہنچا، تو حیو۔ لیوان۔ چانگ کے چوتھے بیٹے چو۔ تہی (CHU TIH) نے اسے اپنے عملہ میں رکھ لیا۔ چوتہی کو چینگ سو (CHENGTSU) بھی کہتے ہیں۔ اس کے عہد حکومت کو یونگ۔ لو (YUNGLO) عہد حکومت کہا جاتا ہے۔

چینگ سو اپنے ملک کا مطلق العنان حکمران تھا۔ اس نے محمد ماہو کا نام بدل کر چینگ ہو کر دیا۔ چینگ ہو ایک ہوشیار، قابل، محنتی اور مخلص انسان تھا۔ اس نے جلد ہی چینگ سو کا اعتماد حاصل کر لیا۔ واضح رہے، چینگ سو ۱۴۰۲ء میں شہنشاہ بنا۔ چینگ ہو نے کچھ عرصہ تک فوج میں بھی خدمات انجام دیں۔ اور کئی لڑائیوں میں فتح حاصل کی۔

چین کے شہنشاہ کے دل میں کئی تمنائیں تھیں، وہ دنیا میں چین کی ثقافت اور طاقت کی نمائش کا شوقین تھا۔ چنانچہ اس نے اس کام کے لئے چینگ ہو کو چنا، اور اسے مغربی سمندروں کی سمت روانہ کیا۔ بعض لوگوں کا یہ خیال ہے کہ چینگ ہو کو معزول شدہ شہنشاہ کین (KIEN) کے تعاقب میں بھیجا گیا، جس کے بارے میں گمان تھا کہ وہ مکہ معظمہ چلا گیا تھا۔

ایک اعلان کے ذریعے چینگ ہو کو امیر البحر مقرر کیا گیا، اسے ۶۲ بحری جہازوں کا کمان دار بنایا گیا۔ یہ جہاز ۴۴۰ چینی فٹ لمبے اور ۱۸۰ چینی فٹ چوڑے تھے۔ (ملاحظہ ہو امیر البحر محمد چینگ ہو کی سوانح عمری از محمد لی۔ شی۔ ہو (LEE SHIH HO) مینگ خاندان کے

زمانے میں چینی فٹ بھی انگلش فٹ کے برابر تھا۔ چینگ ہو کے ماتحت ۲۷،۵۵۰ افسر اور جوان تھے۔

اس کا پہلا افسر ۱۴۰۵ء میں آیا، وہ سب سے پہلے ملکا (MALACCA) گیا۔ ملکا پہنچنے کے لئے اس نے چمپہ (CHAMPA) کا راستہ اختیار کیا۔ یہ ملک وسطی مشرقی ویت نام میں ایک چھوٹا سا مسلمان ملک تھا۔

ملکا پہنچ کر امیر البحر محمد چینگ ہو کے جہاز بو۔ کیت۔ جائنا (BV KIT CHINA) یعنی "چینی پہاڑی" کے قریب لنگر انداز ہوئے۔ جہاز سے اتر کر امیر البحر وہاں کے راجہ کے ہاں گیا۔ ملکا کا راجہ ہندو تھا۔ اس کا نام پرمیشور تھا۔ امیر البحر نے راجہ کو ظروف اور زرد رنگ کا چھتر تحفہ کے طور پر پیش کیا۔ اس دن سے ملایا کے سلطان نو نے چھتر کا استعمال اپنی روایات میں داخل کر لیا۔ اس زمانے میں ملکا سیام کو سونے کے بنے ہوئے چالیس درخت بطور خراج ادا کر رہا تھا۔ ان درختوں کا ہر پتہ بھی سونے کا ہوتا تھا۔ امیر البحر چینگ ہو نے سیام کے راجہ کو ایک خط ارسال کیا، اور اسے مشورہ دیا کہ ملکا سے خراج نہ لیا کرے، خط کا خاطر خواہ اثر ہوا، اور سیام کے راجہ نے خراج لینا چھوڑ دیا۔ چینگ ہو نے ایک اعلان کر کے ملکا کو ایک آزاد مملکت کی حیثیت دے دی۔ اس واقعے کی یادگار کے طور پر ایک بہت بڑا پتھر ملکا شہر کے باہر نصب کیا گیا، اور اس پر ایک تحریر کندہ کی گئی۔ یہ پتھر ملکا کے پرتگیزی عہد کے دوران میں نابود ہو گیا۔

ماہوان (MA HUAN) کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ اس وقت ملکا کا راجہ پرمیشور محض ایک چھوٹا سا سردار تھا۔ چین کے شہنشاہ نے اسے راجہ کے خطاب سے سرفراز کیا۔ تاریخ میں یہ بھی رقوم ہے کہ راجہ ۵۴۰ افراد کے ساتھ چین گیا، اور کنٹن میں ہائی۔ شو (HAI SHOU) نامی ایک شاہی نمائندے نے اس کا استقبال کیا۔ ہائی شو ایک مسلمان تھا، کیونکہ ہائی (HAI) جس کے معنی سمندر ہیں، یہ مسلمانوں کے نام ہی کا حصہ ہے۔ شاید یہ لفظ حیدر (HAI DAR)

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے نکلا ہے۔ راجہ پر شیور بعد میں سلطان سکندر شاہ بادشاہ ملکا کے نام سے مشہور ہوا۔ اس نے چین سے واپسی پر اسلام قبول کر لیا۔

ماہوان کے بیان کے مطابق ملکا میں اسلام موجود تھا۔ لوگوں کے طور طریقے ملایا کے لوگوں جیسے تھے، اور ان کے توہمات چینیوں جیسے تھے۔ ان کے طور طریقے عام طور پر سادہ تھے۔

سیلون اور جاوا کے علاوہ جہاں کسی قدر لڑائی بھڑائی ہوئی۔ امیر البحر چینگ ہو نے جنوبی سمندر کے ہر ملک اور چین کے درمیان سیاسی، سفارتی اور معاشرتی تعلقات قائم کئے۔

امیر البحر چینگ ہو کے نائب امیر البحر کا نام ہیو حسین (HEO HUSSIAN) تھا۔ اس کے ساتھ دو وقائع نگار بھی تھے، ایک کا نام ما۔ یوان اور دوسرے کا نام فائی سین (FEI HSIN) یعنی فیصل تھا۔ عربی کے مترجم کا نام حسان (HASSAN) تھا۔ یہ سی۔ آن (SI-AN) کا ایک امام تھا۔ ینگ ینن شینگ لان (YING YIEN SHENG-LAN) اور سن۔ چا۔ شینگ۔ لان (HSIN CHA SHENG LAN) کے بغور طرز بیان سے اندازہ ہوتا ہے کہ ما۔ یوان اور نائی سن ضرور مسلمان ہوں گے۔ مگر اس وقت وہ رپورٹ کہیں نہیں ملتی، جو چینگ ہو کے اسفار کے بارے میں شہنشاہ چین کو پیش کی گئی۔ بیان کیا جاتا ہے چینگ ہو کے بحری اسفار کے بارے میں جو تفصیلی رپورٹیں تیار کی گئیں، وہ دربار کے حاسد امراء نے جلا ڈالیں، صرف ماہوان اور نائی سین کے تیار کردہ نوشت ہی باقی رہ گئے۔

اس بات کا امکان ہے کہ اس کے ملاحوں میں خاصی تعداد مسلمانوں کی ہو گی، جو نانکنگ اور صوبہ فوکین کے شہر چوان چاد سے آتے ہوں گے۔ چوان چاؤ اس زمانے میں عربوں کی آمد کی پہلی بندرگاہ تھی۔ چین میں آنے پر وہ سب سے پہلے یہیں آتے تھے۔ چینگ ہو کی ان مہموں کی وجہ سے جنوب مشرقی ایشیا کے اس علاقے میں چینی تاجروں کی خوب ریل پیل ہوئی ہو گی۔ اب جنوب مشرقی ایشیا میں ایک ارب بیس لاکھ چینی موجود ہے۔

امیر البحر چینگ ہو نے جنوب مشرقی ایشیا اور بر ہند کے کئی ممالک میں خیر سگالی کے

سفر کئے، وہ مکہ معظمہ تک گئے۔ شنگھائی کے چائنا کمرشل پریس کی شائع کردہ ایک کتاب کے مطابق جو سکولوں کے لئے ۱۹۳۶ء میں شائع کی گئی۔ چینگ ہو افریقہ میں مڈغاسکر تک گیا۔

امیر البحر چینگ ہو نے مغربی سمندروں میں آٹھ بحری سفر کئے، ان اسفار کی تاریخیں درج ذیل ہیں:

پہلا سفر اپریل ۱۴۰۵ء کے لگ بھگ کیا گیا۔ دوسرا سفر ۱۴۰۷ء میں، تیسرا سفر ۱۴۰۹ء میں چوتھا سفر ۱۴۱۳ء میں، پانچواں سفر ۱۴۱۶ء میں، چھٹا سفر ۱۴۲۱ء میں اور ساتواں سفر ۱۴۲۴ء میں کیا گیا۔ شہنشاہ چینگ سو کے بعد شہنشاہ جینگ سونگ (JENG TSUNG) تخت پر بیٹھا۔ وہ بحری مہموں یا نمود و نمائش کا شوقین نہ تھا۔ ۱۴۲۵ء میں یہ مہمیں ختم کر دی گئیں۔ دوسرے سال ایک اور شہنشاہ تخت نشین ہوا۔ اس کا نام سوان تی (HSUEN TEH) تھا۔ اس نے ۱۴۳۱ء میں مغربی سمندروں کی جانب ایک اور مہم بھیجی۔ یہ مہم چینگ ہو کی آٹھویں بحری مہم تھی۔ وہ اس مہم سے ۱۴۳۳ء میں لوٹا۔

امیر البحر محمد چینگ ہو، ۲۸ سال تک سمندروں میں سفر کرتا رہا۔ اس نے اپنی سفارتی کوششوں اور خیر سگالی کے ذریعے چین کو عظیم تر بنایا۔ وہ ایک عظیم محب وطن اور اپنے زمانے کا دنیا بھر میں سب سے بڑا جہاز ران تھا۔ تھائی لینڈ، ملکا، انڈونیشیا اور فلپائن میں بعض لوگوں نے اس کے اعزاز میں معابد تعمیر کئے، اور اسے سان۔ پاو۔ کنگ (SAN PAO KUNG) کا اعزاز دیا۔

کرسٹوفر کولمبس اور واسکوڈے گاما نے جو ممالک دریافت کئے، وہاں کے لوگوں کو لوٹا، اور ان کے گھر گھاٹ جلا دیئے، مگر ان کے برعکس امیر البحر محمد چینگ ہو نے جن ممالک کی زیارت کی، اس نے لوگوں کو ہمیشہ تحائف دیئے، یہاں تک کہ ان کی خدمت میں سونا بھی پیش کیا۔ اس کے ماتحت ایک بہت بڑی سپاہ بھی تھی۔ لیکن جب تک اس پر حملہ نہ ہوا، اس نے اس فوج کو استعمال نہیں کیا، وہ جس بندرگاہ میں بھی لنگر انداز ہوا، اس نے وہاں کے بادشاہ اور عوام کے دل جیت لئے۔ مسلمانوں کو اس بات پر فخر ہے کہ انکے ہاں امیر البحر چینگ ہو کی ذات میں ایک عظیم جہاز ران، ماہر فن اور سفیر پیدا ہوا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

خاندان چینگ (CHING)

۱۶۴۴ء سے ۱۹۱۲ء تک

چینی مسلمانوں کی دانشمندی

باب اوّل میں بیان کیا گیا ہے کہ چین کی سرکاری دستاویزوں میں لکھا ہے کہ اسلام تانگ خاندان کے شہنشاہ یانگ ہوئی کی حکومت کے تیسرے سال چین میں داخل ہوا۔ اس کے بعد کے نو سو چھتر سال کے عرصے میں مینگ خاندان کے آخری شہنشاہ چونگ چینگ (CHENG CHONG) کے عہد حکومت کے آخری سال تک جو ۱۶۴۴ء ہے، مسلمان آرام اور چین سے زندگی گزارتے رہے۔ مسلمان اپنے ہان قوم کے ساتھیوں کی طرح تانگ خاندان کے آخری زمانے میں بھی امن اور سکون کی زندگی گزارتے رہے۔ مختصر یہ ہے کہ چین کی ساری تاریخ کے دوران میں مسلمانوں سے نہ تو بدسلوکی کی گئی، نہ ہی کبھی ان کا مقاطعہ کیا گیا، نہ ہی ان میں اور عام چینیوں میں امتیاز برتا گیا، اس کی مندرجہ ذیل وجوہ تھیں :

(ا) مسلمانوں نے اپنے دین کی تبلیغ نہ کی، اور یہ رویہ اس زمانے میں غلط نہ تھا۔

(ب) انہوں نے چین کے خلاف اپنی طاقتور ہمسایہ مسلمان قوموں کی مدد حاصل نہ کی۔

(ج) مسلمانوں میں سے خاصی تعداد میں سیاست دان اور دیگر ایسے لوگ پیدا ہوئے، جو چین کے لئے کارآمد ثابت ہوئے۔

(د) چینی مسلمان اپنے ملک کے لئے ہان قوم سے کم وفادار ثابت نہ ہوئے۔ انکی حب وطنی ایک ایسا عنصر تھا، جس کی وجہ سے کبھی کبھار پیدا ہونے والی غلط فہمیوں کے حل کرنے میں مدد ملی۔ اور یہ غلط فہمیاں دور ہوگئیں۔

مانچو قوم کے برسر اقتدار آتے ہی مسلمانوں کے سلسلہ میں ایک نمایاں تبدیلی بروئے کار آئی، اور یہ تبدیلی انکے حق میں بُری ثابت ہوئی۔ اس کے حکومت سنبھالنے کے سات سال بعد ہی ۱۶۵۱ء میں انہوں نے مسلمانوں کے خلاف ایسی کارروائی کا آغاز کر دیا، جس کی نظیر مفقود تھی۔ مسلمانوں کو کچلا گیا، مگر انہوں نے بے خوفی اور ہمت کے ساتھ مصائب کا مقابلہ کیا۔ دو سو اڑسٹھ سال (۲۶۸) کے عرصہ میں مسلمان مانچو حکمرانوں کے لئے مسلسل پریشانی، خوف اور نفرت کا باعث بنے رہے۔ چین کے شمال مغرب اور جنوب مغرب میں ہر دو عشروں کے بعد چھوٹی موٹی آویزشیں اور تین عشروں کے بعد بڑی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ان لڑائیوں میں دونوں طرف سے کئی لاکھ انسان موت کے گھاٹ اتر گئے۔

مسلمانوں نے مانچو حکمرانوں کے خلاف شدید مخالفت کا اظہار کیا تھا، مگر ۱۹۱۱ء کے انقلاب میں جو ہان قوم کی راہنمائی میں برپا ہوا، مسلمانوں نے بڑی حب الوطنی کا ثبوت دیا۔ ان کے اس کردار کی وجہ سے ہان قوم نے ان سے عزت اور تکریم کا اظہار کیا۔ واضح رہے ڈاکٹر سن یٹ سن نے جو اس انقلاب کے بانی تھے، اپنی تصنیف بعنوان "عوام کے تین اصول" میں مسلمانوں کو اعلیٰ پایہ کا خراج تحسین ادا کیا۔

سوال پیدا ہوتا ہے، مانچو حکومت کے زمانے میں مسلمانوں کے ساتھ بُرا سلوک کیوں کیا گیا؟ اس کا جواب بہت پیچیدہ ہے۔

اس کی پہلی وجہ تو یہ ہے کہ مسلمانوں نے مانچو خاندان کی حکومت کو تسلیم ہی نہ کیا۔ وہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

چنگ (مانچو) خاندان کو کچلنے اور مینگ خاندان کے احیاء کے حامی تھے۔

میں اس موقعہ پر مانچو خاندان کے عہد کی مجموعی حیثیت پر بحث کر کے یہ نہیں بتاؤں گا، کہ دو سو ساٹھ سال کے عرصے میں انہوں نے کیا اچھے اور کیا بُرے کام کئے۔ میں اپنی توجہ صرف اس مسئلہ پر مرکوز رکھوں گا کہ انہوں نے کس کس طریقے سے مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ مجھے امید ہے کہ قاری نے وہ کتابیں ضرور پڑھی ہونگی، جو مانچو قوم کے تعصب کے پیش نظر لکھی گئیں، مثلاً "لمبے بالوں کی بغاوت" یعنی ۱۸۵۰ء۔ ۱۸۶۴ء میں ہانگ (HONG) اور یانگ (YONG) کی بغاوت) یا مسلمانوں کی بدامنی یا سو۔ چونگ۔ تانگ (TSO CHUNG TANG) کی فتح مغرب۔ ان کتابوں میں یہ نظریہ پیش کیا گیا ہے کہ طاقت ہی سب کچھ ہے، اور مفتوح ڈاکو ہیں۔ ہانگ اور یانگ کی جدوجہد اور ان کے انقلابی کردار کے بارے میں بعض لوگوں نے جمہوریت کے زمانے میں تفصیل سے لکھا ہے، اور کمیونسٹ حکومت کے حامی مصنفین نے بھی لکھا ہے۔ ان دونوں حکومتوں نے ان انقلابیوں کی تعریف کی ہے، اور ۱۸۵۰ء کی ہانگ اور یانگ بغاوت کے لیڈر ہانگ۔ سیو۔ چوان (HONG SIEW CHUAN) کی یاد میں ٹکٹ بھی جاری کئے، لیکن مسلمانوں کا ذکر تک نہ کیا، جنہوں نے ہانگ اور یانگ سے دس گنا زیادہ شدت کے ساتھ مانچو حکمرانوں کا مقابلہ کیا۔ موجودہ زمانے میں صرف ایک مصنف نے ہی جو خود مسلمان ہیں۔ مسلمان مجاہدین کے ساتھ کسی قدر انصاف کیا ہے۔ یہ مصنف پروفیسر محمد۔ پی۔ شو۔ یی (PEI SHO YI) ہیں۔ انہوں نے مانچو خاندان کے زمانے میں مسلمانوں کی جدوجہد کے عنوان سے چار ضخیم جلدوں میں مسلمانوں کی اس جدوجہد کی تاریخ لکھی ہے۔ یہ سنگاپور یونیورسٹی کی لائبریری میں موجود ہے۔ اسی مقصد کے لئے میں نے انگریزی زبان میں یہ چھوٹی سی تاریخ لکھی ہے، تاکہ جن لوگوں کو چینی مسلمانوں سے دلچسپی ہے، انہیں اسلام اور آزادی سے محبت کرنے والے لوگوں کی خونی جدوجہد کا پتہ چل سکے۔

جنرل وو۔ سان۔ کوی (WU SAN KWEI) جو مینگ خاندان کی افواج کا نمائندہ تھا جب باغی افواج کے کمانڈر لی۔ سو۔ چینگ کا مقابلہ نہ کر سکا، تو اس نے مانچوریہ کی مانچو قوم سے مدد طلب کی تھی، لیکن عرب لو۔ آن، شان کی بغاوت فرو کرنے کے بعد واپس چلے گئے۔ اور ان کے بھائی جو چین میں رہ گئے، وہ ہر طرح سے چینی بن گئے۔ مگر اس کے برعکس مانچو قوم اپنے میزبانوں پر پل پڑی۔ لی۔ سو۔ چینگ کی بغاوت فرو ہو گئی۔ اس کے جنرل وو۔ سان۔ کوئی نے اپنے مہمانوں کو منچوریہ واپس بھیجنے کی کوشش کی، تو اس نے دیکھا کہ یہ بیل منڈھے نہیں چڑھ سکتی۔ چنانچہ مانچو قوم فاتح بن کر چین کی گردن پر سوار ہو گئی۔

چینیوں کو اپنے مہمانوں کا اپنے میزبانوں کے ساتھ یہ سلوک پسند نہ آیا، چنانچہ انہوں نے مانچو کو حکمران قبول کرنے سے انکار کر دیا، اور ان کی مخالفت شروع کر دی۔ مانچو قوم کو ایک ہان سردار مسمی ہونگ۔ چینگ۔ چو (HONG CHENG CHO) کی مدد حاصل ہو گئی۔ اس نے اس شخص کی مدد سے دریائے زرد کے شمال مشرقی علاقے میں لوگوں کی مزاحمت کی تحریک کو دبا دیا۔ اس طرح پانچ چھ سال کی فوجی حکومت اور سیاسی دباؤ کے ذریعے مانچو قوم سارے چین کی گردن پر حکمران بن کر بیٹھ گئی۔

شون چیہ (SHUN CHEH) کی حکومت کے چھٹے سال کے چوتھے مہینے ۱۶۴۹ء میں مانچو حکومت نے شمالی چین میں رہی سہی مزاحمت ختم کرنے کی مہم شروع کی۔ مسلمانوں نے جب دیکھا کہ ہان قوم نے ہمت ہار دی ہے، تو وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان کی یہ جدوجہد مانچو خاندان کے ڈھنڈورچیوں کی نگاہ میں بغاوت کہلائی۔ ہان قوم نے اور غلام غش بعض لوگوں نے بھی مانچو حکمرانوں کی ہاں میں ہاں ملائی۔ جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے، وہ مانچو حکمرانوں کے خلاف بغاوت کو جائز خیال کرتے تھے، کیونکہ انہیں چین واپس بھیجنے کی ساری گفت و شنید اور کوششیں ناکام ہو چکی تھیں۔ چنانچہ مسلمانوں کے جھنڈے پر یہ تحریر تھا کہ مانچو قوم کو کچل دو، اور مینگ خاندان کا احیاء کرو۔ ادھر مانچو قوم کا فیصلہ تھا کہ باغی مسلمانوں کو ختم کر دو۔ شون چیہ کی حکومت کے آخری سال سے لے کر مانچو خاندان کی مکمل تباہی تک کوئی ایسی سرکاری دستاویز نہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہ ہو گی، جس میں مسلمانوں کی بغاوت کا مذکور نہیں، میں مسلمانوں کی ہر بغاوت کا حال بیان کرنے کے اہل نہیں، اور نہ اس حالت میں ہوں کہ ان کے بارے میں تفصیل سے کچھ کہہ سکوں ہاں میں مسلمان انقلابیوں کی زیادہ اہم اور خون گرم کرنے والی صرف چند مثالی کارروائیوں کا ذکر کر سکتا ہوں۔ ان سے اس بات کا اندازہ ہو جائے گا کہ مسلمانوں نے مانچو حکمرانوں کے خلاف کیوں بغاوتیں کیں، اور ان کے نتیجے میں کن ناقابل بیان مصائب کا سامنا کیا۔

مانچو قوم نے پیکنگ میں قدم رکھا، تو مینگ خاندان کے کئی افراد نے خودکشی کر لی اور شاہی خاندان کی کئی شخصیتیں شمال مغرب کی طرف فرار ہونے میں کامیاب ہو گئیں۔ ان شخصیتوں میں ایک شہزادہ بھی تھا۔ اس کا نام چو۔شہی۔چوان (CHU SHEH CHUAN) تھا۔ وہ بعد میں صوبہ کانصو میں جا پہنچا۔ یہاں مسلمانوں نے اس کی نگہداشت کی۔

چینی مسلمانوں کے مصائب کا آغاز اور ٹنگ کو۔ٹونگ (TING KUOTANG)

اور می۔لہ۔ین (IMI LAH YIN) کی انقلابی جدوجہد،

مسلمانوں کے علاوہ کوئی بھی چو۔شہی۔چوان کو اپنے ہاں پناہ نہیں دے سکتا تھا۔ اسے ایک مسلمان راہنما ٹنگ۔کو۔ٹونگ کے ہاں ٹھہرایا گیا۔ چو۔شہی۔چوان ایک قابل ہونہار اور تعلیم یافتہ نوجوان تھا، وہ اپنے بزرگ چو۔یوان۔چانگ کی تاریخ کو اچھی طرح سے جانتا تھا۔ وہ گزشتہ تاریخ کو اور مانچو قوم کی غداری کو فراموش نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے چار پانچ سال تک لگاتار مانچو قوم کے خلاف تحریک چلائی۔ اس طرح وہ مسلمانوں اور ہان قوم کے بعض راہنماؤں کی مدد حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس پانچ سال کے عرصہ میں اس نے ایک فوج بھی تیار کر لی، یہ معمولی ابتداء تھی، جو آگے چل کر ایک بڑی اور پیچیدہ بغاوت میں ڈھل گئی۔

کان چاؤ (KAN CHOW) قصبہ سے جو اب ضلع چانگ یہ

(CHANG YEH) میں ہے، "چنگ خاندان کو کچل دو، اور مینگ خاندان کا احیاء کرو" کا جھنڈا بلند کر کے لوگوں کو بیدار کیا گیا۔ انہوں نے عزم کیا کہ چو۔یہ۔چوان کو شہنشاہ بنا کر مینگ خاندان کا تخت حقیقی حقدار کے حوالے کریں گے۔ عوام نے ٹنگ۔کو۔ٹونگ اور می۔لاہ۔ین کو تحریک احیاء کا لیڈر اور نائب چنا، یہ دونوں مسلمان تھے۔ یہ بغاوت شون چہی کی حکومت کے پانچویں سال کے چوتھے مہینے یعنی ۱۶۴۹ء میں شروع ہوئی۔ یہ ایک عوامی بغاوت تھی، اور عوام کے فوری جذبہ آزادی کے تحت از خود شروع ہوئی۔ اس کے لئے کوئی جامع تیاریاں نہیں کی گئی تھیں۔ یہ فوری طور پر شروع ہوئی، اور ایک لاکھ مسلمان اور ہان قوم کے افراد میدان میں نکل آئے۔ ان میں جذبہ تو موجود تھا، اگرچہ وہ پوری طرح اسلحہ سے لیس نہ تھے۔ ان کے پاس تلواریں، نیزے، لاٹھیاں اور ڈنڈے تھے۔ یہ ہتھیار ہاتھوں میں لئے وہ چنگ چاؤ میں داخل ہو گئے۔ دریائے زرد کو عبور کر کے مشرق میں لنگ چاؤ (LING CHOW) اور مینگ چاؤ (MING CHAO) پر قابض ہو گئے۔ چند ماہ میں ہی محبان وطن نے کئی اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ انہوں نے صوبہ کانصو کے مغرب میں کونگ۔چانگ (KUNG CHANG) کی طرف یلغار کی۔ انہوں نے جلد ہی شہر کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت انقلابی فوج نے اپنے آپ کو "عظیم دس لاکھ فوج" نام دیا۔ مگر حقیقت میں ان کی تعداد صرف ایک لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ وہ ان ہتھیاروں سے لیس تھی۔ یہ ہتھیار اس فوج نے سرکاری افواج سے چھینے تھے۔ اس طرح انقلابی فوج مانچو حکمرانوں کے خلاف ایک طاقتور فوج بن کر ابھری۔ اس وقت یہ فوج پہلے کے مقابلے میں بہتر طور پر منظم بھی ہو چکی تھی۔ یہ جدوجہد بالکل سیاسی نوعیت کی تھی۔ اس میں کوئی دینی جذبہ کارفرما نہ تھا۔ یہ محض اتفاق تھا کہ جدوجہد کے راہنما مسلمان تھے۔ اس طرح یہ بات فطری تھی کہ مسلمانوں نے اپنے رہنماؤں کا ساتھ دیا۔ ہان قوم کے افراد بھی اس جدوجہد میں شریک تھے، مگر کم تعداد میں تھے۔

انقلابی فوج نے چند اضلاع پر قبضہ کر لیا، تو مانچو افواج میدان سے بھاگنے لگیں۔ اب مانچو حکومت نے زیادہ سخت اقدام کرنے کی حکمت عملی اختیار کی۔ وہ یوں کہ اپنی فوج کے

toobaa-elibrary.blogspot.com

مرنے مارنے" والے دستے استعمال کرنے شروع کئے۔ ان دستوں کو چینگ لی (CHING LI) کہا جاتا تھا۔ ادھر گورنر مینگ۔ چیا۔ فانگ (MING CHIAW FANG) نے شہنشاہ شون چیہ کے پاس ایک درخواست بھیجی، اس میں تجویز پیش کی گئی تھی کہ بغاوت کو کچلنے کے لئے مانچو قوم اور ہان قوم کے افراد پر مشتمل مخلوط فوج استعمال کی جائے۔ اس تجویز کا مقصد یہ تھا کہ دونوں اقوام کے سپاہی مل کر بہادری کی نمائش کریں۔ جنرل مینگ۔ چیا۔ فانگ جواب گورنر تھا، مینگ خاندان کے آخری زمانے میں عظیم دیوار کے انتہائی مشرق میں واقعہ قلعہ شان۔ ہائی۔ کوان (SHAN HAI KWAN) کا نائب سالار تھا۔ مگر اس نے نہایت بے شرمی سے مانچو افواج کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے تھے۔ اور مانچو حکمرانوں نے اسے گورنر بنا کر اس کی غداری کا صلہ دیا تھا۔ آگے چل کر وہ مانچو حکمرانوں کا نمک حلال خادم ثابت ہوا، اور اس نے اپنی قوم سے غداری کی۔ مانچو خاندان کے حکمرانوں نے اس قسم کے حربے ہر موقع پر استعمال کئے۔ اس طرح جنرل مینگ۔ چیا۔ فانگ نہ صرف اپنی قوم کے بے شمار افراد کی تباہی کا موجب بنا، بلکہ وہ مسلمانوں اور ہان قوم میں نفرت کا بیج بونے میں بھی کامیاب ہو گیا۔ اس نے مسلمانوں اور ہان قوم کو ایک دوسرے کا گلہ کاٹنے پر ابھارا۔ اس طرح وہ چینی تاریخ کا بے حد قابل نفرت کردار بن گیا۔

مانچو حکمران نے گورنر مینگ کی تجویز مان لی۔ اس تجویز میں حکومت کے دو فائدے تھے۔ ایک تو یہ کہ ہان اور مسلمان میں نفرت اور پھوٹ پیدا ہو سکتی تھی۔ دوسرا یہ کہ مانچو افسران فوج کے ہان افراد پر کڑی نظر رکھ سکتے تھے۔ مینگ کو اس مشترکہ فوج کا سپہ سالار بنا دیا گیا۔

جنرل مینگ مانچو حکمران کا وفادار نکلا۔ بلکہ یہ کہنا مناسب رہے گا کہ وہ کتے کی طرح وفادار نکلا۔ وہ مشرق سے نکلا، اور فوج لے کر مغرب کو چلا، تاکہ کھویا ہوا علاقہ حاصل کر لے۔ اس نے سب سے پہلے چنگ چاؤ فتح کیا۔ نئے سرے سے اس کی قلعہ بندی کی، اور اسے اپنا مستقر بنایا۔ یہاں سے اس نے صوبہ کانصو کے مغربی حصے پر چڑھائی کی، اور کونگ چانگ کے ارد گرد کے علاقے کو زیر کیا۔ اس موقعہ پر سردی بہت شدت اختیار کر چکی تھی، سال کے بارہویں مہینہ کا آخر تھا حکومت

کی فوجیں انقلابیوں کی بہ نسبت زیادہ اعلیٰ ہتھیاروں سے لیس تھیں۔ ان کے پاس توپیں بھی تھیں۔ ایک مختصر محاصرے کے بعد کونگ چانگ بھی سر ہو گیا۔ پروفیسر محمد پی۔ شو۔ یی کے مطابق اس معرکے میں تیس ہزار مسلمان کام آئے۔ چنانچہ انقلابی فوج لان۔ چاؤ کی طرف پلٹ گئی۔ مینگ۔ چیا۔ فانگ نے تین راستوں سے انقلابی فوج کا تعاقب کیا۔ مینگ۔ چیا۔ فانگ کی افواج رات کے وقت شہر کی دیواروں پر سیڑھیوں کے ذریعے چڑھ گئی۔ اس طرح شہر پر بھرپور حملہ ہوا۔ اب پھر انقلابی فوج جو منگ۔ کاؤ۔ ٹونگ اور می۔ لاہ۔ ین کی راہنمائی میں لڑ رہی تھی، کو واپس لوٹنا پڑا۔ وہ مغرب کی طرف چلی گئی۔ اس فوج نے دریائے زرد کو عبور کر لیا، تو دریا کا پل تباہ کر دیا۔ چند روز بعد مینگ چیا۔ فانگ کی فوج بھی دریائے زرد عبور کرنے میں کامیاب ہو گئی۔ اب انقلابی فوجوں اور جنرل مینگ چیا۔ فانگ کی فوجوں میں انتہائی شدید لڑائی ہوئی۔ اس لڑائی میں دس ہزار مسلمان اور ہان انقلابی کام آئے۔ کام آنے والوں میں اکثریت مسلمان انقلابیوں کی تھی۔ اس لڑائی میں مستقبل کے نامزد شہنشاہ چو۔ شہی۔ چوان اور تحریک کے نائب راہنما می لاہ۔ ین نے میدان میں جان دی، اس سے انقلابی افواج کی کمر ٹوٹ گئی، اور وہ ابتری کا شکار ہو گئی۔ بچی کھچی فوج نے کان۔ چاؤ کے محاذ پر بے جگری سے مقابلہ کیا لیکن وہ شہر پر قبضہ برقرار نہ رکھ سکی۔ چنانچہ اس جدوجہد کے بہت سے اہم راہنماؤں اور آزادی کے سپاہیوں کو قتل کر دیا گیا۔

منگ کو۔ ٹونگ ایک باہمت، مستقل مزاج اور بہادر انسان تھا۔ وہ شون۔ چیہ کی حکومت کے چھٹے سال ۱۶۴۹ء میں عظیم دیوار کے مغرب میں صوبہ سنکیانگ (SINKIANG) میں حامی (HAMI) اور طرفان (TURFAN) کی طرف چلا گیا۔ منگ نے چینی ترکستان میں پہنچ کر اسلامی رشتے کی بناء پر ایغور سرداروں کو جو مینگ خاندان کے ہمدرد تھے، مانچو حکمرانوں کے خلاف ابھارا۔ حامی کے بیگ بابے خان کے بیٹے بیگ تزنائے نے منگ سے ملاقات کی۔ دونوں میں ایک معاہدہ ہو گیا۔ منگ کا مقصد مانچو حکمرانوں کے خلاف جنگ جاری رکھنا اور کھوئے ہوئے علاقے واپس لینا تھا۔ اس معاہدہ کے مطابق منگ نے دس ہزار سے زیادہ انقلابیوں کا ایک لشکر تیار کیا، اور انقلابی دستہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

چیایوی (CHIA WI) میں گھس گئے۔ یہ درہ دراصل دیوار چین کا ایک دروازہ ہے۔ ٹنگ اور اس کے ساتھیوں نے درہ عبور کر کے سو۔ چاؤ (SU CHOW) پر قبضہ کر لیا۔ وہاں کی مانچو بان قوم کے افراد اور گورنر کو قتل کر دیا۔ گورنر نے مانچو حکمرانوں کے سامنے ہتھیار ڈالے تھے۔ سو۔ چاؤ۔ ین میں رہنے والے مانچو اور ہان قوم کے افراد کا قتل ایک بنیادی غلطی اور انقلاب کے اصول کی شکست تھی۔ انقلاب کا اصول یہ تھا کہ ہان اور مسلمان مانچو کے خلاف ایک ہیں۔ مینگ۔ چیا۔ نانگ نے موقعہ سے فائدہ اٹھایا۔ اور ہان اور مسلمانوں کے دل میں نفرت پیدا کرنے میں کامیاب ہو گیا۔

مینگ چیا۔ نانگ کی جنگی چالوں اور نفسیاتی حربوں کے باوجود مانچو فوجیں مسلمانوں کے حملوں کے مقابلہ کرنے کے قابل نہ تھیں۔ بلکہ وہ یہ بھی محسوس کرتی تھیں کہ اگر کان۔ چاؤ۔ کین چون اور زردی میں مقیم مانچو فوجیں بھی آ جائیں، تو بھی انقلابیوں کا مقابلہ نہ ہو سکے گا۔ حکومت نے بڑی تعداد میں کمک بھیجی۔ انقلابی فوج اور حکومتی فوج کا مقابلہ سوچار میں ہوا، کئی دن تک شدید لڑائی جاری رہی مقابلہ ختم ہوا، تو منگ۔ کاؤ۔ لونگ اور تورنائے جنگی قیدی بنائے گئے۔ اندازاً چودہ ہزار انقلابی ․․․ کے معرکہ میں کام آئے۔ ٹنگ اور تورنائے کو بعد میں قتل کر دیا گیا۔ آزادی کے یہ دو معرکے ایک ․․․ سال میں پیش آئے۔ ان معرکوں میں کام آنے والوں میں ہان قوم کے افراد جو مینگ خاندان کے سخت حامی تھے، مسلمانوں کے دوش بدوش تھے۔ لیکن مسلمانوں کی تعداد ان سے زیادہ تھی۔ آزادی کی اس جدوجہد سے مانچو حکمران جان گئے کہ دور افتادہ وسیع چینی ترکستان پر قبضہ رکھنا آسان کام نہیں۔ چنانچہ مانچو حکمرانوں نے دیوار کے درہ۔ چیا۔ یی کو بند کر دیا۔ اور اس طرح ہانیوں کے چینی ترکستان جانے اور الیغور کے چین میں آنے کا راستہ مسدود کر کے دونوں اتحادیوں کا میل جول بند کر دیا گیا۔

ان دو واقعات سے پتہ چل جاتا ہے کہ مسلمان مانچو قوم کے غلام بننے پر تیار نہ تھے۔ چنانچہ وہ ان کے خلاف اٹھے۔ ٹینگ۔ کاؤ لونگ اور می۔ لاہ۔ ین کی راہنمائی میں آزادی کی جو جدوجہد شروع ہوئی، وہ محض ابتداء تھی۔ اور اس کے بعد اسی جدوجہد کی مزید مثالیں پیش آنے والی

تھیں۔ ایک سال سے کچھ ہی زیادہ عرصے میں آزادی کی یہ جدوجہد ایک ہزار کلومیٹر سے زیادہ علاقے میں پھیل گئی۔ سال کے خاتمے کے قریب مینگ۔ چیا۔ نانگ کو نے اپنے غدارانہ طور طریقوں سے کھلی فتح حاصل کی۔ مگر یہ فتح عوام کے دل سے مانچو حکمرانوں کے خلاف نفرت کو ختم نہ کر سکی۔ مسلمانوں کی یہ جدوجہد فقط ابتدا تھی۔

درہ چیا۔ یی کو بند کر کے مانچو حکمرانوں نے ایک دانش مندانہ اقدام کیا۔ اس سے انہیں دو فائدے حاصل ہوئے۔ پہلا فائدہ یہ تھا کہ انہیں چین خاص میں حالات سدھارنے کا وقت مل گیا۔ دوسرا فائدہ یہ تھا، چینی مسلمان باہر سے مدد حاصل کرنے کے قابل نہ رہے، اس طرح وہ چین کے اندر محصور ہو کر رہ گئے۔ یہ دونوں باتیں چینی ترکستان سے نپٹنے میں ممد ثابت ہو سکتی تھیں۔

شروع میں جدوجہد مسلمانوں اور ہانیوں کی مشترکہ جدوجہد تھی۔ بعد میں جب مسلمانوں نے مانچوؤں کے ہمدرد اور حامی ہانی گرفتار کئے، تو ان کو قتل کر دیا۔ یہ کام ہانیوں نے بھی کیا۔ اس طرح دونوں طرف قتل ہونے والوں کی آل اولاد کے دلوں میں انتقام کے جذبہ کا پیدا ہونا ایک فطری امر تھا۔ چنانچہ چین کے شمال مغرب میں اکثر لڑائی جھگڑے ہوتے رہے۔ انسان فطرتاً انتقام پسند ہے، وہ ہمیشہ لڑائی جھگڑے کے لئے کسی بہانے کی تلاش میں رہتا ہے۔ جنوبی چین میں کسی قسم کی عقائد کی آویزش نہ تھی، مگر اس کے باوجود وہاں لڑائی جھگڑے ہوئے، اور ایسے جھگڑے ہوئے، جن میں خوب تباہی ہوئی۔ قبیلے سے قبیلہ اور گاؤں سے گاؤں الجھا، مگر یہ لڑائی جھگڑے بالکل اسی قسم کے تھے، جو قرون وسطیٰ میں یورپ میں ہوتے رہے، اور آج کل کے آئرلینڈ میں ہو رہے ہیں۔ دراصل انسان ایک جیسی حماقتیں ہر جگہ کرتا رہا ہے۔

اب شمال مغرب میں مانچوؤں کے مظالم کے خلاف تنہا مسلمانوں نے لڑائی جاری رکھی۔ کیونکہ ہانیوں نے بھانپ لیا کہ مانچوؤں کا جوا گردن سے اتار پھینکنا ممکن نہیں ہے۔ ہانیوں کا یہ رویہ ہانی کسانوں کے ایک قدیم فلسفہ کا آئینہ دار تھا۔ اس کے مطابق ہانی کسان یہ کہا کرتا تھا۔

"ملک پر جس کی بھی حکومت ہو، یعنی ہانیوں کی ہو، یا مانچوؤں کی۔ مجھے اس کی ذرہ بھر

toobaa-elibrary.blogspot.com

بھی پرواہ نہیں، میری قسمت میں تو تیکس ہی لکھا ہے، مجھے زندہ رہنے کے لئے امن چاہیئے۔"

مسلمان اس رویئے کو پسند نہیں کر سکتے تھے۔ غلامی کی زنجیریں اسلامی شعائر میں سے نہیں۔ بالآخر اور ناگزیر طور پر لڑائی کا رُخ ہانیوں اور مسلمانوں کی طرف ہو گیا۔ اب ہان قوم بھی مسلمانوں کو کوئی زیادہ پسند نہیں کرتی تھی۔

کان چار کی بغاوت کے خاتمے کے بعد کوئی مزید بغاوت تو نہ ہوئی، مگر ایک سو سال تک چھوٹے پیمانے پر گڑبڑ کے کچھ واقعات رونما ہوتے رہے۔ اس ایک سو سال کے عرصہ میں مانچوؤں نے "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی حکمت عملی پر عمل کیا۔ یہ حکمت عملی جسے اہل روما کی اختراع کہا جاتا ہے، دراصل قدیم چینی حکمت عملی ہے۔ مانچوؤں نے اس پر عمل کیا، اور مسلمانوں اور ہانیوں میں دشمنی پیدا کر دی۔ مانچوؤں نے چینی ترکستان میں بھی مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا۔ اس وقت چینی ترکستان میں کئی خود ساختہ مذہبی راہنما موجود تھے۔ ان کی وجہ سے اس علاقے میں دو بڑے مذہبی فرقے پیدا ہو چکے تھے۔ ایک فرقہ سفید کوہستانی (THE WHITE MOUNTAIN) گروہ اور دوسرا سیاہ کوہستانی (THE BLACK MOUNTAIN) کہلاتا تھا۔ ان دونوں فرقوں میں جنگ کا سا کھچاؤ رہتا تھا۔ اس کھچاؤ کی فضا سے مانچوؤں کو اپنے عزائم پورا کرنے کا موقع مل گیا۔

اس موقعہ پر ان واقعات کا ذکر مناسب رہے گا، جو مشرقی ترکستان میں پیش آئے۔ مینگ خاندان نے منگولوں کو چین سے باہر دھکیلنے کے بعد ہمسایہ علاقوں کے معاملات میں ہمیشہ عدم مداخلت کی حکمت عملی اختیار کئے رکھی۔

مینگ خاندان کے برسر اقتدار آتے وقت کوہ تیان شان (TIEN SHAN) کے جنوب میں ایک منگول محمود کی حکومت قائم تھی۔ محمود مسلمان تھا، کاشغر اس کی حکومت کا مستقر تھا۔ مینگ شہنشاہ نے محمود کو تخت سے نہ اتارا۔ فقط یہ کہا کہ اس کے دربار میں اپنا ایک مشیر مقرر کر دیا۔ محمود چنگیز خان کے بیٹے چغتائی (CHAHATAI) چار خطائی کی نسل سے تھا۔ اسلامی ثقافت کی وجہ سے

منگول آہستہ آہستہ الیغور میں جذب ہو گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا، جب ترکستان کے خان جو کبھی سیاسی طور پر طاقتور تھے، ایک نئے ابھرتے ہوئے طبقے کے سامنے دم توڑ رہے تھے۔ یہ طبقہ خواجگان کا طبقہ کہلاتا تھا۔ یہ طبقہ ترکستان کے دینی رہنماؤں کا طبقہ تھا۔ ان کے علم و فضل کی وجہ سے عوام ان کو خواجگان کہتے تھے۔ ورنہ خواجہ کا لفظ کوئی سرکاری عہدہ نہ تھا۔ چینی ترکستان کے عوام ان کا بے حد احترام کرتے تھے۔ چنانچہ چینی ترکستان کے اصل راہنما یہی لوگ تھے۔ اور عوام میں یہ لوگ بہت سیاسی اثر و رسوخ کے مالک تھے۔ عقائد کے لحاظ سے سفید کوہستانی فرقہ اور سیاہ کوہستانی فرقہ ایک دوسرے سے مختلف تھے۔ ان فرقوں کے جھگڑوں نے ان دونوں فرقوں کو کمزور کر دیا، اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ مانچو حکومت نے اپنی فوجیں سنکیانگ میں بھیج دیں۔

چین لونگ (CHIEN LOONG) کی حکومت کے بیسویں ۱۷۵۶ء سال میں مانچو فوجوں نے الی (ILI) کے ضلعی ہیڈ کوارٹر پر دوبارہ قبضہ کر لیا۔

خواجہ بزرگ اور خورد کی جدوجہد،

خواجہ برنیات (BURNAYAT) اور خواجہ عزیز آپس میں بھائی تھے۔ برنیات خواجہ بزرگ اور عزیز خواجہ خورد کہلاتے تھے۔ یہ دونوں سفید کوہستانی فرقے کے راہنما تھے۔ خواجہ بزرگ کا مرکز کوہ تیان شان کے جنوب اور خواجہ خورد کا مرکز تیان شان کے شمال میں الی میں تھا۔ چین لونگ کی حکومت کے انیسویں سال ۱۷۵۴ء کے لگ بھگ سفید کوہستانی فرقے نے سیاہ کوہستانی فرقے کی فوج کو شکست دی۔ اس فوج کا سالار ایک شخص اسماعیل نامی تھا۔ شکست خوردہ گروہ نے مانچو حکمران سے مدد مانگی۔ مانچو حکمران نے موقعہ کو غنیمت جانا اور الی پر حملہ کر دیا۔ کوہ تیان شان کے شمال میں خواجہ عزیز سفید کوہستانی فرقے کی فوجوں کا سالار تھا، مگر وہ مانچو فوج کی پیش قدمی نہ روک سکا۔ چنانچہ وہ اپنے بڑے بھائی برنیات کے پاس پہنچ گیا، تاکہ جنگ کی نئی منصوبہ بندی کی جائے، اور مانچو فوج پر جوابی حملہ کیا جائے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

خواجہ بزرگ نے اندرونی اور بیرونی خطرے کے پیش نظر ہتھیار ڈالنے کا مشورہ دیا، لیکن خواجہ خورد لڑائی جاری رکھنے کا حامی تھا۔ خواجہ خورد اپنی بات منوانے میں کامیاب ہوگیا۔ دونوں خواجاؤں کو ایک لاکھ عقیدت مندوں کی حمایت حاصل تھی۔ ان کی اکثریت خواجہ خورد کی ہمنوا تھی۔ عین اس موقعہ پر مانچو حکومت نے بریگیڈیئر امینٹو (AMINTO) نامی ایک مانچو افسر کو جنگ بندی کی تجاویز کے ساتھ کوچا (KUCHA) بھیجا۔ خواجہ خورد عزیز نے اس مصالحت کنندہ کو قتل کر دیا۔ اس سے کوچا میں لڑائی شروع ہوئی۔ چین لونگ کی حکومت کے چھبیسویں (١٧٦٠ء) سال کے چھٹے ماہ میں کوچا اور ہی۔شوی۔ین (HEI SHOI YIN) میں طویل لڑائیوں کے بعد جنگ ختم ہوگئی، اور دونوں خواجگان جنگ میں کام آگئے۔ یہ لڑائی چھ سال تک جاری رہی۔ اور دونوں طرف سے ایک لاکھ افراد مارے گئے۔ مصدقہ اعداد و شمار نہیں ملتے۔

اپنی عفت کی خاطر معطر ایپار کی خودکشی،

خواجہ خورد کی بیوی کا نام ایپار تھا۔ یہ خاتون ایک اور نام سے بھی مشہور ہے۔ یہ نام سیانگ فی (HSIANG FEI) ہے۔ اسے یہ نام چینی شہنشاہ نے دیا تھا۔ اس کے معنی ہیں معطر شاہی داشتہ۔ یہ خاتون بے انتہا حسن کی مالکہ تھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عطر کے بغیر ہی اس کے جسم سے خوشبو کی لپٹیں نکلتی تھیں۔ اسے میدان جنگ سے قیدی بنا لیا گیا۔ وہ جنگ میں اپنے خاوند کے ساتھ شریک تھی۔ جنرل چان۔ہوئی (CHANHUI) نے اسے شہنشاہ چین لونگ کی خدمت میں پیش کیا۔ شہنشاہ نے اسے اپنی داشتاؤں کے زمرے میں شامل کر لیا۔ اور اسے شاہی محل کے مغربی باغ میں ٹھہرایا گیا، لیکن اس کو جب معلوم ہوا کہ اسے شہنشاہ نے اپنی داشتاؤں میں شامل کر لیا ہے تو اسے اس پر بہت غصہ آیا۔ اس نے اس حیثیت کو قبول کرنے سے انکار کر دیا، لیکن شہنشاہ اپنی ہٹ پر قائم رہا، اور اسے شیشے میں اتارنے کی کوشش میں مصروف رہا۔ اس نے ایپار کے لئے ترکی وضع کا ایک حمام بنوایا، اور اس کا نام یوی۔تہ۔تانگ (YUI TEH TANG) رکھا، اس کے

معنی ہیں، اپنے وطن کے نظارے کا مینار۔ وہ اس جگہ سے اپنے وطن کے الیغور سپاہیوں کا نظارہ کر سکتی تھی، جو اپنی قومی وردیاں اب بھی پہنتے تھے۔ بعد میں ان سپاہیوں کو چینی فوج میں جذب کر لیا گیا۔ ایپار کے لئے جو عمارت بنائی گئی، وہ ترکی وضع کی تھی، اور پیکنگ کے یہ شہر ممنوعہ کی زرد فصیل کے باہر تھا۔ شہنشاہ کئی سال تک ایپار کو اپنی راہ پر لانے کی کوشش میں مصروف رہا۔ لیکن ایپار اپنے فیصلے پر ڈٹی رہی۔ وہ کیا کرتی تھی "میرا ملک چھین گیا، میرا گھر لٹ گیا۔ میں اپنے خاوند کی شکست کا انتقام ضرور لوں گی، اور اس کے مقصد پر قائم رہوں گی۔ اگر مجھے مجبور کیا گیا، تو میں خودکشی کر لوں گی۔" شہنشاہ اسے ملنے کے لئے جاتا، تو وہ سرد مہری اور بے رخی سے پیش آتی۔ چین لونگ کو خدشہ تھا کہ وہ خودکشی کرے گی۔ چنانچہ اس نے اس پر متعدد کنیزیں مقرر کر رکھی تھیں، تاکہ وہ خودکشی نہ کر سکے۔

ادھر ملکہ کو خدشہ تھا کہ ایپار کہیں شہنشاہ کو قتل نہ کر دے گی۔ چنانچہ ایک دن جب شہنشاہ چائی۔کونگ (CHI KUNG) یعنی فاقہ محل گیا ہوا تھا، ملکہ نے ایپار کو اپنے پاس بلایا، اور اس سے کئی سوال کئے۔ اس نے ایپار سے پوچھا "اگر تم شہنشاہ کے سامنے نہ جھکو گی، تو کب تک زندہ رہ سکو گی۔" ایپار نے جواب دیا "میرا دین خودکشی کی اجازت نہیں دیتا، مگر موت سے ہمکنار ہو کر ہی مطمئن ہوں گی۔" اس کے جواب میں عزم کی جھلک تھی۔ یہ جواب سن کر ملکہ نے ایک حکم جاری کیا، اور ایپار کو موت کا تحفہ پیش کیا، یعنی خودکشی کرنے کا حکم دیا، ایپار کا ردِ عمل فوری تھا، اس نے ملکہ کا شکریہ ادا کیا، اور کہا: "میں جب سے اس محل میں آئی ہوں، شرم اور ذلت برداشت کر کے اپنے خاوند اور اس کے مشن سے لگن کے ساتھ انتقام لینے کی کوشش کر رہی ہوں۔ اب میں سمجھ گئی ہوں کہ میری تمنا پوری نہیں ہو سکتی۔ میں آپ کی ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موت کا تحفہ پیش کیا۔ اس سے میری نیت کی تسکین ہو جائے گی۔" اس کے بعد اسے سلک کے کپڑے کا ایک ٹکڑا دے کر اسے گلے میں ڈال کر اس کے ساتھ لٹک جانے کا حکم دیا گیا۔

ایپار کی موت کا نتیجہ بہت اہم نکلا۔ اس کے خاوند خواجہ خورد کو تو مانچو حکمرانوں کی تاریخ

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں ایک باغی راہنما کی حیثیت دی گئی۔ لیکن ایپار کا نام عظمت کا ہم معنی بن گیا۔ اور ملک میں اسی حیثیت سے مشہور ہوا۔ اس کی زندگی کے بارے میں ایک ڈرامہ بھی لکھا گیا، اس کی تصویر پیکنگ کے عجائب گھر میں موجود ہے۔

یہ واقعہ ان بڑے واقعات میں سے ایک ہے، جو سنکیانگ کے دوسرے بڑے انقلاب کا مظہر تھے۔ اس سے ان مظالم اور زیادتیوں کا پتہ چلتا ہے، جو مانچوؤں نے غیر مانچوؤں پر روا رکھیں

سنکیانگ میں مانچوؤں کے خلاف پانچ سال تک جاری رہنے والی دوسری جدوجہد کا درشہ دونوں طبقوں یعنی مسلمانوں اور مانچوؤں کے درمیان شدید نفرت کی صورت نکلا۔ مانچوؤں نے مسلمانوں کو شکست دی، نگران کے افسروں نے جن میں ہانی بھی شامل تھے، اپنے اختیارات کا بری طرح سے استعمال کیا، اور اہل سنکیانگ کی توقعات غلط ثابت ہوئیں۔ لوگوں کے حقوق اور عزت پامال کی گئی۔ حکومت کے حلقوں میں ایک ضرب المثل رائج ہو گئی، جو یہ تھی، پگڑی والوں (TOII CHAN) سے تین دن تک بحث کرتے رہو، تو ان پر کوئی اثر نہ ہو گا، مگر دو کوڑے زیادہ مؤثر ثابت ہوں گے۔

مسلمان مانچوؤں اور ہانیوں کو کافر کہتے تھے۔ مانچو اور ہانی سنکیانگ کے مسلمانوں کو پگڑیوں والوں کے نام سے پکارتے تھے، کیونکہ وہ سر پر پگڑی باندھتے تھے۔

اہل سنکیانگ غیر مہذب نہ تھے، اس کے برعکس وہ ایک معزز ثقافت اور عظیم ماضی کے وارث تھے، وہ ایسے مسلمان تھے، جو اپنی قوم اور نسل پر فخر کرتے تھے، اور دب کر رہنے یا کچلے جانے کا خیال تک بھی دماغ میں نہیں لا سکتے تھے۔

اُش (USH) کی جدوجہد

سنکیانگ کی جدوجہد کے خاتمے کو پانچ سال سے بھی کم عرصہ گزرا تھا کہ اہل سنکیانگ نے چین لونگ کی حکومت کے اٹھائیسویں ۱۷۶۳ء سال میں پھر آزادی کی جدوجہد شروع کر دی۔ اس

تازہ کارروائی کی دو وجوہ تھیں۔ پہلی وجہ یہ تھی کہ حامی میں ایک شخص کو اُش کا بیگ مقرر کیا گیا۔ بیگ یا بیگ ایک مقامی سردار یا جاگیردار ہوتا تھا۔ عبداللہ نام کے بیگ نے ان اختیارات کا غلط استعمال کیا، جو مانچو حکمران کی طرف سے اسے دیئے گئے تھے۔ اس کے نائب نے بھی جو حامی ہی کا باشندہ تھا، لوگوں کا خون خوب چوسا۔ دوسری وجہ وہ نفرت تھی جو ایک ہانی مسمی سو۔ چن (SO CHEN) سے لوگوں کو تھی۔ سو۔ چن انتظامیہ کا کمشنر تھا۔ وہ جاہل اور بدکردار انسان تھا۔

اس کا بیٹا اس سے بھی بڑھ چڑھ کر تھا۔ وہ جب بھی کسی خوبصورت مسلمان عورت کو دیکھتا، وہ ہر بات سے بے نیاز ہو کر اسے اغوا کرا لیتا، اور اس کی بے حرمتی کرتا۔ کبھی کبھی وہ اپنے شکار کو اپنے گھر والوں کی تفریح کے لئے بھی پیش کر دیتا۔ بعض موقعوں پر وہ اپنے سپاہیوں کو حکم دے کر عورت کو برہنہ کرا کر لطف حاصل کرتا، اور چند دن تک اسے اپنے پاس رکھ کر واپس بھیج دیتا۔ اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو، پروفیسر محمد۔ فو۔ ٹونگ۔ سین PROF. MUHAMMA FOO TUNG HSIEN کی تاریخ موسوم "چینی مسلمانوں کی تاریخ"۔ یہ انتہا درجے کے ظالمانہ افعال تھے۔

اہل اُش پر مظالم ہوتے رہے، وہ بدسلوکیوں کا شکار رہے۔ ان کے دل میں غصہ اور نفرت جمع ہوتی رہی۔ شہنشاہ ان سے بہت دور تھا۔ وہ اس سے ان مظالم کی شکایت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ انسان ہمیشہ شریفانہ زندگی بسر کرنے کے لئے آزادی کی ضرورت سے آشنا رہا ہے۔ اہل اُش کے راہنما بھی انسان کی اس ضرورت سے بے خبر نہ تھے۔ چنانچہ وہ اپنے عوام کے شریفانہ زندگی گزارنے کے حق کے لئے لڑے۔

کوہ زونگ لنگ (TSONG LING) کے مغرب میں بخارا اور افغانستان دو ممالک کافی طاقتور ہو چکے تھے۔ ۱۸۶۳ء تک ختن (KHO TAN) جو سنکیانگ اور افغانستان کے درمیان واقع ہے، فتح ہو چکا تھا۔ اُش والوں کی نظر ان ممالک کی طرف اٹھی۔ وجہ صاف ظاہر تھی کہ یہ ممالک مسلمان تھے، لیکن مدد دیر میں پہنچی، اور آزادی کی جدوجہد شروع ہونے کا پتہ ایک معمولی واقعے سے چل گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایک پیغامبر لڑکے نے اُش کے بیگ عبداللہ کا پتہ دریافت کیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وہ عبداللہ کے لئے کوئی چیز لایا تھا۔ عبداللہ نے سمجھا کہ لڑکا جاسوس ہے، چنانچہ اس نے لڑکے کے کوڑے مارے۔ لڑکے نے ایک اور شخص سے مدد طلب کی۔ اس کی طرف سے اسے جواب ملا، وہ بیس کوڑوں کی صورت میں ملا۔ لوگ لڑکے کے ساتھ اس سلوک سے برافروختہ ہو گئے۔

انہیں اس طرح جدوجہد شروع کرنے کا بہانہ مل گیا۔ چوبیس آدمیوں سے جدوجہد کی ابتداء ہوئی۔ وہ عبداللہ کے گھر پر چڑھ دوڑے، اسے اور اس کے کنبے کو قتل کر ڈالا۔ سو چن اور اس کا گھرانہ بھی اسی طرح نوجوانوں کے غم و غصے کا شکار ہو گیا۔ اس فساد میں سنکیانگ میں رہنے والے غیر سنکیانگی بانی تاجر بھی مارے گئے۔ عوام نے ایک شخص کو اپنا لیڈر چن لیا۔ اس کا نام بھی عبداللہ ہی تھا۔ اب جدوجہد کا مرحلہ سامنے تھا، مگر اس کے لئے کوئی پیشگی تیاری نہیں کی گئی تھی۔ مانچو افواج جو اُش کے آس پاس موجود تھیں، اُش پر چڑھ دوڑیں۔ پہلے آنے والا دستہ ۵ سو سپاہ پر مشتمل تھا، اس کا کمانڈر ایک مانچو افسر کاتا بائی (KATAHAI) نامی تھا۔ یہ آکسو (AKSU) کا ایڈمنسٹریٹو کمشنر تھا۔ اہل اُش نے اس کے آنے پر شہر کا دروازہ کھول دیا۔ اس نے صلح کے اس اشارے کو نظر انداز کرتے ہوئے شہر پر توپوں سے گولہ باری کی۔ اس طرح اہل اُش لڑائی پر مجبور ہو گئے۔

چنانچہ ان کی دو ہزار سپاہ کم تر ہتھیاروں سے لیس ہو کر شہر سے نکلی۔ دشمن سے مقابلہ ہوا، دشمن کو شکست ہوئی، مگر اہل اُش کی یہ فتح بالکل عارضی ثابت ہوئی۔ چند روز بعد کوچا کا ایڈمنسٹریٹو کمشنر نیگو بو (NGEBAU) کاشغر کا منسٹر کونسلر موسوم ناشتروگ (NASH TROG) ایک اور مانچو جنرل موسوم مینگ جوئی (MENG JUI) اور اس کا نائب یونگ کوی (YUNG KWEI) اپنی اپنی فوج لے کر اُش کی طرف لپکے۔ اگر اہل اُش کو سنکیانگ کے میگر مسلمانوں کی مدد حاصل ہو جاتی، تو اس سے نہ صرف مانچوؤں کے دل میں خوف و ہراس پیدا ہو کر انہیں دہشت زدہ کر دیتا، بلکہ اہل اُش انہیں شکست بھی دے سکتے تھے، مگر سنکیانگ کے مسلمان ارجان (ERJAN) کے بیگ آرتوک (ARTUK) کی بیوی جوآئیم (JOAEEN) کے جادو کا شکار ہو گئے۔ بات یہ ہوئی، جوائیم نے سنکیانگ کے مسلمانوں کے راہنماؤں اور بیگوں کا ایک جلسہ بلایا۔ اس

میں اہل اُش کے نمائندوں کو نہ بلایا، اور اس جلسہ کے سامنے حکومت سے صلح اور جنگ کی صورت میں اس کے نتائج کا نقشہ پیش کیا، اسے اپنے مقصد میں کامیابی حاصل ہوئی۔ اہل جلسہ اس کی باتوں میں آگئے، اور اہل اُش کو کسی قسم کی مدد نہ ملی۔ اہل اُش نے تنہا مانچو افواج کا مقابلہ کیا، مگر انہیں ہتھیار ڈالنے پڑے۔ یہ چین لونگ کی حکومت کے انتیسویں سال ۱۷۶۱ء کے ساتویں مہینے کا ذکر ہے۔ اس طرح وہ جدوجہد جو کسی تیاری کے بغیر شروع ہوئی، جسے کوئی قابل رہنما اور ہمسایہ مسلمانوں کی مدد بھی نصیب نہ ہوئی۔ پانچ ماہ کے محاصرے کے بعد دم توڑ گئی۔ اس سے صرف یہ واضح ہوا کہ عوام کے دل میں مانچوؤں کے خلاف کتنی شدید نفرت موجود ہے۔ ہتھیار ڈالنے والے اہل اُش قتل کر دیئے گئے۔ ان کے قتل کے بعد دس ہزار کے لگ بھگ بچے، بوڑھے، مرد و زن بچ گئے۔ انہیں الی کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا گیا۔ وہ مجبوراً اپنا گھر گھاٹ چھوڑ کر ایک اجنبی سرزمین میں زندگی کی سختیاں جھیلنے کے لئے پہنچ گئے۔ اس تیسری جدوجہد کے بعد مانچو حکومت جان گئی کہ بیگوں کی طاقت کو کمزور کرنا بیحد ضروری ہے۔ چنانچہ اب سب اختیارات مرکزی حکومت نے سنبھال لئے، اور ساری انتظامی مشینری مانچو حکومت کے ماتحت آگئی۔ اُش میں منسٹر کونسلر کا دفتر قائم کر دیا گیا۔ اس وقت اُش شہر کے تین حصے تھے۔ ایک حصہ مانچوؤں اور دوسرا مسلمانوں اور تیسرا ہانیوں پر مشتمل تھا۔ جماعتی ادارے بند کر دیئے گئے۔ ایک حکم کے ذریعے لوگوں پر ایک خاص عرصے کے لئے تنخواہ کے بغیر حکومت کی خدمت کرنے کی پابندی عائد کر دی گئی۔ یہ جبری فوجی خدمت نہ تھی، اسے "قومی خدمت" کا نام دیا گیا۔ مانچو مسلمان اور ہانی تاجر منڈیوں کے مقررہ دنوں کو کاروبار کے لئے ایک دوسرے سے مل جل سکتے تھے۔ تجارتی کاروبار کے بعد انہیں اپنے اپنے علاقوں میں جانا ہوتا تھا۔ اس مصنوعی جدائی کی وجہ سے اُش اور دیگر سنکیانگ کے دیگر شہروں میں چالیس سے پچاس سال تک امن کی فضا قائم رہی۔

اُش کی آبادی ایک لاکھ نفوس پر مشتمل تھی۔ یہ کوچا کے شمال مغرب میں تین سو میل کے فاصلہ پر تھا۔ ساری آبادی مسلمانوں کی تھی۔ تیسری جدوجہد کے بعد کوئی دس ہزار بوڑھے

toobaa-elibrary.blogspot.com

مرد اور عورتیں شہر میں باقی رہ گئیں۔ اس سے پتہ چلا کہ لڑائی میں اسی سے نوّے ہزار تک جانیں ضائع ہوئیں۔ مانچوؤں نے چین پر قبضہ جمانے کے بعد سنکیانگ کو قابو میں رکھنے کے لئے نوآبادکاری کی ایک حکمت عملی شروع کی۔ اس کی رو سے سابق مانچو فوجیوں کی ایک مخصوص تعداد شمال مغربی علاقوں خاص کر سنکیانگ میں آباد ہونے کے لئے بھیجی جانے لگی۔ ان آبادکاروں کو بینر مین (BANNER MEN) یعنی "اہل علم" کہا جاتا تھا۔ ہانی سنکیانگوں سے گھل مل چکے تھے، کیونکہ اُن کا اِن سے تجارتی لین دین تھا۔ ان کی کوئی سیاسی خواہش نہ تھی، وہ صرف دولت جمع کرنا چاہتے تھے۔ مقامی باشندے بشمول اہل تبت جو مغرب میں اور منگول جو شمال میں آباد تھے، کاروباری تجربے سے محروم تھے۔ چنانچہ چالاک ہانی تاجر انہیں تجارتی کاموں میں چکر دے جاتے تھے۔ اس طرح ان کے دل میں ہانیوں کے خلاف نفرت پیدا ہو جاتی کئی ہانی پولیس میں چوکیدار اور کلرک بھرتی ہو کر مانچوؤں کے آلۂ کار بن گئے، وہ مقامی آبادی کو پریشان کرتے۔

مسلمانوں کا جنگی نعرہ یہ تھا: "مانچوؤں کو کچل دو، اور مینگ خاندان کا احیاء کرو"، مگر ایک سو دس سال کی لڑائی کے بعد ان کا نعرہ صرف "مانچوؤں کو کچل دو" رہ گیا، وہ اس کا دوسرا حصہ بھول گئے۔ ہانی مسلمانوں کے دل میں مانچوؤں کا تختہ الٹنے کا جذبہ شدید سے شدید تر ہوتا گیا۔ اس سے ا ، کی تنظیمی صلاحیت بہتر ہوئی، اور ان کی مدافعت کا عرصہ بھی بڑھتا گیا۔ مگر اس کا نتیجہ زیادہ تعداد میں لوگوں کی موت کی صورت میں ظاہر ہوا۔

تیسری جدوجہد کے دو سال بعد چین لونگ کی حکومت کے بتیسویں ۱۷۶۶ء سال کے آٹھویں مہینے میں مسلمانوں نے ارمچی (URUMCHI) کے قریب چی۔ چانگ (CHEECHANG) سے چوتھی جدوجہد شروع کی۔ یہ جدوجہد صرف تین مہینے تک جاری رہ سکی، اور ناکام ہو گئی۔ مگر اس سے انسانوں کی آزادی کی محبت اور مانچوؤں سے نفرت کے جذبے اور اس عزم کا اظہار ہوا کہ مسلمان مانچوؤں کے سامنے سر جھکانے والے نہیں ہیں۔

نہیں ہیں۔

سنکیانگ میں خواجگان کی جدوجہد اور لان۔ چاؤ (LAN CHOW) کے درمیان اٹھارہ سال کا زمانہ امن کا زمانہ تھا، بشرطیکہ اسے امن کا زمانہ سمجھا جائے۔ یہ ۱۷۶۰ء سے ۱۷۷۸ء تک کا زمانہ تھا۔ لان۔ چاؤ (LAN CHOW) کی جدوجہد کا حال مختصراً ذیل میں بیان کیا جاتا ہے چین لونگ کی حکومت کے تینتالیسویں سال ۱۷۷۸ء کے تیسرے مہینے میں جدوجہد کا شعلہ بھڑک اٹھا۔ لان چار صوبہ کانسو میں دیوار چین کے اندرونی علاقے میں واقع ہے۔ اس سے میرے اس بیان کی تصدیق ہو جاتی ہے کہ ہر بیس سال کے عرصے میں ایک چھوٹی اور ہر تیس سال کے عرصہ میں ایک بڑی لڑائی ہوئی۔

لان چاؤ (LAN CHOW) میں آزادی کی جدوجہد،

دراصل یہ جدوجہد ۱۶۴۸ء میں کانسو میں شروع ہوئی تھی، مگر کانسو سے یہ جدوجہد سنکیانگ منتقل ہو گئی۔ سنکیانگ میں یہ جدوجہد بیس سال تک جاری رہی، اور پھر واپس کانسو میں آ گئی۔ شروع شروع میں اس جدوجہد کا تعلق مانچوؤں سے نہ تھا، بلکہ یہ مسلمانوں کے دو فرقوں کے درمیان تھی۔ ان میں اسلام کی تعلیمات کی توضیح کے بارے میں اختلاف تھا۔ ان میں ایک فرقہ جدید خیالات اور دوسرا قدیم خیالات کے حق میں تھا۔ اس اختلاف میں بیسیوں انسانوں کی جانیں ضائع ہو گئیں۔ مانچو حکمرانوں نے امن بحال کرنے کے لئے فوج بھیجی، فوج کے پہنچتے ہی جدوجہد نے مانچوؤں اور مسلمانوں کے درمیان لڑائی کی صورت اختیار کر لی۔ ایسا ہونا فطری امر تھا، کیونکہ مسلمانوں کے دل میں مانچوؤں کے خلاف نفرت کی آگ موجود تھی۔ مسلمان اپنے بھائیوں کے مانچوؤں کے ہاتھ اس قتل عام کو اب تک نہ بھولے تھے جو شون۔ چیہہ (CHEH SHUN) کی حکومت کے پانچویں سال میں ہوا تھا۔

تازہ ترین جدوجہد کا مرکز ایک شخص مسمی ما۔ مینگ۔ ہسن (MA MING SIN) تھا۔ ما کا مولد "سون ہوا (HSIUN HUA) نام کا ایک مقام تھا۔ یہ شخص مکہ مکرمہ میں بھی رہ چکا تھا، اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

عربی زبان خوب جانتا تھا، مکہ مکرمہ میں قیام کے دوران میں وہ وہابی تحریک سے متاثر ہوا۔ یہ تحریک قرآن اور حدیث کے علاوہ دیگر کتابوں اور شرحوں کو ترک کرنے پر زور دیتی تھی۔ یہ تحریک سگریٹ نوشی اور شدید نوعیت کی چائے نوشی کے بھی خلاف تھی۔ اس تحریک کا مقصد مسلمانوں کو سچا مسلمان بنانا تھا۔ اس تحریک کا دعویٰ تھا کہ قرآن کے معنی صرف عربی زبان جان کر ہی سمجھے جا سکتے ہیں۔ یہ آخری بات بالکل غیر ضروری تھی، لوگوں نے اسے ناپسند کیا۔ ہاں ان لوگوں کو یہ بات سخت ناپسند تھی کہ پرانے خیال کے لوگ قدیم روایات اور چھوٹی چھوٹی رسوم پر نامناسب زور دیتے اور ان کو رائی سے پہاڑ بنا دیتے، حالانکہ یہ رسومات دینی نقطۂ نظر سے غیر اہم تھیں۔ چنانچہ پرانے خیال کے لوگوں نے وہابی خیالات کے لوگوں کو "جدید فرقہ" کہنا شروع کر دیا۔ اس طرح ان کے اختلافات بڑھے، آخر فریقین میں جھگڑا ہوا، اس میں اسلحہ استعمال کیا گیا۔ ما۔ مینگ۔ سِن (MA MING SIN) کا ایک معتقد تھا۔ اس کا نام سو۔ سِہہ۔ شی سان (SO SEN SHIH SAN) تھا اسے سو سوام بھی کہتے تھے۔ اس نے قدیم فرقہ کے لوگوں کے ساتھ بحث مباحثہ کے لئے کچھ لوگ اکٹھے کئے۔ لیکن دونوں فرقوں میں جھگڑا ہو گیا۔ نتیجۃً کچھ لوگ ہلاک ہو گئے۔ قدیم فرقے کے حامی لان چاؤ کو چل دیئے، تاکہ "ما" اور "سو" کے خلاف رپورٹ درج کرائیں۔ لان چاؤ کے ضلعی افسر یانگ۔ شی۔ سی (YANG SHEH SEE) نامی ایک ہانی تھا، اور بریگیڈیئر سِن۔ چو (SIN CHU) جو مانچو تھا، قدیم فرقے والوں کی شکایت سُن کر فساد کو دبانے کے لئے پہنچ گئے۔ جدید فرقے والوں نے حاکموں کے فوجی دستے کا مقابلہ کیا، اور نتیجہ خوفناک لڑائی کی صورت میں برآمد ہوا۔ حکومت کی فوج مختصر سی تھی، چنانچہ اسے شکست ہو گئی، اور دونوں افسر اپنا فرض ادا کرتے ہوئے ہلاک ہو گئے۔ ایک ضلعی افسر اور بریگیڈیئر کی فسادیوں کے ہاتھوں ہلاکت حکومت کے لئے ایک اہم واقعہ تھا۔ کوئی اور حکایت بھی ہوتی، تو وہ بھی اسے اہم واقعہ سمجھتی۔ مانچو حکومت نے ۵ سو سپاہیوں کے ساتھ ایک مانچو گورنر لور۔ جن (LOREGIN) نامی کو فسادیوں کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ ما۔ مینگ۔ سِن کو گرفتار کر کے صوبہ کانسو کے صدر مقام لان چاؤ کی جیل میں ڈال دیا گیا۔

ما۔ مینگ۔ سِن کے حامیوں کی تعداد خاصی ہو چکی تھی۔ وہ اپنے رہنما کی گرفتاری کی خبر سن کر احتجاج کرنے کے لئے لان چاؤ پہنچے۔ لان چاؤ میں صرف ۸ سو سپاہ موجود تھی۔ جدید فرقے کے حامیوں نے شہر گھیر لیا، اور مطالبہ کیا کہ ما۔ مینگ۔ سِن پر مقدمہ چلائے بغیر اسے رہا کر دیا جائے۔ اس وقت صوبے کا گورنر وانگ۔ ٹنگ۔ زان (WANG TING ZAN) نامی ایک ہانی تھا۔ اس نے صورت حالات پر قابو پا لیا۔ وہ یوں کہ وہ کسی نہ کسی طرح سے ما۔ مینگ۔ سِن کو شہر کی فصیل پر لے آیا، اور ما مینگ سے استدعا کی کہ وہ لوگوں کو گھر چلا جانے کو کہے۔ ما۔ مینگ۔ سِن چھڑی ٹیکتا ہوا فصیل پر آیا، اور اسی چھڑی کو ہلا کر لوگوں کو گھر لوٹ جانے کا اشارہ کیا، اور اپنی چھڑی اپنے حامیوں کے انبوہ میں پھینک دی۔ فوراً ہی لوگ منتشر ہو گئے۔ اس طرح گورنر نے شہر کو جدید فرقے کے مسلمانوں کے غم و غصہ کا شکار ہونے سے بچا لیا۔

گورنر نے ما۔ مینگ۔ سِن کے اثر و رسوخ کا منظر دیکھا، تو اسے محسوس ہوا کہ یہ شخص تو محض اپنی چھڑی پھینک کر لوگوں کو منتشر کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے اعلان کیا کہ کل ما مینگ۔ سِن کو رہا کر دیا جائے گا۔ مگر راتوں رات اس کی گردن اڑا دی۔ ما۔ مینگ۔ سِن کے عقیدت مندوں کو اس واقعہ کی اطلاع ملی، تو انہوں نے لان چاؤ پر ہلہ بول دیا۔ مانچو بریگیڈیئر لو رجن "سن ہوا" سے لان چاؤ کو اٹھ بھاگا، ادھر حکومت نے پیکنگ سے دو ہزار سپاہ لان چاؤ کو ارسال کر دی۔ ہنان (HONAN) میں مقیم آن کوی (AN KWEI) نامی مانچو ہائی کمشنر اور سان۔ آن (SAN AN) میں مقیم مانچو جنرل وونی۔ تائی (WUNI TAI) کو بھی حکم ملا کہ لان چاؤ کی مدد کو پہنچو۔ لیکن یہ سب کارروائیاں مسلمانوں کو شکست دینے کے لئے ناکافی تھیں۔ مسلمان لان چاؤ کے جنوب مغرب میں بلند میدان پر قبضہ کر کے مضبوط حیثیت اختیار کر چکے تھے۔ مانچو افواج جو اردگرد کے علاقے سے لان چاؤ پہنچی تھیں، حالات پر قابو نہ پا سکیں۔ اس طرح دو مہینے گزر گئے۔ دو ماہ کے بعد کہیں حکمرانوں کو پتہ چلا کہ اصل جھگڑا تو مسلمانوں کے دو فرقوں کے درمیان ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایک مشہور چینی مقولے "وحشیوں پر وحشیوں کی مدد سے حکومت کرو" پر عمل کرنے کی ٹھان لی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مانچو حکمرانوں نے قدیم فرقہ کے نوجوان بھرتی کئے، اس طرح ایک فوج بنائی، اسے قدیم مسلمان سپاہ "کا نام دے کر میدان میں آنے کے لئے اسلحہ سے لیس کیا گیا۔ یہ سپاہ مانچوؤں کی آلۂ کار بنی۔ اس کے افسر اور سپاہی بزدل تھے۔ اب مسلمان سے مسلمان لڑ رہا تھا، اور دونوں یہ سمجھتے کہ وہ حق و صداقت کے لئے برسرِ پیکار ہیں۔ اچانک جدید فرقے نے پانی کی قلت محسوس کی۔ ادھر مخالفین تعداد میں ان سے زیادہ ہو گئے۔ چنانچہ جدید فرقے کی فوج کو پیچھے ہٹنا پڑا۔ اس نے ہوا لیان (HWA LIAN) بدھ مندر میں پناہ لی۔ مانچوؤں کی فوج نے مندر کا محاصرہ کر لیا۔ ادھر قدیم فرقے کی فوج نے محصورین کو ہتھیار ڈالنے کو کہا، لیکن محصورین نے نہایت سختی سے اس مشورہ کو ماننے سے انکار کر دیا۔ مانچو فوج نے آخرکار اس خوبصورت بدھ مندر کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

اس واقعہ سے اٹھارہ سال کا امن ختم ہو گیا۔ اس جدوجہد کی صدائے بازگشت صوبہ کانسو کے مختلف علاقوں میں کوئی سو دن تک سنی جاتی رہی، اور دس ہزار افراد مارے گئے۔ تب کہیں جا کر یہ جدوجہد دبی۔

شی۔ فونگ۔ پو (SHEH FANG PU) کی جدوجہد،

شی۔ فونگ۔ پو صوبہ کانسو کے علاقے لان چاؤ کے ضلع ٹونگ۔ وی (TONG WEI) کا بڑا قصبہ تھا۔ اس قصبے میں جدید فرقے کے عقیدت مند خاصی بڑی تعداد میں موجود تھے۔ تین۔ وو۔ اخوند (TEN WO AKHOND) ان کا راہنما تھا۔ واضح رہے اخوند فارسی زبان کا لفظ ہے۔ اس کے معنیٰ "عالم" کے ہیں۔ سا۔ مینگ۔ ہن کی شہادت کے بعد تین۔ وو۔ اخوند نے اپنے ہم عقیدہ لوگوں کی قیادت سنبھالی۔ اس نے جدید فرقے کو مضبوط بنانے کے ساتھ ساتھ اپنے مرشد کے قتل کا انتقام لینے کا عہد بھی کیا۔ اس طرح اس نے اپنے اوپر دو فرض عائد کر لئے، اور اس مقصد کے لئے تیاریاں شروع کر دیں۔ چنانچہ اس نے چین لونگ کی حکومت کے چھیالیسویں سال ۱۷۸۱ء کے سرما میں ایک مختصر سی جمعیت فراہم کر لی۔ اس نے اسے دو حصوں میں تقسیم کر کے انہیں فو۔ چیان

(FU CHAN) اور چنگ ننگ (CHING NING) کے اضلاع کے پہاڑی علاقوں میں الگ الگ متعین کیا۔ کانعو کے ٹی۔ ٹو (TI TU) یعنی سابق صوبائی کمانڈران چیف کو جو مانچو تھا، اور اس کا نام کان ٹاک (KAN TAK) تھا، نے اپنی فوجوں کو نوچان کا محاصرہ کرنے کا حکم دیا، چند مختصر سی لڑائیاں ہوئیں اور تین۔ وو۔ اخوند شہید ہو گیا۔ اس کے اکثر ساتھی بھاگ گئے۔

اگرچہ تین۔ وو۔ اخوند نے انتقام لینے کا ارادہ ظاہر کیا تھا، تاہم اس کی جدوجہد کا باعث بعض دیگر حالات، اور واقعات بھی تھے۔ اس لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ وہ حالات اور واقعات کیا تھے۔ جدوجہد کے شروع ہونے کے بعد جدید فرقے کے باقی ماندہ افراد خفیہ طور پر اپنے عقیدے پر قائم رہے۔ اس وقت ملک کے قانون کے مطابق اس تحریک سے متعلق افراد کی سزا موت تھی۔ چنانچہ اب جس کا اس تحریک سے تعلق کا پتہ چلتا، اسے پکڑا جاتا، یا جس پر تحریک سے ہمدردی کا شبہ بھی ہوتا، اسے موت کی سزا ملتی۔ عورتیں اور بچے بھی اس سزا سے نہ بچتے۔ اس قسم کے غیرانسانی سلوک کا ثبوت مانچو حکومت کی دستاویزوں سے بھی ملتا ہے۔ اس غیرانسانی سلوک سے دونوں فرقوں کے لوگ برافروختہ ہوئے۔ جب بھی ظلم حد سے بڑھ جاتا، لوگ اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے۔

تین۔ وو۔ اخوند کی موت کے بعد مسلمانوں میں دو اور راہنما پیدا ہوئے، اور انہوں نے مانچوؤں کے خلاف مسلمانوں کی تحریک کی راہنمائی کی۔ ان میں ایک کا نام ما۔ سی۔ کوی (MA SSE KWEI) اور دوسرے کا نام چانگ۔ وینگ چینگ (CHANG WANG CHING) تھا۔ مسلمانوں نے مانچو افواج کی بندوقوں اور توپوں کا مقابلہ کاٹھ کے نیزوں اور سبزی کاٹنے والے چاقوؤں سے کیا۔ اس کے باوجود مسلمانوں نے لی۔ شی۔ یاؤ (LEE SHEH YAO) کی سرکردگی میں لڑنے والی مانچو افواج کو شکست دے کر چینگ۔ یو۔ این (CHWG YUEN) اور ٹونگ۔ وی (TUNG WEI) کے اضلاع پر قبضہ کر لیا۔ مسلمان افواج کی تعداد پانچ ہزار کے لگ بھگ تھی۔ وہ مانچو افواج کے چھوڑے ہوئے اسلحہ پر قبضہ کر کے اپنے آپ کو بہتر طور پر مسلح بھی کر چکی تھی۔ یہ سب کچھ

تین. وو. اخوند کی موت کے ایک ماہ بعد ہوا. اب سی. آن (SI - AN) میں متعین مانچو جنرل مینگ شانگ (MING SHANG) کو حکم ملا کہ کھوئے ہوئے دونوں اضلاع حاصل کرے۔ وہ بارہ ہزار افراد پر مشتمل فوج لے کر اپنے ہیڈ کوارٹر سے نکلا، اور اپنی منزل کی طرف لپکا. مگر ابھی وہ ٹونگ دی کے راستہ میں تھا کہ مسلمان چھاپہ ماروں نے جو گھات میں تھے، جنرل اور اس کی ساری فوج کو نیست و نابود کر دیا. مانچو حکومت اب لی. شی. یاد اور کانگ "نا کے مکروہ کاموں کا پتہ چلا، جن کی وجہ سے ہزاروں مسلمان قتل ہو چکے تھے. حکومت کو اس بات پر بھی غصہ آیا کہ انہی کی غیر دانش مندانہ منصوبہ بندی کی وجہ سے مینگ. شانگ اور اس کی فوج نیست و نابود ہوئی۔

اس کے بعد حکومت نے تین مانچو افسر اور ان کے ساتھ فوج بھیجی. ایک تو عالم جنرل آہ. کوئی (AH KWEI) تھا، اور دیگر دو افسر نامور سپاہی وو. کانگ. آن (WU KANG AN) اور ہوی. لان. چوہ (HUILAN CHOH) تھے. ان افسران کے پاس دو ہزار افراد پر مشتمل توپ خانہ اور چار ہزار سپاہ تھی. یہ سپاہ اور توپخانے پہلے چنگ. ننگ اور پھر شی. فانگ. بو گئے۔ مسلمان اس فوج کا مقابلہ نہ کر سکے. ان کا پانی کا ذخیرہ ختم ہو چکا تھا، اور بارود بھی ختم ہونے لگا. تو وہ شی. نانگ. بو کے پہاڑوں کی طرف ہٹ گئے. مانچو فوج نے اس پر مکمل طور پر پانی بند کر دیا. جولائی کا مہینہ تھا، گرمی بلا کی پڑ رہی تھی. ان حالات میں مانچو افسروں نے اعلان کیا کہ جو مرد و زن ہتھیار ڈال دے گا، اسے پہاڑ سے نکل جانے دیا جائے گا. چنانچہ ہتھیار ڈالنے والے جب پہاڑ سے نیچے پہنچے، تو ان پر ہر طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی. ان میں سے کوئی بھی پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ پی سکا. اب مانچو افواج کو مسلمانوں کی کمزوری کا پتہ چل سکا تھا. انہوں نے ایک بھرپور حملہ کیا، اور ہر مجاہد کو گرفتار کر لیا. گرفتار شدگان کو رسّوں سے باندھ کر ان سے پوچھ گچھ کی گئی. اس موقعہ پر آہ. کوی" نے جو ایک عالم بھی تھا، تین ہزار بوڑھوں عورتوں اور بچوں کو رہا کر دیا. لیکن دیگر مجاہدین میں ہر ایک کو موت کے گھاٹ اتار دیا. ساتھ ہی ساتھ حکومت نے جدید فرقے کی تبلیغ اور اشاعت پر مکمل پابندی لگادی۔

قدیم اور جدید فرقے کے درمیان یہ تنازعہ بالکل ویسا ہی تھا، جیسے ۱۶۴۲ء میں انگلستان میں تنازعہ ہوا تھا، لوگوں کو ایک ہی جیسی مصائب کا سامنا کرنا پڑا. دونوں ملکوں کے تنازعہ کے درمیان دو سو سال کا فاصلہ تھا. انگلستان والوں کو امریکہ بھاگ جانے کا موقعہ مل گیا، لیکن کانسو کے بدنصیب مسلمان بھاگ کر کہیں بھی نہیں جا سکتے تھے. تاہم شی. فانگ. بو کی جدوجہد کی ناکامی کے ایک سو سال بعد مسلمان پھر ایک طاقت بن کر اٹھے۔

جہانگیر کی جدوجہد

لان چاؤ اور شی. فانگ. بو کی جدوجہد کے ختم ہونے کے بعد سنکیانگ میں دوبارہ لڑائی چھڑ گئی۔

چیا. چنگ (۱۸۱۵ء) کی حکومت کے بیسویں سال تک مانچو خاندان اپنے عہد کا آدھا سفر طے کر چکا تھا. اب خرابیاں حکومت کے چھوٹے بڑے افسروں میں جڑ پکڑ رہی تھیں. سنکیانگ میں صرف وہی افسر بھیجے جاتے تھے، جو حکمران کے عزیز و اقارب یا شاہی خاندان کے محافظ دستے سے متعلق ہوتے. ان لوگوں کو صرف اپنے فائدے سے غرض ہوتی. یہ ان لوگوں کی مصائب اور پریشانیوں سے بے نیاز رہتے، جن کی دیکھ بھال کے لئے ان کو سنکیانگ بھیجا جاتا تھا. یہ افسران اکثر اپنے علاقے میں حکمران بن کر رہتے، اور ہوتے ہوتے بہت طاقت ور بن جاتے. یہ افسران سنکیانگ کے باشندوں کو خواہ وہ منگول تھے، یا تبتی، مفتوحہ لوگ سمجھتے اور ان کے ساتھ مفتوحین جیسا ہی سلوک کرتے. مانچو خاندان کی یہی حکمت عملی تھی، جو لوگوں کی نئی جدوجہد کا باعث بنی۔

اسلام آزادی کی تعلیم دیتا ہے، لیکن مایوسی کو کفر قرار دیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ منگولوں اور تبتیوں کی بہ نسبت مسلمانوں نے آزادی کے لئے زیادہ جدوجہد کی ہے۔

مانچوؤں نے منگولوں اور تبتیوں کو راہب بننے کی تلقین کی. راہب مجرد رہتے ہیں، اور

toobaa-elibrary.blogspot.com

شادی نہیں کرتے۔ چنانچہ منگول اور تبتیوں کی تعداد مسلمانوں کے مقابلے میں کم ہوگئی۔ علاوہ ازیں منگول اور تبتی سیاست، حکومت یا آزادی سے دلچسپی نہیں رکھتے تھے۔ ان کا یہ رویہ مانچوؤں کے لئے بہت مفید تھا۔

منگولیا میں جو مانچو سپاہی تھے، ان کی روزمرہ کی ضرورتیں، ان کے گھوڑے، ان کے چھکڑے اور رہن سہن کا انتظام مقامی شہزادگان کو کرنا پڑتا تھا۔ ان کا روزمرہ کا عام خرچ حکومت ادا کرتی تھی۔ چنانچہ ان کی تنخواہیں صاف بچ جاتی تھیں۔

تبت میں خدمات انجام دینے والے مانچوؤں کی ضروریات بدھ لامہ پوری کرتا تھا، اور سنکیانگ میں متعین مانچوؤں کی ضروریات کے کفیل وہاں کے بیگ تھے (بے ایک چینی خطاب ہے۔ ترکی زبان میں بھی مقامی شہزادگان اور سرداروں کو بھی بے کہا جاتا ہے) "بیگ" یا "بے" اور بدھ لامہ اکثر اپنے علاقوں میں آمریت اختیار کر لیتے، اور جو ان کا جی چاہتا، عوام سے یہ جبر لے لیتے۔ یہ بیگ بالے اور لامہ حضرات اپنے ہتھیائے ہوئے مال ومنال میں سے مانچو سرداروں یا افسروں کو بھی حصہ دے دیتے، مگر بڑا حصہ خود ہڑپ کر جاتے۔ اس طرح عوام کے مال پر عیش اور عشرت کی زندگی بسر کرتے۔

سنکیانگ میں قالین اور سمور کے لباس تیار کئے جاتے تھے۔ وہاں مولیشی اور گھوڑے پائے جاتے تھے، اور اعلیٰ درجہ کا پھل بھی پیدا ہوتا تھا۔ تجارت پردیگوں کا قبضہ تھا۔ وہ فروخت کا ۲۰ فیصد حکام کو دیتے، اور بہت بڑی مقدار میں کمیشن خود وصول کرتے۔ وہ لوگوں کے ساتھ بُرا سلوک کرتے، وہ عوام کا زبردست استحصال کرتے۔ ان حالات میں حکومت کے خلاف اٹھنے پر مجبور ہو گئے۔

چیا۔ چینگ کے عہد حکومت کے وسط تک یہ حال ہو گیا تھا کہ بدنظمی اور رشوت ستانی انتظامیہ کا لازمی عنصر بن چکی تھی، جس شخص کو ذرہ بھر بھی افسریت کی ہوا لگی تھی، وہ اپنی طاقت اور اہمیت اور اثر دکھانے کے موقعے کی تلاش میں رہتا۔ رشوت لینا اور مراعات پانے

کی کوشش کرتا۔ یہی حالت انتظامیہ کے بانی افسروں کی تھی۔ مسلمان افسر بھی ایسی ہی خرابیوں کا شکار تھے۔ وہ بھی اپنے بھائیوں کے ساتھ ذرہ بھر بھی رورعایت نہ برتتے۔

ظلم وستم کی اس فضا میں سنکیانگ کے باشندوں میں قومی شعور پیدا ہوا۔ وہ مانچو حکومت کا جوا اتار پھینکنے کے لئے بے چین ہوئے۔ چنانچہ جب بھی کوئی شخص "مانچوؤں کو کچل دو" کا جھنڈا بلند کرتا، لوگ اس جھنڈے کے نیچے جمع ہو جاتے۔ جہانگیر بھی انہیں راہنماؤں میں تھے۔ جنہوں نے "مانچوؤں کو کچل دو" کا جھنڈا بلند کیا۔ جہانگیر خواجہ بزرگ کا پوتا اور شمس الدین کا بیٹا تھا۔ جہانگیر اپنے باپ کے ساتھ خوہان (KHOHAN) میں پناہ گزین ہوا۔ جہانگیر نے خوہان میں ہی تعلیم حاصل کی۔ خوہان، سنکیانگ اور افغانستان کے درمیان ایک چھوٹا سا علاقہ ہے۔

چیا۔ چانگ ۱۸۲۰ء کی حکومت کے پچیسویں سال میں جہانگیر نے مانچو حکومت کے خلاف انقلابی سرگرمیاں شروع کر دیں۔ اس نے چند سو افراد کی جمعیت کے ساتھ کاشغر کو کوچ کیا۔ اس شہر کو آج کل شولی (SHULE) کہتے ہیں، اور عظیم صحرا کے مغرب میں واقع ہے۔ یہ مہم ناکام رہی، کیونکہ شہر کے دروازے کے محافظوں نے انہیں شکست دے دی۔ جہانگیر نے اس شکست سے سبق حاصل کیا، اور اپنی سپاہ کی خوب تربیت کی، اور تحریک کو منظم کیا۔ اس کے بعد اس نے تاؤ۔ کوانگ (TAO KWANG) ۱۸۲۱ء کی حکومت کے چوتھے سال کے آٹھویں مہینے تک پانچ سال گوریلا جنگ جاری رکھی۔

جہانگیر کے گوریلے تربیت حاصل کر کے ماہر اور ضبط ونظم کے پیکر بن گئے۔ مانچو حکومت کو ان کی صلاحیت کے بارے میں علم ہوا، تو اس نے شی۔ ین۔ ٹو (SHEYEN TO) نامی ایک مانچو وزیر کو ہم سوپی (۱۲۰ میل) دور جہانگیر کے گوریلوں کی تلاش میں بھیجا، اسے گوریلوں کا تو کوئی نشان نہ ملا، ہاں کوئی ایک سو کے قریب بیروت قبیلہ کے خانہ بدوش نظر آ گئے۔ اس نے ان بے گناہوں کو قتل کر دیا، ان میں عورتیں اور بچے بھی تھے، وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔ اس غیر انسانی کارروائی سے دوسرے خانہ بدوش خفا ہو گئے۔ چنانچہ بیروت خانہ بدوش حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہوئے۔ ان کے لیڈر نے جس کا نام طارق تھا، ۲ ہزار گھڑسوار جمع کئے، اور میدان میں آ گیا۔ طارق نے شی۔ ین۔ ٹو کو شکست دے دی۔ اس کے بعد بیروتوں اور خاپانیوں نے ہمیشہ جہانگیر کی آواز پر لبیک کہا، اور اب جہانگیر کی فوج بڑی جدوجہد کے لئے تیار تھی۔

تاو۔ کوانگ ۱۸۲۱ء کی حکومت کے چھٹے سال کے چھٹے مہینے میں جہانگیر نے ۵ سو بیروت اور خوبانی گھڑسواروں سے مانچوؤں پر حملہ کر دیا۔ اس نے سنکیانگ کے انتہائی مغربی حصے سے اپنے سفر کا آغاز کر دیا، اور مسلمان کے علاقے میں داخل ہوا (مسلمان علاقہ کاشغر کے مغرب میں تھا) جہانگیر سب سے پہلے اپنے دادا کی قبر کی زیارت کے لئے گیا۔ یہاں مانچو فوج کا افسر چینگ سیانگ (CHING SIANG) اس کی تاک میں چھپا بیٹھا تھا۔ جہانگیر کی سپاہ چینگ سیانگ کی فوج سے کم تھی۔ جہانگیر کے کئی سپاہی کام آئے، اور کئی زخمی ہوئے۔ وہ پیچھے قبرستان کی طرف ہٹ آیا۔ قبرستان کے گرد دیوار تھی۔ وہ اس وقت سخت خطرے میں گھرا ہوا تھا۔ مگر اچانک اس کے حالات سازگار ہو گئے۔ بات یہ تھی کہ اچانک دس ہزار افراد نے جن میں زیادہ تعداد خاپانیوں کی تھی۔ مانچو فوج کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ اس طرح لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا، اور جہانگیر نے جوابی حملہ کر کے کاشغر، انگی سار۔ یارچیانگ (YARCHIANG) اور لان چاؤ پر بھی قبضہ کر لیا۔

مانچو حکومت نے جہانگیر کی جدوجہد کو کچلنے کے لئے پھر کمک جمع کی۔ شن۔ سی اور کانسو میں متعین ہائی ہائی کمشنر مسمی یان۔ وائی۔ چون (YAN Y-CHUN) کو پانچ ہزار فوج کے ساتھ کاشغر سے سنکیانگ کے مغربی گوشے میں سات سو تیس یعنی دو سو تیس میل دور حامی (HAMI) جانے کا حکم ملا۔ اس فاصلے کو ایک تیز رفتار پیدل سپاہی دو مہینے میں طے کر سکتا تھا، کیونکہ راستہ دشوار گزار تھا۔ حکومت نے صوبہ شان تونگ (SHAN TUNG) کے مانچو گورنر وو۔ لنگ۔ یاہ (WU LENG YAH) کو بھی تین ہزار مانچو گھڑسوار فوج لے کر یان۔ وائی۔ چون کی مدد کو پہنچنے کا حکم ملا۔ وو۔ ینگ۔ یاہ کو منچوریہ کے صوبوں چی۔ لن (CHI LIN) اور ہی۔ لانگ۔ کیانگ (HEI LONG KIANG) سے فوج لے کر جانا تھا۔ چھ ماہ کے بعد حکومت کی فوج کے یہ دونوں بریگیڈ سنکیانگ کے صحرا کے شمال مغرب میں اکسو

کے مقام پر آپس میں جا ملے۔ یہ ایک نمایاں واقعہ تھا، اور جہانگیر کے مغرب میں مسلمان آبادی کے علاقے پر قبضہ کرنے کے چار ماہ بعد پیش آیا۔ حکومت کی فوج کے یہ بریگیڈ ہائی جنرل یانگ۔ چانگ لنگ (YANG CHANG LING) کے ماتحت کر دیئے گئے۔ یہ جنرل نہایت قابل فوجی افسر تھا۔ جنرل یانگ کی دس ہزار فوج نے ابھی مغرب کی طرف کوچ کیا ہی تھا کہ جہانگیر نے شوان پنگ (SHUAN PENG) وادی کی حفاظت کے لئے تین فوج بھیج دی۔ اس وادی میں مخالف افواج دو ماہ تک برسرپیکار رہیں۔

اس کے بعد مزید چار ماہ تک مقابلہ ہوتا رہا۔ مانچو فوج کو دوبارہ کمک پہنچائی گئی۔ اب فریقین کی فوج کی تعداد یہ تھی۔ مانچو فوج بائیس سے تئیس ہزار تھی۔ اور جہانگیر کی فوج دس ہزار کے لگ بھگ تھی۔ تاؤ۔ کوانگ (TAO KOI ONG) کی ۱۸۲۱ء کی حکومت کے ساتویں سال کے تیسرے مہینے کی پندرہ تاریخ کے آتے آتے سات میل لمبا محاذ بن چکا تھا۔ دونوں افواج نے مضبوط دیواریں بنالی تھیں، اور مسلمانوں کی ساری گزشتہ جدوجہد کے کچلے جانے کے بعد شدید ترین لڑائی ہونے والی تھی۔ مانچو فوج تو بہادر نہ تھی، مگر ان کی توپیں بہت مؤثر تھیں۔ جہانگیر نے ایک ماہ تک ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ مگر اس کے بعد وہ مقابلہ جاری نہ رکھ سکا، چنانچہ اس نے شکست مان لی۔ اس کے بہت سے ساتھی خوبان چلے گئے۔ یا بانگ۔ چانگ۔ لنگ نے جہانگیر کی جدوجہد کو کچل دیا، مگر جدوجہد کے راہنما اور ان کے ساتھی اس کے ہاتھ نہ آئے۔ اس کے لئے شہنشاہ کو جہانگیر کی گرفتاری میں ناکامی کی وجہ بتانا مشکل تھا۔ چنانچہ اس نے جہانگیر کی گرفتاری کے لئے دس ہزار چاندی کے ڈالروں اور گرفتار کرنے والے کو ضابی بیگ کا عہدہ دینے کا انعام مقرر کر دیا۔ مگر لالچ کی یہ تدبیر ناکام رہی۔ لنگ نے جلد ہی جان لیا کہ انعام اور عہدے کا لالچ مسلمانوں پر کامیاب نہیں ہوگا۔ اب اس نے ایک اور ترکیب اختیار کی۔ اس نے افواہ اڑائی کہ مانچو فوج کاشغر سے چلی گئی ہیں، جہانگیر نے یہ بھی افواہ سنی، اسے سچ سمجھا۔ پھر وہ سو گھڑسواروں کے ساتھ اپنی کمین گاہ سے نکلا، اور آرمولو (ARMUTU) کے قصبے تک پہنچا نہ ہی تھا کہ اسے

toobaa-elibrary.blogspot.com

حقیقت حال معلوم ہو گئی، مگر اب معاملہ اس کے بس میں نہیں رہا تھا۔ مانچو افواج نے اسے تین اطراف سے گھیر لیا۔ اس نے پھر بھی ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آخر میں اس کے ساتھ تیس ساتھی رہ گئے۔ باقی سب کام آ گئے، اسے گرفتار کر لیا گیا، اور پیکنگ بھیج دیا گیا۔ مانچو افسروں نے یہ سمجھا تھا کہ جہانگیر کو فوراً ہی قتل کر دیا جائے گا۔ مگر شہنشاہ تاؤ۔کوانگ نے اس کو ملاقات کے لئے بلا بھیجا۔ اس سے افسروں کو یہ پریشانی لاحق ہوئی کہ جہانگیر شہنشاہ کے آگے سنکیانگ کی صحیح صورت حال بیان کر دے گا، اور ان کے ظلم و ستم کا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔ چنانچہ انہوں نے شہنشاہ سے اس کی ملاقات سے قبل کسی نہ کسی طرح اسے زہر پلا دیا، تاکہ وہ ملاقات سے پہلے ہی مر جائے، مگر ایسا نہ ہوا۔ چنانچہ اسے شہنشاہ کے حضور پیش کیا گیا اس وقت اس کی حالت یہ تھی کہ اس کے منہ سے جھاگ نکل رہا تھا، اور وہ گفتگو کرنے کے ناقابل تھا۔ اس طرح وہ شہنشاہ سے کوئی بات نہ کر سکا۔ اس کے چند دن بعد اسے قتل کر دیا گیا۔

جہانگیر زندہ نہ رہا، مگر اس کا نام آج بھی زندہ ہے۔ ترکستان کے باشندے اسے اپنا ہیرو سمجھتے ہیں۔

یوسف کی جدوجہد

جہانگیر کی ایک سالہ جدوجہد کا خاتمہ لڑائی کے ایک مرحلے کا خاتمہ تھا، مگر یہ کوئی حتمی مرحلہ نہ تھا لڑائی کے ایک مرحلے کے خاتمے کے ساتھ ہم کتاب کے ایک صفحے کے نصف تک پہنچتے ہیں اور اس صفحے پر مانچوؤں کے خلاف نفرت اور انتقام کے علاوہ اور کچھ تحریر نہیں ہے۔ دنیا کا کوئی بھی سلیم الحواس شخص اپنے معصوم والدین کا قتل اپنی بیوی کے ساتھ بے حرمتی کا سلوک اور اس کے بعد اس کے قتل پر خاموش نہیں رہ سکتا۔ اس سلسلہ میں یہ بتانا بھی بے محل نہ ہوگا کہ مانچو حکمران انسانیت کے سلوک کے برعکس سنکیانگ کے لوگوں کے ساتھ وحشیانہ سلوک کر رہے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اپنے مخالفین میں پھوٹ ڈالنے کی

حکمت عملی اختیار کر لی، اور اس طرح اپنے مخالفین کو کمزور کر کے اپنی طاقت میں خاصا اضافہ کر لیا، مگر ان کی یہ حکمت عملی کوئی زیادہ کامیاب ثابت نہ ہوئی۔ کیونکہ سبھی لوگ اس جال میں نہ پھنس سکے۔ بلکہ اس کے برعکس کئی لوگ ان کے خلاف میدان میں نکلتے رہے۔ ان موقعوں پر کئی باغی بھی مانچوؤں کے خلاف نفرت کے باعث مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو کر مانچوؤں کی پریشانی بڑھانے کا باعث بنے۔

جہانگیر کی جدوجہد کے تین سال بعد اس کے چھوٹے بھائی یوسف نے پھر جدوجہد شروع کر دی۔ اس جدوجہد کی وجوہ تلاش کرنا مشکل امر نہیں، بات یہ ہوئی کہ جہانگیر کی جدوجہد کی ناکامی کے بعد اس کے خاندان کے لوگ خوبان ہجرت کر گئے۔ خوباں کا علاقہ چینی مملکت میں شامل نہ تھا۔ چنانچہ یہاں مانچوؤں کا عمل دخل نہ تھا۔ مانچو حکمرانوں نے خوبان کی انتظامیہ سے مطالبہ کیا کہ جہانگیر کے خاندان کے بچے کھچے افراد جو خوبان میں چلے گئے ہیں، ان کو مانچو حکومت کے حوالے کر دیا جائے۔ خوبان کی انتظامیہ نے مانچو حکومت کے اس مطالبے کو مسترد کر دیا۔ اس مطالبے کے مسترد ہونے سے مانچو حکومت ناراض ہو گئی۔ اس نے ترکستان میں خوبانی تاجروں کی املاک ضبط کر کے انہیں خوبان بھیج دیا۔ نیز ان کے ترکستان اور تجارت کرنے پر [illegible]۔

اہل خوبان بھی مانچو حکومت کی کمزوری سے واقف تھے۔ انہوں نے یوسف کو شہہ دی۔ وہ میدان میں آ گیا۔ اس کے بھائی کے بچے کھچے سپاہی پھر جمع ہو گئے۔ تاد کونگ (۱۸۲۸ء) کی حکومت کے نویں سال میں یوسف نے خوبان سے نکل کر کاشغر پر حملہ کر کے چند دنوں میں اس پر قبضہ کر لیا۔ یہ لمحہ بڑا نازک تھا، مانچوؤں کی افواج اس علاقے میں کم رہ گئی تھیں۔ چنانچہ یوسف نے انگی سار (ANGI SAR) اور یارجی انگ (YARCHIANK) پر بھی قبضہ کر لیا۔ دس ماہ تک مانچو حکومت نے اس علاقے میں یوسف کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی، اور نہ ہی کمک بھیجی۔ یوسف کاشغر پر قابض رہا۔ یوسف دین کا پابند اور زبردست شخصیت کا مالک تھا۔ وہ چاہتا تو اسی مرحلہ پر اپنے بھائی کے قتل کا انتقام لے سکتا تھا۔ مگر اس نے قتل و غارت کا راستہ اختیار

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہ کیا۔ ہاں جہانگیر کی فوج اب باضابطہ طور پر نظم وضبط کی پابند فوج نہ تھی۔ چنانچہ یوسف نے تاو۔ کوانگ سنہ ۱۸۲۱ء کی حکومت کے گیارہویں سال کے نویں مہینے میں جدوجہد کی راہنمائی خوہانیوں کے حوالے کر دی۔ خوہانیوں نے محسوس کیا کہ چند ماہ کے اندر مانچو حکومت جوابی حملہ کرے گی۔ اس طرح انہوں نے آنے والے حالات کا اندازہ کر کے صلح کی بات چیت پر آمادگی ظاہر کی۔ مانچو جنرل چانگ لنگ کو انقلابیوں کی طاقت اور تعداد کے بارے میں صحیح اطلاعات حاصل نہ تھیں، اور نہ ہی اسے اپنی کامیابی کا یقین تھا۔ اس طرح وہ خوہانیوں کے ساتھ صلح کے معاہدے کے لئے تیار ہو گیا۔ صلح کا معاہدہ یہ تھا:

(۱) ترکستان کی انقلابی افواج گرفتار شدہ افسروں، سپاہیوں نیز مانچو اور ہانی قیدیوں کو غیر مشروط طور پر رہا کر دے گی۔ لیکن خواجگان کے عزیز و اقارب کو مانچو حکومت کے حوالے نہیں کرے گی، اور نہ ہی ان کی املاک مانچو حکومت کے سپرد کرے گی۔

(۲) مانچو حکومت کو خوہانیوں کی تجارت پر عائد کردہ پابندی ختم کرنا ہو گی۔ تجارت کا سامان چین آنے دیا جائے گا۔ اس سامان پر کوئی درآمدی محصول عائد نہیں کیا جائیگا۔

(۳) حوالگی سے قبل خوہانیوں کی جو املاک ضبط کی گئی ہیں، وہ جائز مالکوں کو واپس کر دی جائیں گی۔

معاہدے کا جائزہ لیا جائے، تو پتہ چلے گا، پہلی شرط مانچوؤں کے حق میں تھی۔ دوسری شرائط ماتحتین کے حق میں تھیں۔ تاؤ۔ کونگ سنہ ۱۸۲۰ء کی حکومت کے گیارہویں سال کے دسویں مہینے میں حکومت نے معاہدے کی توثیق کر دی۔

یہ معاہدہ حکومت کی اس نئی حکمت عملی کا آئینہ دار تھا، جو اس نے اب اختیار کی تھی، اور یہ پہلے کی بہ نسبت زیادہ فراخدلانہ تھی۔ یہ معاہدہ بھی پہلے معاہدوں کی بہ نسبت زیادہ فراخدلانہ تھا۔ ادھر یہ معاہدہ اس بات کا مظہر تھا کہ مانچو خاندان جو کبھی طاقت ور خاندان تھا، اب کمزور ہو کر انحطاط کی طرف گامزن ہے۔

جہانگیر کی جدوجہد نے حکومت کو ایک سبق دیا۔ اس کے تین سال بعد آنے والی جدوجہد نے یہ حقیقت واضح کر دی کہ ظلم و ستم کے مارے ہوئے لوگ۔ آزادی کے مطالبے پر اب بھی ڈٹے ہوئے ہیں۔ شاید یہی حالات حکومت کے رویے میں اس تبدیلی کا باعث بنے، جو اس نے آگے چل کر اختیار کیا۔

امن کی حکمت عملی،

اس مسلسل جدوجہد کی وجہ سے مانچو حکومت نے ان حالات کا جائزہ لینا شروع کیا جن سے انتظامیہ کی آہنی گرفت کے خلاف لوگوں کے دل میں ناپسندیدگی کا شدید جذبہ پیدا ہوا تھا۔ اب حکومت نے امن کی حکمت عملی اختیار کرنے کا فیصلہ کیا۔ یہ حکمت عملی ذیل کے چار مقاصد پر مبنی تھی۔

(ا) مذہبی عقائد کا احترام اور مذہبی آزادی۔

ب۔ بعض لوگوں کو "خطاب" عطا کرنا۔

(ج) محصول میں کمی۔

(د) ہانیوں اور مسلمانوں کو ایک دوسرے سے الگ رکھنا، تاکہ ان میں ٹکراؤ نہ ہو۔

آئیے اب ان چار مقاصد کا قریب سے جائزہ لیں:

(ا) مذہبی عقائد کے احترام اور مذہبی آزادی کا جہاں تک تعلق ہے، مسلمانوں کو چینی جنتری پر جو چاند اور سورج پر مبنی ہے، عمل درآمد ترک کرنے کی اجازت مل گئی۔ اس کے برخلاف انہیں ہجری جنتری اختیار کرنے کی اجازت دے دی گئی، جو قمری جنتری ہے۔ مسلمانوں کو دینی معاملات سے متعلق اختلافات کے جھگڑے شرعی عدالتوں میں لے جانے کی اجازت بھی مل گئی۔ ان عدالتوں کی کارروائی میں حکومت کوئی مداخلت نہیں کر سکتی تھی۔

مسلمانوں کے لئے مانچوؤں کا لباس پہننا اور چوٹی رکھنا غیر ضروری قرار دیدیا گیا۔ حکومت

toobaa-elibrary.blogspot.com

نے خواجگان کے مزاروں کی حفاظت کی ذمہ داری بھی قبول کی۔ اگرچہ مسلمانوں نے میدان جنگ میں شکست کھائی، لیکن مانچوؤں کے دل جیت لئے۔ اس کا اظہار مانچوؤں کی نئی حکمت عملی سے ہوا۔ چوتھی شرط کو چھوڑ کر باقی تینوں شرطیں مانچو حکومت کے خلاف تھیں۔ اس طرح مانچو حکومت نے ترکستان کی خاص حیثیت کا اعتراف کر لیا۔

(ب) خطابات عطا کرنے سے متعلق شق کے تحت حکومت نے تمام مقامی سرداروں، بیگوں اور نئے پیدا ہونے والے لیڈروں کو خطابات عطا کئے۔ یہ اگرچہ الفاظ کے اعتبار سے بھاری بھرکم تھے، مگر دراصل ان کی حیثیت کاغذ کے ایک ٹکڑے کی تھی، جس پر کچھ الفاظ تحریر تھے۔ ان خطاب یافتگان کو عوام کی مدد حاصل نہ تھی۔ تاہم حکومت نے ان خطابات سے اہم کام لیا۔ خطاب حاصل کرنے والوں نے انقلابی سرگرمیوں سے علیحدگی اختیار کر لی، بلکہ ان میں سے اکثر نے لوگوں کو کچلنے کے لئے حکومت کے ہاتھ مضبوط کئے، وہاں کچھ خطاب یافتگان عوام کے ہمدرد بھی تھے، وہ حکومت کی زیادتیوں کے برخلاف عوام کی مدد کرتے تھے۔

(ج) محصولات میں کمی: حکومت کے اس فیصلے سے عوام کو بہت فائدہ پہنچا۔ ترکستان کے خانہ بدوشوں کے مویشی اور کسانوں کی فارموں کی پیداوار پر عائد محصول واپس لے لیا گیا۔ مجموعی آمدنی پر عائد شدہ محصول بھی جو آمدنی کا بارہواں حصہ ہوا کرتا تھا، واپس لے لیا گیا۔

(د) ہانیوں اور مسلمانوں کی علیحدگی۔

(۱) حکومت نے دیکھا تھا کہ ہانیوں نے بھی مسلمانوں کی انقلابی سرگرمیوں میں حصہ لے کر حکومت کا تختہ الٹنے کی کوشش کی ہے۔

(۲) ہانیوں اور مسلمانوں میں ایسے لوگ بھی تھے، جنہوں نے اپنے برتر اقتصادی حالات کی مدد سے ترکستان کے مسلمانوں کا استحصال کیا تھا۔

حکومت نے مانچو افسروں پر بھی پابندی لگا کر انہیں ترکستان میں اہل وعیال لانے اور یہاں مستقل طور پر آباد ہونے سے روک دیا۔

حکومت نے مانچوؤں اور ہانیوں کے ترکستان میں زمین خریدنے پر پابندی لگا دی۔ تمام بڑے بڑے شہر ہانیوں اور مسلمانوں کے حصوں میں تقسیم کر دیئے گئے۔

تمام افسروں اور ہانی عوام کے لئے ہانیوں کا علاقہ اور بیگوں اور مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کا علاقہ مختص کر دیا گیا۔ بعض شہروں میں مانچوؤں کے لئے بھی حصے مختص کر دیئے گئے۔ ترکستان میں تجارت کے خواہش مند چینیوں کے لئے ترکستان میں تجارت کرنے کا اجازت نامہ حاصل کرنا ضروری قرار دے دیا گیا۔ یہ سب اقدامات تاو۔کوانگ اور ٹونگ چی (TUNG CHE) کے عہد حکومت کے دوران میں کئے گئے ان دونوں حکمرانوں نے ۱۸۲۱ء سے ۱۸۶۲ء کے درمیان حکومت کی۔

یونان میں تو۔وین۔سو (TU WEN HSIU) کا جہاد،

ترکستان میں یوسف کی جدوجہد کے خاتمے کے بعد "مانچوؤں کو کچل دو" کی دو سو دس سالہ تحریک ترکستان میں ختم ہو گئی۔ ی۔لا۔ین اور ٹنگ۔کو۔ٹانگ کی جدوجہد کے بعد نسبتاً چھوٹی چھوٹی آویزشیں جاری رہیں، ان میں بعض پانچ سال تک بھی جاری رہیں، مگر کوئی بڑی لڑائی نہ ہوئی۔ کئی عشروں تک پریشانیوں سے لبریز امن برقرار رہا۔ ان کے بعد مانچوؤں کے خلاف جو جدوجہد بھی ہوئی، بڑے پیمانے پر ہوئی، اور لمبے عرصہ تک جاری رہی۔ یہ جدوجہد ترکستان اور کانسو میں ہوتی رہی۔

یوسف کی جدوجہد کے خاتمے کے چھ سال بعد ٹاو۔کوانگ ۱۸۲۱ء کی حکومت کے گیارہویں سال ۱۸۳۲ء میں سات خواجگان نے جدوجہد کا جھنڈا بلند کیا۔ اب کے لڑائی دو سال تک جاری رہی، اور ٹاؤ کوانگ کی حکومت کے گیارہویں سال ۱۸۳۶ء میں سات خواجگان نے جدوجہد

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا جھنڈا بلند کیا۔ اب کے لڑائی دو سال تک جاری رہی، اور تاؤ۔ کوئنگ کی حکومت کے انیسویں سال ۱۸۳۹ء میں ختم ہوئی۔ تاؤ۔ کوئنگ کی حکومت کے آخری سال ۱۸۵۰ء میں چین کے جنوب مغربی صوبے یونان میں جو ویت نام کے شمال میں واقع ہے، مانچوؤں کے خلاف بڑے پیمانے پر مسلمانوں نے جدوجہد کی۔ یہ ایک بڑی لڑائی تھی، جو پرانی جدوجہد کے مقابلے میں بڑے پیمانے پر ہوئی، اور تقریباً ویسی ہی تھی، جو چین کے شمال مغرب میں ہوئی۔ یونان کی لڑائی حکومت کے افسروں کے رویئے کے باعث شروع ہوئی۔ صوبہ یونان کے شہر یونگ۔ چانگ (CHANG YIANG) میں ہانیوں کی آبادی مسلمانوں کی بہ نسبت زیادہ تھی۔ یونان کے دیگر شہروں میں ہانی عموماً اقلیت میں تھے۔ یونگ۔ چانگ کے ہانی مسلمانوں کے ساتھ بُرا سلوک کرتے تھے۔ دونوں میں اکثر فساد ہوتے رہتے تھے۔ بالآخر نقصان مسلمانوں ہی کا ہوتا تھا۔

"تو۔ وین۔ سو" نامی ایک مسلمان نے یونان کے مسلمانوں اور ہانیوں کے جھگڑے کے بارے میں شہنشاہ کے دربار میں حاضر ہو کر فریاد کرنے کا منصوبہ بنایا۔ وہ ہند چینی سے گذر کر پیکنگ پہنچ گیا۔ اس زمانے میں شہنشاہ کے روبرو کوئی درخواست پیش ہونا انہونی بات تھی۔ تاہم "تُو۔ وین۔ سو" منزلِ مقصود تک پہنچ گیا۔ پیکنگ میں اسے چند رکاوٹیں پیش آئیں، مگر آخر کار اسے شہنشاہ کے سامنے پیش ہونے کا موقعہ مل گیا۔ تو۔ وین۔ سو کی عرضداشت سن کر شہنشاہ نے لم۔ چی۔ سو (LIM CHE HSU) نامی ایک افسر کو یونان بھیجا تاکہ فسادات کی وجہ معلوم کرے۔ لم۔ چو۔ سو وہی شخص تھا جس نے آگے چل کر کنٹن کے گورنر کی حیثیت میں برطانوی جہازوں کی ناکہ بندی کر کے انہیں چین میں افیون لانے سے روک دیا تھا۔ اور اس کا عمل ہانگ کانگ پر برطانوی قبضے کا باعث بنا۔ یہ ایک قابل اور ایماندار افسر تھا۔ وہ نہ مسلمانوں اور نہ ہانیوں کا جانبدار تھا، وہ صرف انصاف کا قائل تھا۔ اس نے دو سال کی مدت میں یونان میں امن قائم کر دیا۔

اس کے بعد لم کو کوانگ تونگ (KWANG TUNG) یعنی کنٹن بھیج دیا گیا۔ اس کی روانگی کے چار سال بعد یعنی سین فنگ (HSIEN FENG) کے عہد کے پانچویں سال ۱۸۵۵ء میں لنگ آہ (LING AH) میں ٹین کی ایک کان کے سلسلہ میں ہانیوں اور مسلمانوں میں جھگڑا ہو گیا۔ معاملہ ضلعی افسر تک پہنچایا گیا۔ ضلعی افسر کا نام سوی۔ سی۔ چونگ (TSUI TSE CHONG) تھا۔ یہ نہایت بے اصول اور متکبر شخص تھا۔ وہ کمزور کا مخالف اور طاقت ور کا دوست تھا۔ مسلمانوں اور ہانیوں کے سلسلہ میں بھی اس کا یہی رویہ تھا۔ اس موقعہ پر اس نے ہانیوں کا ساتھ دیا، اور حکومت کو لکھ بھیجا کہ مسلمان حکومت کے خلاف بغاوت کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے حکومت کو یہ اطلاع بھی بھیجی کہ مسلمان مساجد میں جلسے منعقد کر کے بغاوت کی تیاری کر رہے ہیں۔ یہ اطلاعات غلط تھیں، مگر مانچو حکومت نے انہیں سچ جانا۔ صوبے کے گورنر شو۔ سین۔ آہ (SHU HSIN AH) نے جو مانچو قوم کا فرد تھا، ملک کی نیشنل ہوم گارڈ کے افسر انچارج مسمی ہوانگ۔ چانگ (HWANG CHANG) کو ایک خفیہ منصوبہ ارسال کیا، تاکہ مسلمانوں کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ فوراً ہی سارے صوبے میں ہانیوں کے مکانوں پر نشان لگا کر انہیں بچانے کا انتظام کر لیا گیا۔ پھر ایک رات مسلمانوں کے بچے، بوڑھے، نوجوان اور عورتیں بے رحمی کے ساتھ موت کے گھاٹ اتار دی گئیں، اور مقتولین کے گھر گھاٹ لوٹ لئے گئے۔ اس سے پہلے اس منصوبے پر عمل کونگ ٹونگ (کوانگ ٹونگ نہیں) لوہ چوان (CHUAN LOH) اور لو۔ فینگ (LU FENG) میں کیا گیا۔ دوسرے اضلاع شہروں اور صوبائی دارالحکومت میں بھی ایسے ہی احکام پہنچے۔ اس طرح یہ قتل و غارت آٹھ سو۔ لی یعنی ۲۷۰ میل کے علاقے کے قصبوں اور دیہات میں پھیل گیا، اور ان قصبات اور دیہات کی پچاس فی صد آبادی اس وحشت ناک سلوک کا شکار ہو گئی، جو اس سلوک سے بچ گئے، انہیں خالی ہاتھ بھگا دیا گیا۔ ہانیوں کی مدد کے لئے مانچو فوج پہنچ گئی۔ اب قتل و غارت، آتشزدگی اور عورتوں کی آبروریزی کے جرائم کا شدت کے ساتھ ارتکاب کیا گیا۔ اس منصوبے کے تحت ہر اس جرم کا ارتکاب

toobaa-elibrary.blogspot.com

کیا گیا، جو سوچا جا سکتا ہے۔

ان تکلیف دہ حالات میں مسلمان جو یانیوں سے طاقت ور تھے، اور ان سے زیادہ متحد رہتے تھے، اپنے دفاع کے لئے میدان میں آئے۔ مسلمانوں کا یہی اتحاد تھا جس سے یانی خار کھاتے تھے۔ اس موقعہ پر ضلع یاد چاؤ (YEAO CHOW) سے ما۔ چن۔ پاؤ (MA CHIN PAU) اور وان پنگ کوئی (LAN PING KWEI) نیگ ہوا (NENG HUA) سے تو۔ ون۔ سو (TU WEN HSIU) لنگ ان (LING AN) سے ما۔ شی۔ ٹیک (MA SHE TEK) ضلع سنگ۔ کیانگ (TSENG KIANG) سے ما۔ ہو (MA HO) اور ما۔ کوی (MA KWEI) چو کیانگ (CHU KIANG) سے ما۔ لین۔ شینگ (SHEN MA LIEN) ضلع سوی چین (SWEE CHIEN) سے ما۔ رو۔ لانگ (MA RU-LONG) ضلع سون تین (TIEN HSUIN) سے ما۔ جونگ (MA JONG) بیک وقت میدان میں نکل آئے، اور صوبائی پایۂ تخت کوئن مینگ (KUEN MENG) پر حملہ کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے۔ ان کا نعرہ تھا نہ تباہی، نہ غارت نہ نیچ۔ صرف مقتول اعزا کا انتقام۔ مسلمان انقلابی افواج نے چانگ۔ کنگ (CHANG KING) چن ننگ (CHIN NING) کیانگ چوان (KINIG CHUAN) اور تا۔ لی (TA-LI) کے اضلاع پر قبضہ کر لیا۔

ان دنوں میں مشہور عالم دین ما۔ ٹک۔ سن (MA TEK SIN) حج کا فریضہ ادا کر کے وطن پہنچ گئے۔ ما۔ رو۔ لونگ کی مدد سے انہیں بادشاہ چن لیا گیا، اور یونان کا پایۂ تخت کوئن مینگ ان کا ہیڈ کوارٹر قرار دے دیا گیا۔ ما۔ سین (MA-HSIEN) نام کے ایک مجاہد کو فوج کا مارشل مقرر کر دیا گیا۔ صوبے میں گورنر اور ضلعی افسر مقرر کر دیئے گئے۔ اگرچہ اس حکومت نے مانچو حکومت کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکا تھا، تاہم پرانی حکومت کے بعض بڑے افسر اپنی جگہوں پر برقرار رکھے گئے۔ صوبے میں ایک اور مقام پر بھی ایک شخصیت ابھری۔ اس شخصیت نے سلطان سلیمان کے نام سے اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ سلطان سلیمان نے تا۔ لی کو اپنا پایۂ تخت بنایا۔ تا۔ لی بھی صوبہ یونان ہی کا ایک شہر تھا۔ اس شخصیت کا اصلی نام تو۔ دین۔ سو تھا، اور اسے حکومت

کی طرف سیو۔ زائی (SIEW ZAI) کا خطاب ملا ہوا تھا۔ یہ علم و فضل کی بناء پر دیا جاتا تھا۔ تو۔ دین۔ سو اپنی سرکاری حیثیت میں مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت کے لئے نہایت پامردی سے کام کرتا رہا تھا۔

تو نمائندوں نے ہانگ۔ سیو۔ چوان (HONG HSIU CHUAN) کے نمائندوں سے رسم و راہ قائم کر رکھی تھی۔ یہ عیسائیت کا جھنڈا لے کر اٹھا تھا۔ تو کے جھنڈے پر انتقام کا نعرہ نہیں لکھا تھا بلکہ اس کی جگہ یہ نعرہ تھا کہ ہم ایک آزاد قوم ہیں۔" تو نے اسلامی ممالک کی بھی مدد حاصل کرنے کی کوششیں کی، مگر یہ کوشش کامیاب نہ رہی۔ تو قابلیت عزم کا پتلا اور زبردست شخصیت کا مالک تھا۔ وہ بہت جلد یونان کے مسلمانوں اور ایک یانی دانشور کا محبوب بن گیا۔ یہ یانی دانشور کوی۔ چاؤ (KWEI CHOW) تھے، اور زیچوان (SZE CHUAN) سے تعلق رکھتے تھے۔ اسی دوران میں ایک چھوٹا سا واقعہ پیش آیا، جس سے توہم پرست نے کہنا شروع کر دیا کہ "تو" اپنی کوششوں میں کامیاب رہے گا۔ واقعہ یہ تھا کہ ہند چینی کے بادشاہ شہنشاہ چین کو خراج کے طور پر دو سفید ہاتھی بھیجے۔ یہ ہاتھی پیکنگ جاتے ہوئے تا۔ لی پہنچے، تو اپنے محافظوں کی گرفت سے بچ کر بھاگ نکلے۔

اگر واقعات کی رفتار پر گہری نظر ڈالی جائے، تو یونان کی صورت حال زیادہ اچھی نہ تھی یونان میں دو انقلابی جماعتیں تھیں۔ ایک جماعت ما۔ فو۔ چو (MA FU CHU) اور ما۔ رو۔ لونگ کے زیر اثر تھی۔ یہ جماعت اعتدال پسند آزاد خیال تھی۔ یہ جماعت یونان کے پایۂ تخت کوئن مینگ میں تھی۔ دوسری جماعت تا۔ لی میں تھی۔ اس کا راہنما تو۔ دین۔ سو تھا۔ یہ انتہا پسند تھی۔ اس کی اپنی منزل تھی۔ اس طرح اسلامی اتحاد کی خرابی ہوئی۔ تو۔ دین۔ سو یعنی سلطان سلیمان نے اپنی بادشاہت کا اعلان کر کے تا۔ لی میں محلات اور تعمیرات عامہ کے کام کا آغاز کر دیا۔

تو۔ دین۔ سو یونان میں ایک آزاد سلطنت قائم کرنا چاہتا تھا۔ وہ اپنے آپ کو خاصا طاقتور خیال کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے سین فنگ (۱۸۵۹ء) کی حکومت کے نانویں سال میں ما۔ سین کو

toobaa-elibrary.blogspot.com

صوبائی ہیڈ کوارٹر کوین۔ مینگ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس کو پچاس ہزار فوج دی گئی۔ لیکن ما۔ بین تو۔ دین۔ سو کی ماتحتی سے خوش نہ تھا۔ چنانچہ اسے اس بات پر رضامند کر لیا گیا کہ جب وہ شہر پر حملہ کرنے کے لئے آئے، تو اپنی فوج ما۔ رو۔ لونگ کی فوج میں شامل کر دے۔ ما۔ رو۔ لنگ کو چن۔ یو۔ ینگ (CHIN YO YING) نامی مانچو افسر نے دولت اور خطاب کا لالچ دے کر خرید لیا۔ ما۔ بین نے اپنے فرض سے غفلت برتی، اور اس نے مانچو کے ایک نائب چانگ۔ یا۔ نگ چی کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ ما۔ نو۔ چو کو نئے اتحادی مل گئے، تو اس نے ما۔ رو۔ لونگ کو تو۔ دین۔ سو پر جوابی حملے کا حکم دیا۔ تو۔ دین۔ سو کا شہر تا۔ لی اچھا قلعہ بند شہر تھا۔ چنانچہ تین سال تک ایسی لڑائی ہوتی رہی، جس میں کبھی ایک فریق کا پلہ بھاری ہو جاتا، کبھی دوسرے کا بھاری ہو جاتا۔ پھر اچانک ایک غیر متوقع بات ہو گئی۔ ما۔ جونگ۔ جو ما۔ رو۔ لونگ کا نائب تھا، اور اس کی جنگ کے طور طریقے سے ناخوش۔ اس نے ما۔ رو۔ لونگ کے خلاف بغاوت کر دی۔ اور تین سو گھڑ سواروں کی مدد سے کوین مینگ پر قبضہ کر لیا، اور پا۔ ٹو (TSAI) نامی گورنر کو جو مانچو حکومت کی ملازمت کر چکا تھا، قتل کر دیا۔ ما۔ رو۔ لونگ کوین مینگ کو بچانے کے لئے تا۔ لی سے اٹھ بھاگا۔ اس نے ماجونگ کو شکست دے دی۔ مین اس موقعہ پر مانچو حکومت مشرقی یونان میں مسلمانوں کو مسلمانوں کے ہاتھوں قتل کرانے کے ایک منصوبے پر عمل کر رہی تھی۔ واضح رہے، مغربی یونان ابھی تک تو۔ دین۔ سو کے قبضے میں تھا۔ اس سازش نے کام کیا، لوگوں کے دل میں شکوک پیدا ہوئے، اور مسلمانوں نے ہی کئی مسلمانوں کو قتل کر دیا۔ ٹونگ چی (TONG CHE) (۱۸۶۸ء) کی حکومت کے ساتویں سال کے پہلے مہینے میں تو۔ دین۔ سو نے ما۔ تین۔ سون (SOON MA TIEN) کی مدد سے تین لاکھ۔ ۶۰ ہزار فوج کے ساتھ کو۔ بین۔ سینگ پر چڑھائی کی، اور اسے شمال، جنوب اور مغرب سے گھیر لیا۔ مانچو حکومت نے فوراً جوابی کارروائی کی۔ اس نے یو۔ پی سے سامان، خوراک اور زیچوان سے فوج کو مین سینگ کو بھیجی، اور محاصرہ توڑ دیا۔ آئندہ سال کے آٹھویں مہینے میں مانچو حکومت نے تا۔ لی کا قلعہ بھی فتح کر لیا۔ مزید یہ کہ مانچو حکومت

میں جب تک طاقت رہی، وہ ٹو۔ ٹوی (TU TUI) کوین۔ یانگ (KUENYANG) مینگ۔ ہوا (MING HUA) اور ما۔ چھی (MA CHIEN) کے اضلاع پر حملے کرتی رہی۔ پایاں کار وہ مسلمان جو ہتھیار ڈالنا اپنی توہین سمجھتے تھے، انہوں نے جل کر جان دے دی۔ ٹونگ چی ۱۸۶۸ء کی حکومت کے ساتویں سال کے ساتویں مہینے میں مانچو حکومت کے جنرل یانگ۔ یو۔ کر (YANG YOKER) نے ڈائنامیٹ کے ذریعے شہر کو اڑا دیا۔ تو۔ دین۔ سو اپنے ساتھیوں کے ساتھ مانچو فوجوں کے مقابلے کے لئے شہر سے باہر آیا۔ اس نازک مرحلے پر تو۔ دین۔ سو کا ایک نائب جس کا نام سائی۔ یوین۔ ٹونگ (TSAI YUENTONG) تھا، دشمنوں سے جا ملا۔ تو۔ دین۔ سو نے اس غداری سے دل شکستہ ہو کر خودکشی کر لی۔ اس کے تین بیٹوں، ایک بیٹی اور تین سو عزیز و اقارب کو قتل کر دیا گیا۔

اس طرح یونان میں مسلمانوں کی آزادی کی بیس سالہ جدوجہد ختم ہو گئی۔ یہ جدوجہد مانچو حکمرانوں کے خلاف طویل ترین جدوجہد تھی۔

اس امر کا اظہار دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ مینگ خاندان کے خلاف یوان خاندان کے جنرلوں نے سب سے شدید مدافعت بھی یونان میں ہی کی تھی۔ صوبے کا گورنر اور فوجی کمان دار سب کے سب مسلمان تھے۔ اور یہ سید عمر شمس الدین کی اولاد سے تھے۔ ملاحظہ فرمائیے، چین میں مسلمانوں کی خدمات۔

شینسی (SHENSI) میں جدوجہد

مانچو حکومت کو ۱۸۳۱ء سے ۱۸۶۶ء تک کے پینتیس سال کا عرصہ یونان میں امن قائم کرنے میں صرف کرنا پڑا۔ اس عرصہ کی ابتدا تاد۔ کوانگ کی حکومت کے گیارہویں سال سے ہوئی، اور ٹونگ۔ چی کی حکومت کے ساتویں سال میں ختم ہوا۔ اس عرصہ میں سین فنگ کا سارا عہد حکومت بھی شامل ہے۔ اس دوران میں اکثر یہ ہوا، گزشتہ طوفان سکون پذیر نہ ہوا تھا کہ نیا طوفان اٹھ

toobaa-elibrary.blogspot.com

کھڑا ہوا۔ چنانچہ حکومت کا اوپر کا مقتدر طبقہ اس صورت حال سے عہدہ برآء ہونے میں اپنے آپ کو بے بس محسوس کرنے لگا۔

جس زمانے میں یونان بدامنی کا شکار تھا، اسلامی صوبہ شینسی بھی مانچو خاندان کی حکومت کے دو سو بیس سال کے عرصہ میں ۱۸۶۲ء تک پُرسکون رہا تھا، اُٹھ کھڑا ہوا۔ واضح رہے شینسی وہ صوبہ ہے، جہاں مسلمان خاندان تانگ سونگ اور یوآں کے زمانے میں آباد ہوتے رہے، اور یہاں اب تک ہمیشہ امن وسکون کی فضا قائم رہی۔ اب یہ صوبہ بھی میدان میں آگیا۔ اس صوبے کی جدوجہد بھی پہلی جدوجہد کی طرح غیر مطمئن لوگوں کی جدوجہد تھی۔ یہ بھی فوری طور پر کسی تیاری کے بغیر شروع ہوگئی۔ یہ جدوجہد می۔ لاہ۔ ین اور شی۔ فنگ۔ لو کی جدوجہد کی طرح مکمل واضح اور مسلح جدوجہد نہ تھی۔ یہ چائے کی پیالی میں بلبلوں کے طوفان کی طرح اٹھی، مگر بیس سال تک جاری رہی۔ اس بیس سالہ عرصہ میں لاتعداد مسلمان اور غیر مسلمان موت کی بھینٹ چڑھے۔

یہ کیسے شروع ہوئی؟ سین فنگ کی حکومت کے خاتمے (۱۸۶۲ء) پر اس کی ابتداء ہوئی۔ اس وقت مانچو افواج جنوبی یونان میں تو۔ وین۔ سو سے نپٹنے میں پوری طاقت استعمال کررہی تھیں کہ شینسی متقل بن گیا۔

صوبہ ہنیان (HONAN) کے گورنر نے جس کا نام ین۔ شو۔ سن (YEN SHU SEN) تھا صوبے سے ڈاکوؤں کے جتھوں کا خاتمہ کرنے کے لئے صوبہ شینسی کے اضلاع لی۔ وی (LI WEI) اور چن۔ یانگ (CHIN YANG) سے چھ سے سات ہزار تک مسلمان رضاکار بھرتی کئے۔ واضح رہے اس زمانے ڈاکو جتھے بنا کر صوبے میں گھومتے۔ اور اس طرح صوبے میں لوگوں کے لئے پریشانی کا باعث بنے ہوئے تھے۔ صوبے کا گورنر بھرتی کردہ سپاہ سے امن قائم کرنے کا کام لینا چاہتا تھا۔ اسے مسلمانوں کی وفاداری پر پورا پورا بھروسہ تھا۔ یہ امر واضح ہے کہ اس زمانے میں صوبے کے اعلیٰ انتظامی اور فوجی افسر اپنے اپنے صوبے میں پورے با اختیار اور تقریباً مرکز سے

آزاد ہی ہوتے تھے۔ وہ اپنے مفادات کے نگران ہوتے۔ وہ مالیات اور عدلیہ کا نظام قائم کرنے میں بھی خود مختار ہوتے۔ گورنر اپنے ماتحت افسروں کی ترقی اور تنزلی کے معاملات میں بھی با اختیار تھا، اور اپنی فوج خود بھرتی کرسکتا تھا۔ ایک گورنر جب ایک صوبے سے تبدیل ہو کر دوسرے صوبے میں جاتا، تو اپنے محافظ اور فوجی دستے اپنی مرضی کے مطابق بھرتی کرتا، اور انہیں اپنی صوابدید کے مطابق ملازمت سے فارغ کردیتا۔ چنانچہ جب گورنر ین کا صوبہ ہو۔ پی (HO PEH) سے تبادلہ ہوا، تو اس نے مسلمان سپاہ کو ملازمت سے سبکدوش کر دیا۔ مسلمان سپاہ کے کچھ افراد نے شینسی کے ضلع ہوا چاؤ (HWA CHOW) کے ایک گاؤں کے قریبی جنگل سے بانس کے درخت سے چھڑیاں کاٹیں۔ درختوں کے مالک نے ان سے قیمت طلب کی، تو سپاہ نے قیمت ادا کرنے سے انکار کیا۔ درختوں کے مالک نے گاؤں کے محافظ دستے کی مدد سے مسلمان سپاہ پر حملہ کرا دیا۔ واضح رہے، اس زمانے میں ہر گاؤں کو اپنے لئے محافظ دستے بھرتی کرنے کی اجازت تھی۔ محافظ دستوں کے ہاتھوں دو مسلمان سپاہی مارے گئے۔ باقی مسلمان سپاہ لن۔ پی (LIN PEI) کی طرف چلی گئی۔ یہ قصبہ صوبہ شینسی کے ضلع تا۔ لی۔ ژی (TA LYI) میں واقع ہے۔ یہاں یہ بتا دینا بے محل نہ ہوگا کہ کچھ عرصہ پہلے شینسی کے ہمسایہ صوبے کانسو میں فرقہ وارانہ فسادات ہوئے تھے۔ اس لئے شینسی کے لوگ بھی مسلمانوں کو اچھی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ چنانچہ افواہیں پھیلنے لگیں کہ مسلمان بغاوت کرنے والے ہیں۔ ادھر مسلمانوں نے یہ افواہیں سنیں، تو ان کا ماتھا ٹھنکا، وہ اپنے بچاؤ کے لئے احتیاطی تدابیر کرنے لگے۔ اسی دوران میں مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے سابق فوجی اپنے پیچھا کرنے والے مانچو سپاہیوں کے ڈر سے وی۔ یانگ (WEI YANG) میں مسلمان راہنما رین۔ وو (REN WU) کے گھر میں پناہ لی۔ رین۔ وو نے سابق فوجیوں کو لے کر ان مانچو سپاہیوں کا مقابلہ کیا۔ ایسی چھوٹی چھوٹی کئی آویزشیں بڑی لڑائی میں تبدیل ہوگئیں۔ ٹونگ چی ۱۸۶۲ء کی حکومت کے پہلے سال کے چوتھے مہینے میں رین۔ وو نے وی۔ نان (WEI NAN) کے ساتھ زمین کی پٹی پر

toobaa-elibrary.blogspot.com

قبضہ کرلیا۔

مانچو حکومت نے نیشنل سروس کور کے انچارج وزیر چانگ فی (CHANG FI) کو بدامنی کے علاقے میں بھیجا کہ کوئی نرم راستہ اختیار کرکے مسلمانوں کو حکومت کا ہمنوا بنائے۔ مسلمانوں نے اس کے جواب میں قابل تعریف ردعمل کا اظہار کیا، اور چانگ فی سے ملاقات کرنے کے لئے دس افراد پر مشتمل ایک وفد بھیجنے پر رضامندی کا اظہار کیا۔ چانگ فی نے وفد کو بتایا کہ "ہوم گارڈز کا صرف ایک دشمن ہے، اور وہ رین۔ وو ہے۔ ہم اسے سزا دینا چاہتے ہیں۔ دوسرے مسلمان جو اس کے ساتھ تھے، وہ بے گناہ ہیں" لیکن چانگ فی کو یہ پتہ نہ تھا کہ رین۔ وو بھیس بدلے وفد میں موجود ہے۔ وفد واپس آیا، تو "رین۔ وو" سانگ۔ چیاں۔ ٹو (SANG CHIANTU) چلا گیا۔ اس مقام پر مسلمان بڑی اکثریت میں تھے۔ یہاں اس نے ہزاروں کی تعداد میں لوگوں کو اپنے گرد جمع کرلیا۔ دوسرے دن چیانگ۔ فی کو گرفتار کرکے قتل کردیا گیا۔ اس واقعہ سے صورتحال جو کشیدہ تھی، بگڑ گئی۔ مسلمان سپاہ ٹونگ۔ چاؤ میں جمع ہوئیں، اور آئندہ اقدام کے بارے میں غور کیا گیا۔ یہ اقدام صوبائی پایۂ تخت سیان (SIAN) کا محاصرہ تھا۔ مانچو حکومت نے مجبوراً اپنے مانچو جنرل شین۔ پاؤ (SHEN PAU) کو صوبہ شینسی جانے اور مسلمانوں کا مقابلہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ جنرل اس وقت دریائے یانگ سی کے کنارے ہانگ۔ سیاؤ چوان (HSIO CHUAN HON) کی بغاوت فرو کرنے میں مصروف تھا۔ ہانگ۔ سیاؤ۔ چوان ایک بانی تھا۔ اس نے مانچو اقتدار کے خلاف بغاوت کی تھی۔ اس نے ۱۸۵۰ء سے ۱۸۶۴ء کے درمیان کوانگ ٹونگ (KWANG TUNG) سے دریائے زرد تک اپنا اثر و رسوخ قائم کرلیا تھا۔ وہ حضرت عیسٰی کے بعد خدا کا دوسرا بیٹا بن کر اٹھا۔ اس نے اپنی چودہ سالہ جدوجہد میں کئی بُری رسوم کو ختم کیا، لیکن اپنے ساتھیوں کے باہمی حسد کی وجہ سے اپنے مقصد میں ناکام رہا۔ جنرل شین۔ پاؤ کے ماتحت ایک کمانڈر کا نام ٹاو۔ لانگ۔ آہ (TOU LONG AH) تھا۔ یہ ایک نہایت قابل سپاہی تھا۔ اس نے نو ماہ کے عرصہ میں ہی مسلمانوں کو ان کے مرکز وانگ۔ کر۔ سون (WANG KER SOUN)

اور چانگ۔ لی۔ آئی میں شکست دی۔ جن مسلمانوں نے سیان کے فسادات میں حصہ نہیں لیا تھا، اس نے ان کو بھی قتل کردیا۔ سیان اس زمانے میں مسلمان آبادی کا گنجان آباد شہر تھا۔ یہاں قتل کے ساتھ مسلمانوں کی جائیداد بھی لوٹ لی گئی۔ شورش کے بعد شہر تقریباً جل کر تباہ ہو گیا۔ مانچوؤں کا خیال تھا کہ شہر کے ساتھ اس سلوک کے بعد بغاوت دب جائے گی، مگر بعد کے حالات سے ان کا اندازہ غلط ثابت ہوا۔

شینسی کے ہمسایہ صوبہ کانسو میں مسلمان پھر جنگ کی بُو سونگھنے لگے۔ اس صوبے میں صرف چند ہی سال اس سے گزرے تھے کہ جنگ پھر سر پر آگئی۔ چنانچہ چن۔ چی۔ پو (CHIN CHEEPU) سے ماہوا لونگ (MA HWA LONG) شینسی کے مسلمانوں کی مدد کے لئے اٹھا۔ ضلع سی ننگ (SINING) سے ما۔ پنگ۔ یوان (MA PING YUAN) اور ضلع۔ وی۔ نان (WEINAN) سے پائی۔ ین۔ ہو (PAI YEN HOU) نے فوراً ہی مانچو حکومت کے خلاف جدوجہد کی اپیل پر لبیک کہا۔ مسلمان افواج مذکورہ نے تین جگہوں سے مانچوؤں پر یلغار کی۔ ننگ۔ سیا (NING HSIA) پر مسلمان افواج کا قبضہ ہونے کے بعد ما۔ ہوا۔ لونگ کو اپنا راہنما منتخب کرلیا۔ اس دوران میں ما۔ ین۔ لونگ (MA YEN LUNG) اور ہو۔ چاؤ (HO CHOW) کے ما۔ چانگ او (MA CHANG AO) بھی ضلع۔ ٹو۔ ٹاؤ (TO TAO) پر قبضہ کرچکے تھے۔ مانچوؤں کو شکست پر شکست ہوئی، تو انہیں اپنی جنگی چالوں میں تبدیلی کرنا پڑی۔ انہوں نے شمال مغرب میں مسلمانوں کے مقابلے کے لئے ہان کمانڈروں کے ماتحت ہان افواج تیار کیں۔ ٹونگ۔ چی ۱۸۶۲ء کی حکومت کے چھٹے سال کے چھٹے مہینے میں جنرل زو۔ سونگ۔ تانگ (TZO TSUNG TANG) کی صوبہ آن ہوئی (AN HUI) سے اور صوبہ ہونان (HU AN) کی بانی جنرل سنگ۔ کاو۔ فان (TSENG KUO FAN) کی تربیت کردہ فوج کو صوبہ شینسی کی طرف کوچ کرنے کا حکم ملا۔ جنرل زو۔ سنگ۔ تانگ قابل سپاہی اور جنگی چالوں کا نامور ماہر تھا۔ وہ ایک سال تک کیان میں رہا۔ اس نے مسلمان فوجوں کا کوئی مقابلہ نہ کیا۔ صرف۔ چالیس

toobaa-elibrary.blogspot.com

سوچتا رہا۔ اس نے پھر ٹونگ چی ۱۸۶۸ء کی حکومت کے ساتویں سال کے موسم سرما میں مسلمان افواج پر تین طرف سے حملے کے منصوبے پر عمل شروع کیا۔

جنرل زو نے شمالی شاہراہ کے کمانڈر جنرل لیو۔سونگ۔شان (LIU SONG SHAN) کو ما۔ہوا۔چیہ (MA HWA CHEH) کی طرف سے چن۔چی۔پو پر جنوبی شاہراہ کے کمانڈر جنرل چیو۔کائی۔سی (CHWE KAI HSI) کو ٹائی۔چاؤ (TAI CHOW) پر اور کونگ چیانگ (KUNG CHANG) کی طرف سے ہو۔ٹی (HO TI) پر حملہ کرنے کا حکم دیا اس کی چال یہ تھی کہ اپنے قدم مضبوط کرتے ہوئے محاذ کا راستہ مختصر کرتے جاؤ۔ اس نے یہ کوشش بھی کی کہ جو علاقہ واپس لیا جائے، وہاں کی آبادی کو پریشان نہ کیا جائے۔ اس نے اس چال پر عمل کرتے ہوئے مسلمان افواج کو کانسو میں دھکیل دیا۔ ٹونگ چی ۱۸۶۸ء کی حکومت کے ساتویں سال کے بارہویں مہینے میں جنرل لیو۔سونگ۔شان نے یوین تہہ (YAEN TEH) کی جانب سے حملہ کرکے ضلع ٹا۔لی۔ہچان پر قبضہ کر لیا۔ اس کارروائی میں آٹھ ہزار مسلمان مارے گئے۔

اس کے مخالف ماہوا لونگ کو اگرچہ کئی بار شکست ہوئی، اور توپوں کی گولہ باری کا سامنا بھی کرنا پڑا، مگر اس نے جنرل لیو کی سامان خوراک کی فراہمی میں رکاوٹ پیدا کرکے ایک فیصلہ کن لڑائی جیتی۔

ما۔ہوا۔لونگ کی نادر جنگی چال

چینی قمری جنتری کا بارہواں مہینہ عموماً جارجی جنتری کے ماہ جنوری میں آتا ہے۔ اس طرح دونوں جنتریوں میں پچاس دن کا فرق ہوتا ہے۔ مغربی چین میں سخت سردی کا زمانہ تھا۔ اگرچہ ما۔ہوا لونگ سپاہی نہ تھا، تاہم وہ جنگی چالوں کو سمجھتا تھا۔ اور سپاہ میں نظم وضبط قائم رکھنے کا ماہر تھا۔ علاوہ بریں اس نے من۔چی۔پو (MIN CHEE PU) نام کے ایک گاؤں میں جنرل لیو۔سونگ۔شان کی [illegible] کے بالمقابل دو [illegible] کے فاصلے پر اپنی

سپاہ متعین کر رکھی تھی۔

ما۔ہوا۔لونگ نے اپنی سپاہ کو ایک رات حکم دیا کہ دونوں افواج کے درمیان راتوں رات ایک قلعہ تعمیر کرے، اس موقع پر روشنی نہ جلائی گئی۔ سپاہ نے ایک کھائی کھودی، اور اس کے پیچھے ایک موٹی دیوار تعمیر کر دی۔ دیوار میں کئی جگہیں توپوں کے لئے خالی رکھی گئیں۔ اس نے دیوار اور اس کے آس پاس کی زمین کو پانی سے تر کرنے کا حکم دیا۔ صبح ہونے سے پہلے برفیلی ہواؤں نے ساری تعمیر کو برف کے تودے کی طرح سخت بنا دیا۔ اس طرح یہ قلعہ توپوں کے گولوں کو بے اثر بنانے کے قابل ہو گیا۔

صبح کے وقت جب حکومت کی افواج حملہ کرنے کے لئے نکلیں، تو اپنے سامنے ایک نیا قلعہ دیکھ کر ششدر رہ گئیں۔ دشمن نے یا تو اسے مسلمانوں کے لئے تائید خداوندی سمجھا، یا انہیں اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ جنرل لیو ابھی حیران و پریشان ہی تھا کہ مسلمان افواج نے قلعہ سے گولہ باری شروع کر دی۔ اس گولہ باری سے جنرل لیو کی فوج کا تیسرا حصّہ تباہ ہو گیا، مسلمانوں کا جانی اتلاف صرف چند جانوں تک محدود رہا۔ حکومت کی افواج کو شکست ہوئی اس کے بعد کے حملہ میں جنرل لیو کو اپنی جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔

حکومت کی افواج کی پس۔پائی کے بعد ما۔ہوا۔لونگ نے اپنے نائبین کو جمع کیا۔ اس کے نائبین زیادہ تر اس کے اپنے عزیز و اقارب میں سے تھے، اس نے اپنے نائبین سے کہا کہ حکومت کے سامنے ہتھیار ڈال دیں۔ نائبین کو اپنے قائد کے اس حکم پر حیرت ہوئی۔ اپنے کانوں سنی بات کا یقین نہ ہوا۔ مگر ما۔ہوا۔لونگ نے واضح طور پر اپنا حکم دہرایا۔

نائبین نے سوال کیا "فتح حاصل کرنے کے بعد ہتھیار ڈالنے کا کیا مقصد ہے۔ دشمن اخلاقی طور پر شکست خوردہ ہے۔ یہی تو اس پر حملہ کرنے کا بہترین موقعہ ہے۔"

ما۔ہوا۔لونگ نے کہا "ساری صورت حال میرے سامنے ہے، اس وقت کہ ہم فاتح ہیں، ہتھیار ڈالنے سے ہمیں زیادہ فائدہ ہو گا۔ بہ نسبت اس وقت کے کہ ہم کو شکست ہو

toobaa-elibrary.blogspot.com

جائے۔ اگر تم مجھے اپنا راہنما مانتے ہو، تو میری بات مان لو، میں تم سب کو بچا لوں گا، ورنہ تم سب بے رحمی سے قتل کر دیئے جاؤ گے۔" آخر ہتھیار ڈالنے کا فیصلہ ہو گیا۔ ما۔ہوا لونگ نے اپنے دس سالہ بیٹے حسان کو سفید گھوڑے پر سوار ہو کر سفید جھنڈا ہاتھوں میں لئے دشمن کے خیمہ میں جانے کا حکم دیا۔ حسان سفید گھوڑے پر سوار ہو کر دشمن کی طرف گیا، اور پہریداروں سے کہا کہ مجھے اپنے کمانڈر کے پاس لے چلو۔

جنرل۔لیو سانگ۔شان کے بیٹے لیو۔چن۔تانگ (LIO CHIN TANG) نے حسان سے ملاقات کی۔ اپنے باپ کی موت کے بعد لیو۔چن۔تانگ کمانڈر بنا تھا۔ ملاقات کے بعد اس نے حسان کو مغربی مہم کے کمانڈران چیف زو: سانگ تانگ کے پاس بھیج دیا۔ کمانڈران چیف نے حسان سے نام پوچھا۔ حسان نے اپنا نام بتایا، اور کہا کہ میرا چینی نام کوئی نہیں ہے جنرل زو حسان کے ساتھ شفقت سے پیش آیا، اور اس کا ایک چینی نام رکھ دیا۔ یہ نام ما۔آن۔لیانگ (MAAN LIANG) ما آن۔لیانگ کے معنی ہیں "نیکوں کے لئے امن"۔ اس کے بعد ما۔ہوا لونگ جنرل زو سے ملنے کے لئے آیا، اور ملاقات کے دوران میں ساری جدوجہد کی ذمہ داری خود قبول کی۔ اور جنرل زو سے کہا کہ میرے ساتھیوں کو معافی دے دی جائے۔ جنرل زو نے اس کی تجویز مان لی، اور اس کے دوسرے مسلمان ساتھیوں کو معاف کر دیا۔

ما۔آن۔لیانگ کے پشت کے افراد نے بعد میں شہرت حاصل کی۔ ان میں سے کئی صوبوں کے گورنر اور چینی فوج میں جنرل ہوئے۔ ان میں بعض تائیوان حکومت کی خدمت کر رہے ہیں۔

ثاؤ۔مینگ (TOW MING) کی جدوجہد

مسلمانوں کی جدوجہد کا باعث حکومت کے افسران کی رشوت خوری اور ناجائز محصولات اور بیگار رہی ہے۔ مانچو حکومت کے نااہل افسران خرابیوں کا باعث رہے ہیں۔

ایک شخص تھا، اس کا نام ثاؤ۔مینگ تھا۔ یہ سینیی کا سابق خطیب تھا، اور شاہی افواج کی طرف سے شینسی میں کئے گئے قتل عام سے بچ گیا تھا۔ یہ شخص ترکستان کے صوبائی پایۂ تخت ارمچی پہنچا، وہ ارمچی کے ایک سرکاری افسر سو ہوان چانگ (SOHOW CHANG) کے ہاں جا کر چھپ گیا۔ مسلمان چونکہ مساجد کے خطیبوں کا بہت احترام کرتے ہیں، اس لئے سو۔ہوان۔چانگ نے ثاؤ مینگ کو اپنے ہاں پناہ دے دی، اور اس کا یہ عمل حکومت کی ملازمت کے پیش نظر ناجائز تھا۔

۱۸۶۴ء کے موسم بہار میں حکومت نے ان کی حکمت عملی کے تحت معاہدہ کی ایک شق کی خلاف ورزی کی۔ یہ شق کوئی نیا محصول عائد نہ کرنے کے بارے میں تھی۔ حکومت نے گندم پر محصول لگانا چاہا۔ لوگوں نے سختی کے ساتھ اس کی مخالفت کی۔ ترکستان میں متعین مانچو جنرل مسمیٰ پینگ جوئی ([illegible]) نے جو ترکستان میں کمانڈران چیف تھا، اپنے سپاہیوں کی مدد سے محصول نافذ کرنے کی کوشش کی۔ کاشغر میں شورش برپا ہو گئی، جس میں حکومت کی فوج کو شکست ہوئی۔ پینگ جوئی نے بھاگ کر شہر میں مانچوؤں کے لئے مخصوص علاقے میں پناہ لے لی۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اور عوام کی حمایت سے سو۔ہوان۔چیانگ نے حکومت کے خلاف بغاوت کر دی۔ اس نے اپنے آپ مارشل بن کر مینگ ثاؤ کو سینگ۔چینگ۔وانگ (TSING CHENG WANG) یعنی خلیفۃ المسلمین مقرر کر دیا۔ اس طرح سارا ترکستان ان دو شخصیتوں کے قبضے میں آگیا۔ مانچو حکومت اتنی کمزور ہو چکی تھی کہ اس علاقے میں جو دور دراز تھا، کوئی فوج نہ بھیج سکتی تھی نیز آمد و رفت کے ذرائع قلیل اور سفر کرنا بے حد مشکل تھا۔

اسی طرح ترکستان کو دو مسلمانوں کی وجہ سے امن نصیب ہوا، اور یہ دونوں مسلمان ترکستانی

toobaa-elibrary.blogspot.com

نہیں تھے۔ یہ سو ہوان۔ چانگ اور ٹاؤ مینگ تھے۔ ترکستان جنگ کی حالت میں تھا، تو کئی لوگ ان کے دکھوں میں شریک تھے۔ مگر جب ترکستان آزاد ہوا، تو اس کے نام نہاد رہنما خوشیوں میں ایک دوسرے کے شریک نہ ہو سکے، ایک دوسرے سے حسد کرنے لگے۔

ٹاؤ۔ مینگ نے ۱۸۶۸ء میں سو۔ ہوان۔ چانگ پر الزام تراشی کی، اور یہ الزام تراشی ٹاؤ۔ مینگ کے بادشاہ بننے کے چار سال بعد ہوئی۔ واضح رہے اسے سو۔ ہوان۔ چانگ نے بادشاہ بنایا تھا۔

چند ماہ بعد نانگرے ٹاؤ۔ مینگ کو سوی۔ لائی (SWEI LAI) کے مقام پر ماہوان (MA HOAN) نامی ایک شخص قتل کر دیا۔ اس موقع پر یعقوب بیگ کا ایک ترکستانی افق پر ابھرا۔ ترکستانیوں اور غیر ترکستانی مسلمانوں میں چند باہمی لڑائیوں کے بعد یعقوب بیگ نے ترکستان پر قبضہ کر لیا۔ یعقوب بیگ ۳۰ سالہ جوان تھا، اور اس میں داخلی اور خارجی حالات کو قابو میں رکھنے کی صلاحیت تھی۔

سنگیانگ میں مزید بدامنی

بانس کے چند ٹکڑے جن سے ٹونگ چی (TONG CHE) ۱۸۶۲ء کی حکومت کے پہلے سال میں صوبہ شینسی میں شورش کی آگ بھڑک۔ اب شینسی کے ہمسایہ صوبوں کانسو اور ترکستان میں پہنچ گئی۔ یہ ٹاؤ۔ مینگ کے بادشاہ بننے کے چھ سال بعد ہوا۔ شینسی میں ابھی شورش ختم نہیں ہوئی تھی کہ ترکستان پھر اس کی لپیٹ میں آگیا۔ اس عرصہ میں یونان کے مسلمان آزادی حاصل کر چکے تھے۔ ملک کی دوسری بغاوتوں اور پریشانیوں سے قطع نظر صرف مسلمانوں کی جدوجہد ہی مانچو حکومت کے ۳۵ ہزار علاقے پر پھیلی ہوئی تھی۔

یعقوب بیگ اپنے آپ کو بیگ کہلاتا تھا، مگر دراصل وہ پیکنگ میں مانچو حکمران کے ہاتھوں قتل ہونے والے جہانگیر کے ... نے بوسو ... کا فوجی افسر تھا۔ یعقوب بیگ

نے اپنے ترکستانی ساتھی اکٹھے کئے، اور ٹونگ چی ۱۸۶۵ء کی حکومت کے چوتھے سال کے دوسرے مہینے میں تاؤ۔ مینگ کی بچی کھچی افواج کو شکست دی۔ اس وقت مانچو حکومت اور شینسی کی مسلمان افواج میں تعطل کی فضا پائی جاتی تھی۔

اپنے ساتھیوں کی نئی گروہ بندی کرنے کے بعد یعقوب بیگ نے چند ہزار سپاہیوں کے ساتھ کاشغر پر یلغار کی، اور چودہ ماہ کے عرصہ میں ترکستان میں مانچو افواج کے کمزور دفاع کو پارہ پارہ کرتا ہوا مغربی صوبے سنکیانگ کے سارے شہروں پر قابض ہو گیا۔ ٹونگ چی ۱۸۷۲ء کی حکومت کے دسویں سال میں یعقوب بیگ نے مانچوؤں کو ترکستان سے باہر دھکیل دیا، اور ٹونگ مینگ کے حامیوں سے ارمچی کا شاہی شہر بھی آزاد کرا لیا۔ اس کے بعد یعقوب بیگ نے اپنے آقا بوسورک کو حج کے لئے مکہ مکرمہ بھیج دیا، اور کانسو کے پائی۔ ین۔ ہو کی افواج کے ہزاروں سپاہیوں کو جو کانسو سے ترکستان میں داخل ہو چکے تھے، اپنی فوج میں شامل کر لیا۔ اس طرح اپنی طاقت میں اضافہ کر کے سارے ترکستان پر قابض ہو گیا۔

ان حالات میں مانچو حکومت کے لئے ترکستان پر دوبارہ قبضہ کرنا مشکل تھا۔ مانچو حکومت کے بعض افسروں نے شہنشاہ کو مشورہ دیا کہ ترکستان کو اس کے حال پر چھوڑ کر دیوار چین کے مشرق میں مغربی چین کے حالات پر توجہ مرکوز کی جائے۔ شہنشاہ اس مشورے کو قبول کیا ہی چاہتا تھا کہ جنرل سو۔ سونگ۔ تانگ آڑے آیا، اور اس نے یہ نظریہ پیش کیا کہ اگر ترکستان کو ترک کر دیا گیا، تو منگولیا اور تبت بھی اس سے متاثر ہوں گے، اور یہ علاقے بھی کھو جائیں گے۔ شہنشاہ نے اس کا نقطۂ نظر قبول کر کے اسے مغرب کا "امن قائم کرنے والا" مقرر کر کے مانچو حکومت کی بالادستی بحال کرنے پر مامور کر دیا۔

جنرل سو نے نیا عہدہ قبول کر لیا، اور اپنی پرانی جنگی چالوں کا جائزہ لیا، تو اس نے دیکھا، وہ بھی انہی غلطیوں کا مرتکب ہوتا رہا ہے، جو اس کے پیش روؤں سے سرزد ہوتی رہی ہیں۔ چنانچہ اپنی پرانی جنگی چالوں کی چھان بین کرنے سے وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ صرف طاقت

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے بل بوتے پر فتح حاصل کرنا ہی کافی نہیں ہے۔ اس طرح اس نے اپنی جنگی چالوں کی نئی منصوبہ بندی کی، اور فیصلہ کیا کہ :

(ا) دشمنوں کی نشاندہی کر کے ایک کے بعد دوسرے سے نمٹا جائے۔

(ب) لوگوں کے ساتھ مروت اور مہربانی کا سلوک کیا جائے۔

(ج) سپاہ کو تحفظ دیا جائے۔

(د) شہریوں کے قتل اور املاک کی لوٹ کو روکا جائے۔

(ر) مقبوضہ علاقوں میں سڑکیں بنائی جائیں، اور ان کے کنارے درخت لگائے جائیں،

سوؔ اپنے فیصلے میں کامیاب رہا۔

اس نے سب سے پہلے شمالی شاہراہ کے ساتھ پائی۔ین۔ہو سے نمٹنے کے لئے اس پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا، اور یعقوب بیگ کو دوسرے مرحلے کے لئے چھوڑ دیا۔ سو نے کئی سڑکیں بنوائیں، اور ان کے کنارے بیدِ مجنون کے درخت لگوائے۔ یہ درخت اب "سُو کے بید" کہلاتے ہیں۔ سڑکوں کی وجہ سے آمدورفت کی سہولتیں حاصل ہوئیں۔ چنانچہ جنگ سے تنگ آئے ہوئے کئی مسلمان سُو کے حامی بن گئے، اور اس کی مدد کرنے لگے۔ لیکن ان اقدام سے یعقوب بیگ کی جدوجہد جاری رہی، اور چودہ سال تک جاری رہی۔ یہ جدوجہد کوانگ۔سو (۱۸۷۷ء) کی حکومت کے تیسرے سال میں ختم ہوئی۔ یہ جدوجہد شینسی سے ترکستان تک بارہ لاکھ انسو ایک لاکھ مربع میل علاقے پر پھیل گئی۔

چنگ خاندان کے دور میں مسلمانوں کے مصائب کی اصل وجہ

چین میں مسلمانوں کے مختصر کوائف کو ختم کرنے سے پہلے ان وجوہ کا ذکر اور ان پر بحث کی جاتی ہے، جو مسلمانوں کی طرف سے مانچوؤں کی مخالفت کا باعث ہے، اور مسلمانوں کے مصائب کا آغاز ہوا۔

(ا) سب سے بنیادی وجہ مسلمانوں کی مینگ خاندان سے وفاداری تھی۔ چنانچہ انہوں نے مانچوؤں کی حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ مانچو قوم چین کے شمال مشرق کے ایک غیر ملک سے آئی تھی۔ مسلمانوں کا نعرہ تھا "مانچوؤں کو کچل ڈالو، اور مینگ خاندان کو واپس لاؤ"

(ب) دوسری وجہ مسلمانوں کی آزادی کی خواہش اور چین کے مغرب میں ایک ایسی مسلمان ریاست کا قیام تھا، جس میں چینی ترکستان بھی شامل ہو۔ چینی ترکستان میں مسلمانوں کی آبادی ۸۰٪ ہے۔

(ج) مانچو فوج وو۔سان۔کوی (WU SAN KWEI) کی درخواست پر ایک بغاوت کو کچلنے کے لئے چین میں داخل ہوئی تھی۔ معاہدہ کے مطابق بغاوت کے خاتمے کے بعد مانچو فوج کو واپس اپنے وطن چلا جانا تھا: لیکن اس نے واپس جانے سے انکار کر دیا، اور چین کی مالک بن بیٹھی۔ سینگ حکومت کا ایک کمزور سپاہی جسے دیگر سپاہیوں کی طرح خودکشی کر لینی چاہیئے تھی، مانچوؤں سے مل گیا۔ اس سپاہی کا نام مینگ۔چیا۔فانگ (MENG CHIAW FANG) تھا۔ یہ ہان قوم سے تعلق رکھتا تھا۔ مانچو سمجھتے تھے کہ ہانیوں پر ہانیوں ہی کے ذریعے حکومت کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ مانچوؤں نے مینگ۔چیا۔فانگ کو اپنے مقصد کے لئے بخوشی استعمال کیا۔ اس کے علاوہ مانچوؤں کو یہ بھی علم تھا کہ ان کے چین میں آمد کے بعد چین کے مختلف طبقوں کی طرف سے ان کی مخالفت ہو گی۔

(د) می اور ٹونگ کی تحریک کے خاتمے کے بعد جو بڑا غدار پیدا ہوا، اس کا نام ہونگ چینگ چو (HONG CHENG CHO) تھا۔ وہ چینگ خاندان کا وزیراعظم بنا۔ مینگ۔چیا۔فانگ نے موقعہ غنیمت جانا، اور اپنی وفاداری کا رنگ جمانے کی کوشش کی۔ اس ملک کو غلام بنانے اور حکومت کے لئے ایک عمومی منصوبہ بنایا، اس کی تجاویز مختصراً یہ تھیں:

(ا) ہانیوں پر ان کے ادب کے ذریعے حکومت کی جائے۔ اس کی صورت یہ تھی کہ آٹھ پائیہ مضامین (EIGHT LEGGED ESSAYS) جیسے ادق ادب پارے کے مطالعہ کی ہمت افزائی کی گئی۔ اس ادب پارے پر حاوی ہونے کے لئے ۲۰ سے ۳۰ سال تک پوری توجہ سے اسے پڑھنے

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی ضرورت ہے۔ اس ادب پارے پر حاوی ہونے کی مدت میں اس کے طالب علم کی عمر پچاس سے تجاوز کر جاتی ہے، اور اسے سیاست اور انقلاب وغیرہ جیسی باتوں سے دلچسپی نہیں رہتی، اور خاص کر جب اس دوران میں اسے حکومت کا کوئی چھوٹا بڑا عہدہ بھی مل جائے۔ چنانچہ اس کی ساری عمر ادب کے مطالعے میں اور باقی عمر حکومت کی چھوٹی سی ملازمت میں کٹ جاتی ہے۔ یہ منصوبہ مانچو قوم کے پسند کی چیز تھا۔ وہ خود اقلیت میں تھے اور ایک وسیع اور گنجان آباد ملک پر قبضہ قائم رکھنے کے قابل نہ تھے۔

(ii) منگول اور تبتیوں کے توہمات کی ہمت افزائی ہم جانتے ہیں، توہمات انسان کے بنائے ہوئے ہیں، انہیں بعض مذہبی کتابوں میں گھسیڑ دیا گیا ہے۔ ان توہمات کے مطابق منگول اور اہل تبت کے خاندانوں کے ایک سے تین افراد کے کے لئے روایتی طور پر راہب بننا لازم ہے۔ راہب بن کر انہیں عمر بھر شادی نہ کرنے کا حکم ہے۔ چنانچہ تبت میں چند شوہری کی رسم کی ہمت افزائی کی جانے لگی۔ اس طرح تبت میں افرادی قوت کی کمی پیدا ہو گئی، اور لوگوں کے لئے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے مواقع ختم ہو گئے، اور انقلابی سرگرمیوں کا لو بڑ کر دیا ہے۔ ان کے بارے میں سوچنا بھی ممکن نہ رہا۔ چنانچہ ان کی ساری قوتیں مذہب، فلسفہ اور مصوری کی نذر ہو گئیں۔

(iii) ہانیوں اور مسلمانوں کے مابین باری باری قتل ہائے عام کرائے گئے۔ اس ظالمانہ حکمت عملی کا مقصد صرف یہ تھا کہ دونوں اقوام کی طاقت کم ہوتی رہے۔ اسلام کی رو سے ایک مسلمان دیگر کاموں سے منہ موڑ کر صرف مسجد ہی کا نہیں ہو رہتا۔ اسے زندگی کے دیگر کام کرنے کا بھی حکم ہے۔ نماز کے اوقات مقرر ہیں، اور انہیں اسی کے مطابق اللہ کی عبادت کرنا ہے۔ اس وجہ سے دیگر مذاہب کے توہمات اسلام میں راہ نہ پا سکے۔ مسلمانوں کو آٹھ پایۂ مضامین سے نفرت تھی۔ ان کا اپنا ادب تھا۔ اس ادب پر ان کو فخر تھا۔ وہ مانچوؤں کے سامنے سر نہیں جھکانا چاہتے تھے۔ مسلمانوں نے جہاں بھی سر اٹھایا، وہاں ان کو دبانے کے لئے ہانی سپاہ بھیجی گئی، اور یہ جان بوجھ

کر کیا گیا۔ اس طرح مسلمانوں اور ہانیوں کے دلوں میں نفرت کا بیج بو یا گیا۔ مانچوؤں نے مسلمانوں اور ہانیوں کے درمیان قتل و غارت اور مسلمانوں کی جدوجہد کو سختی سے دبانے کا خیر مقدم کیا۔ یہ سب غدار مینگ چیا۔ فانگ کی تجاویز کی کامیابی تھی۔ یہ باتیں ہانیوں اور مسلمانوں کے تعلقات کے لئے نقصان دہ ثابت ہوئیں۔ ہانیوں اور مسلمانوں کے درمیان کھچاؤ کی فضا کئی نسلوں تک قائم رہی۔ ڈو۔ دین۔ سو کا انقلاب ایک سوچا سمجھا منصوبہ تھا۔ اسے کچھ عرصہ تک ہانیوں کی مدد حاصل رہی، یہ صرف بیس سال تک رہا۔ اور پھر حتمی طور پر ختم ہو گیا۔

مسلمانوں کو متعدد بار شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ چنانچہ اب مسلمانوں میں بعض محسوس کرنے لگ گئے کہ شاید اسلام کو مٹا دیا جائے گا۔ اب انہوں نے ایک نیا مقصد اپنے سامنے رکھا کہ اسلام کو زندہ رکھا جائے۔ اس مقصد کے لئے یہ نعرہ لگایا، سیاسی اقتدار کے لئے نہیں، بلکہ دین کے لئے جہاد کرو۔

مینگ کے منصوبے کا نشانہ ہان، مسلمان، منگول اور تبتی اقوام تھیں۔ اس سے متعلق دستاویزات سن ۱۹۱۱ء کے انقلاب کے بعد پیکنگ کے شاہی محل سے برآمد ہوئیں۔

چھٹاباب

جمہوریت (۱۹۱۲ء سے ۱۹۴۹ء تک)

جمہوریت کے دور میں ایک مسلمان عالم کے تاثرات

۱۹۵۰ء سے پہلے چین کے مسلمانوں کے بارے میں عہد حاضر کے مشہور مسلمان مؤرخ پروفیسر محمد پانی شو ژی کی تصنیف "چین میں اسلام کی مختصر تاریخ" سے چند اقتباس پیش کئے جاتے ہیں۔

"شروع سے مانچو حکومت کے خاتمہ تک چین میں اسلام کی تاریخ دو ہی ادوار میں تقسیم کی جاسکتی ہے۔ پہلا دور تانگ، سونگ اور یوان خاندان کے عہد ہائے حکومت اور دوسرا دور مینگ اور مانچو خاندان کے عہد پر مشتمل ہے۔ پہلے دور میں مسلمان ہجرت کر کے چین میں آتے، اور آباد ہوتے رہے۔ دوسرے دور میں مسلمان الگ تھلگ رہے۔ دوسرے دور میں علیحدگی کا یہ عالم تھا کہ مسلمان خواہ اجنبی تھے، یا مقامی۔ حکومت چین کے غیر مسلم عوام اور اہل علم چینیوں نے بھی ان کے ساتھ غیر مناسب سلوک روا رکھا۔ بالآخر مسلمان اللہ کی وحدت اور غیر مسلم بت پرستی کی علامت بن گئے۔ اس طرح کئی مسلمانوں نے اپنے دین پر قائم رہنے کے لئے جان قربان کی۔

پہلا دور مسلمانوں کی آبادکاری اور دوسرا مسلمانوں کے مصائب کا دور ہے۔ دوسرا دور، اگرچہ مصائب کا دور تھا، مگر اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اسلام جامد ہو کر رہ گیا۔ درحقیقت

اس دور میں بھی مسلمانوں کی آبادی اور مساجد کی تعداد میں اضافہ ہوا۔ سیاسی میدان میں ان کی حیثیت پہلے دور کی نسبت کم تر تھی۔ لیکن اس دور میں اسلام دیہات تک جا پہنچا۔ اور اس طرح اسلام چین کی مٹی میں رچ بس گیا۔ اس طرح مسلمانوں کی حیثیت مضبوط ہوئی، مگر ساتھ ساتھ ان پر دباؤ بھی بڑھتا گیا۔ دینی مطالعہ اور مساجد کی دینی تعلیم کے شاندار نتائج برآمد ہوئے۔ مساجد کے نظام کو بہتر بنایا گیا۔

۱۹۱۲ء کے بعد مسلمان جدید علوم کے باعث ہوش میں آئے۔ امام وانگ۔ کو۔ آن (WANG KUAN) (پیکنگ کے وانگ ہو تان (WANG HAO TAN) نے پیکنگ میں نئے سکول قائم کئے۔ ان سکولوں میں چینی زبان اور قرآن پاک کی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ ۳۶ چینی مسلمان طلباء نے ٹوکیو میں اسلامک ایجوکیشن کمیٹی قائم کی، اور کائی زاؤ (KAITZAO) کے نام سے ایک رسالے کا اجراء کیا۔ کائی زاؤ کے معنی ہیں "تنظیم نو"۔ اس رسالے میں انقلاب کے بارے میں اشارات ملتے ہیں۔ مانچو خاندان کے آخری ایام میں مسلمانوں کے دل میں بھی آزادی کی وہی تڑپ رہتی تھی، جو دوسرے چینیوں کے دل میں پائی جاتی تھی۔ جمہوریت کے بعد اسلام ایک ایسے دور میں داخل ہوا، جو اس کے لئے سازگار تھا، اور ترقی کا موجب بنا۔ نہ معلوم اس کے کیا نتائج برآمد ہوں گے۔

۱۹۱۲ء سے ۱۹۴۳ء تک مسلمانوں نے پانچ میدانوں میں ترقی کی، ان کا ذکر مناسب رہے گا۔

مسلمانوں کے بارے میں غیر مسلموں کے رویئے میں تبدیلی

معلوم ہوتا ہے کہ حکومت اور غیر مسلم دونوں جمہوریت کی تعمیر میں مسلمانوں کی خدمات کے معترف ہیں۔ مسلمانوں کو چین کی پانچ نسلوں میں ایک نسل مان لیا گیا۔ چینی تاریخ میں پہلی بار مسلمانوں کو ایک چینی نسل تسلیم کیا گیا۔ اس میں ترکستانی بھی شامل ہیں۔ جمہوریت کے جھنڈے میں جو پانچ رنگین افقی دھاریاں دکھائی گئی ہیں، ان سے ۵ نسلوں کی نشاندہی یوں ہوتی ہے۔ سرخ دھاری ہان نسل، زرد مانچو نسل، نیلی منگول نسل، سفید مسلمان نسل اور سیاہ تبتی نسل کی نمائندگی

toobaa-elibrary.blogspot.com

کرتی ہے۔ سفید دھاری شروع میں مشرقی ترکستان کے ترکستانیوں کی نمائندگی کرتی تھی۔ اب اشتراکی حکومت چین کے تمام مسلمانوں "ہوئی نسل" کا نام دیتی ہے۔ مانچو خاندان کے بعد مسلمانوں کو بطور قوم پہلی بار برابری کا درجہ دیا گیا۔ قومی آئین اور کومن تانگ کے اعلان کے مطابق واضح طور پر مسلمانوں کی دینی آزادی کی تصدیق کی گئی۔ اسلام کو بالخصوص تسلیم کیا گیا۔ چینی آئین کی رو سے مسلمانوں کو نیشنل اسمبلی میں نمائندگی دی گئی۔ مسلمان نمائندے چین بھر کے مسلمان منتخب کرتے ہیں۔

نئے سکولوں کا قیام

جمہوریت کے قیام کے بعد مسلمانوں کے علاقوں میں کافی تعداد میں سکول قائم کئے گئے، شلاً پیکنگ میں نارتھ ویسٹ کالج، یونان میں مینگ تہ سیکنڈری سکول، ہانگ چاؤ میں میوزنگ سیکنڈری سکول، کون، لوون مڈل سکول چینگ ہائی کوکونور (KOKONOR) ہیں۔ چینگ تہہ اسلامیہ نارمل سکول سینان (TSIANAN) میں اور پھر ایسا ہی ایک سکول بعد میں پیکنگ میں بھی قائم کیا گیا۔ پہلے تین سکولوں میں زمانے کے رُخ کے مطابق مساجد کے لئے خطیب تیار کئے جانے لگے۔ مساجد کے مکتبوں کو بتدریج تعلیم کے جدید مراکز میں تبدیل کر دیا گیا۔ اسلام کے بارے میں کتابوں اور دیگر مفید کتابوں کو بہتر بنایا گیا، اور تمام سکولوں میں تعلیم کے جدید طریقے رائج کئے گئے۔ ان تمام تعلیمی اداروں کو چلانے کے اخراجات مسلمانوں نے خود برداشت کئے، اور حکومت سے کسی قسم کی مدد نہ مانگی۔

پریس

جمہوریت کے ۳۲ سالہ عرصہ میں مسلمانوں نے ابلاغ عامہ کے ذرائع سے بہتر کام لیا۔ اس عرصے میں ۷۰ اسلامی جرائد کامیابی کے ساتھ شائع ہوتے رہے۔ سب سے پہلا اسلامی جریدہ ۱۹۱۵ء میں یونان سے شائع ہونا شروع ہوا۔ دی کریسنٹ (THE CRESCENT) اور

دی لائیٹ آف کریسنٹ (یوہی ہوا Y IEH HWA) جو پیکنگ سے نکلا، اور شنگھائی کا دی اسلامک ریویو (HE ISLAMIC REVIEW) ایسے جرائد تھے، جو سب سے زیادہ عرصہ تک شائع ہوتے رہے۔ ان میں اچھے مضامین شائع ہوتے، اور بہتر مواد پیش کیا جاتا تھا۔ لکڑی کے بلاکوں اور لتھوگرافی کے ذریعے پیکنگ۔ یونان۔ چن۔ تو (CHENTU) چن کیانگ (CHEN KIANG) اور کنٹن سے شائع ہونے والی کتابوں کے علاوہ بھی اسلام کے بارے میں کتابیں درآمد بھی کی جاتی رہیں۔ مسلمان ادیبوں اور مترجمین کی تعداد میں اضافہ ہوا، اور یہ اضافہ بھی جاری ہے۔

پرانے ادیبوں میں الیاس۔ وانگ۔ چینگ۔ چائی (ELIAS WANG CHING CHAI) محمد یانگ۔ چونگ مینگ (MUHAMMAD YANG CHONG MING) اپنے دین سے متعلق تحریروں اور قرآن پاک کے متراجم کی وجہ سے چوٹی کے مسلمان ادیب سمجھے جاتے ہیں۔ یانگ۔ چونگ مینگ اپنے ادبی اسلوب کی وجہ سے نامور ہیں۔ وانگ۔ چینگ۔ چائی نے بہت کچھ لکھا ہے۔ کئی ضخیم کتابیں تصنیف کی ہیں۔ اس نے عربی چینی لغت بھی تدوین کی ہے۔ نوجوانوں میں محمد ما۔ چن مقیم (MUHAMADMA CHIN MAKIM) بہت ہونہار ادیب ہیں۔ واضح رہے کہ ما۔ چن نے [illegible] میں قرآن پاک کا ترجمہ اور تشریح شائع کی۔ مگر اس ترجمے کا نصف حصہ ہی چین خاص میں شائع ہو سکا۔ نوجوان ادیبوں میں یونان کے نا۔ چونگ (NA CHUNG) ناسیون (NASUN) لن۔ چونگ۔ من (LIN CHONG MIN) اور ہونان (HONAN) کے حاجی داؤد تن جونگ۔ من (HAJI DAWOOD TIN CHONG MIN) اور کئی اور نامور ادیب شامل ہیں۔ یہ سبھی ادیب جامعہ الازہر کے فارغ التحصیل ہیں۔

اسلامی تنظیمیں

چین میں جمہوریت کے قیام کے بعد ہی مسلم پروگریسو ایسوسی ایشن کا قیام عمل میں آیا۔ یہ

toobaa-elibrary.blogspot.com

چین بھر کے سارے مسلمانوں کی جماعت تھی۔ پیکنگ میں اس کا مرکزی دفتر اور ہر صوبے میں شاخیں قائم ہوئیں۔ اکتوبر ۱۹۲۹ء میں انجمن اسلامیہ قائم ہوئی۔ اس کا مرکزی دفتر نانکنگ میں قائم کیا گیا۔ خیال تھا کہ انجمن اسلامیہ مسلم پروگریسو ایسوسی ایشن کی جگہ لے گی، اور اس کی شاخیں ہر صوبے میں قائم کی جائیں گی، مگر بدقسمتی سے یہ مقصد پورا نہ ہو سکا۔

۱۹۳۷ء کے موسم سرما میں ہان کاؤ (HAN KOW) میں اسلامی قومی وفاق نجاتِ چین (ISLAMIC NATIONAL SALVATION FEDERATION OF CHINA) کے نام سے ایک انجمن قائم ہوئی۔ جنرل عمر پائی۔ چونگ سی (OMER PAI CHUNG HSI) کو اس انجمن کا سربراہ بنایا گیا۔ جنرل موصوف جاپان کی چین پر جارحیت کی مدافعت کے سلسلہ میں بڑی شہرت کے مالک ہیں۔ یہ انجمن پہلی انجمنوں سے بہت بڑی تھی۔ پہلی دونوں انجمنوں کی شاخوں کی تنظیم نو کی گئی اور انہیں نئی انجمن کا حصہ بنا دیا گیا۔ شنگھائی میں دو انجمنیں قائم ہوئیں۔ یہ انجمنیں اسلامی ثقافت اور عربی زبان کی کتابوں کے چینی زبان میں تراجم کے لئے قائم کی گئیں۔ نئی تحریک کے اثر کی وجہ سے مساجد کمیٹیوں کی بھی تنظیم نو کی گئی۔

جمہوریت کے دوران مسلمانوں کی حب الوطنی

لاتعداد مسلمانوں نے جمہوریت کے لئے اور چین پر جاپان کی جارحیت کو روکنے کے لئے جان کی قربانیاں دیں۔ اس دوران میں مرکزی حکومت، شمال مغربی اور جنوب مغربی صوبوں کے اہم فوجی عہدوں پر مسلمان ہی فائز رہے۔ دشمن کی مدافعت کے لئے مسلمانوں کو خاص کر بھرتی کیا گیا۔ مسلمان پہلی صف میں بھی اور عقب کی بھی حفاظت کرتے۔ وہ چین کے جنگجویانہ جذبے کا مظہر بن گئے، چین کی تاریخ میں اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

عمومی انداز میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ مسلمان نئی زندگی کے راستے پر گامزن ہیں۔ تاہم زندگی کے اعلیٰ معیاروں تک پہنچنے کے لئے انہیں ابھی طویل راستہ طے کرنا ہے۔ اسلام کے

راستہ میں ابھی کئی رکاوٹیں حائل ہیں۔ مسلمان نئی زندگی کب حاصل کرتے ہیں۔ اور اس کا انحصار ان کی اپنی کوششوں پر ہے۔

مذکورہ بالا پیراگراف پروفیسر ایم۔ پائی۔ شو۔ زی (M. PAI SHO YI) نے ۱۹۴۳ء میں لکھے تھے۔

اسلام کی تعلیمات کی وجہ سے جو مسلمانان چین کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے، وہ کئی لحاظ سے چین کے دیگر باشندوں سے مختلف ہیں۔ بالعموم وہ سیاست میں دلچسپی کم لیتے ہیں مگر فراخ دل ہیں، اور عامتہ الناس کی خدمت کے جذبے سے سرشار ہیں۔ وہ قابل قدر امور کا پُرجوش اور ہمدردانہ انداز میں ساتھ دیتے ہیں۔ اس لئے وہ جلد دوست بن جاتے ہیں، اور اسی طرح دشمن بھی جلد بن جاتے ہیں۔ وہ بہت سادہ ہیں، اگر وہ کسی بات کو درست یا غلط خیال کرتے ہیں، تو ان کے خیال کو بدلنا ناممکن ہوتا ہے۔ وہ نئے خیالات یا اصولوں کو جلد قبول نہیں کرتے، مگر جب قبول کر لیں، تو انہیں ترک کرنے پر آسانی سے آمادہ نہیں ہوتے۔ مجھے یاد ہے کہ جمہوریت کے وزیر ثقافت پروفیسر کو۔ چی۔ کانگ (PROF KOO CHI KANG) نے مسلمانوں کے بارے میں ایک بار ذیل کا جملہ کہا تھا:

"مسلمان بے حد پختہ عقائد کے مالک ہیں۔ اس سے دوسرے لوگ یہ سوچنے لگتے ہیں کہ وہ پیکر اسلام ہیں"۔ ممکن ہے پروفیسر نے یہ جملہ مذاق کے انداز میں کہا ہو، لیکن اس سے چینی مسلمانوں کے کردار کا پتہ چلتا ہے۔

ڈاکٹر سن۔ یٹ۔ سن (SUN YETSEN) نے چین کی پانچوں اقوام کے ساتھ مساوی سلوک کا اعلان کیا، اور مسلمانوں سے کہا کہ وہ جمہوریت کا ساتھ دیں۔ مسلمانوں نے پورے جوش و خروش سے ڈاکٹر موصوف کی اپیل کو خوش آمدید کہا، اور جمہوریت کا ساتھ دیا۔

انقلاب میں مسلمانوں کے کردار اور جاپانی جارحیت کے خلاف سرگرم خدمات انجام دینے سے قطع نظر کر کے دیکھا جائے، تو پتہ چلتا ہے کہ مسلمان کئی اور میدانوں میں بھی چین کے لئے مفید ثابت ہوئے ہیں۔ مسلمانوں کو اس پر فخر ہے کہ جب وانگ۔ چینگ۔ دی

toobaa-elibrary.blogspot.com

(WANG CHING WEI) نے نانکنگ میں جاپانیوں کے زیر اثر کٹھ پتلی حکومت قائم تو کسی بھی مسلمان نے اس کا ساتھ نہ دیا۔ اس بات کا دستاویزی ثبوت موجود ہے کہ فوج میں مسلمانوں کی تعداد پچاس فی صد تھی، اور تیس سے زیادہ میجر جنرل کے عہدہ سے بڑے عہدوں پر مسلمان فائز تھے، اور چینی جاپانی جنگ میں لڑنے والی سپاہ کی کمان مسلمان جنرلوں کے ہاتھ میں تھی۔

جہاں تک مغربی ایشیا، شمالی افریقہ اور جنوب مشرقی ایشیا کے اسلامی ممالک میں پروپیگنڈہ (جس میں سب سے پہلے مصنف نے سرگرم حصہ لیا) رلیف ورک، سپاہ کے تفریحی پروگرام اور سپاہ کی ہمت بڑھانے کے کام میں ان میں مسلمانوں نے پورا پورا حصہ لیا۔ اس وقت تمام کی تمام افواج کی کمان جنرل عمر پائی چونگ سی کے ہاتھ میں تھی۔ وہ اس وقت چیف آف جنرل شاف کے عہدے پر فائز تھے۔ ان کے علاوہ ما۔ بو۔ فانگ (MA BOO FANG) ما۔ ہونگ۔ کوی (MA HUNG KWEI) اور برہان (BURHAN) علی الترتیب صوبہ جات ننگ سیا (NING HSIA) چنگ ہائی (CHINGHAI) اور سنکیانگ کے گورنر تھے۔

مسلمانوں کو جمہوریت کے زمانے میں سکون میسر ہوا، لیکن انہیں اقلیت کی حیثیت میں تمام حقوق حاصل نہ ہوئے، جو چین میں دیگر اقلیتوں کو حاصل رہے۔

مسلمانان چین کی خدمات

(۱) درآمد اور برآمد کی ترقی اور چین میں عربوں کا آباد ہونا۔
(۲) مسلمان چینی زبان کے مشہور عالم ثابت ہوئے۔
(۳) علم نجوم، جنتری اور طب کے میدان میں مدد۔
(۴) مانچوؤں کے خلاف انقلاب کی بلاواسطہ وجہ اور اس جدوجہد کا ارتقاء۔

تجارت

ایران کی فتح کے بعد عرب سپہ سالاروں کی مشرق کی طرف پیش قدمی رک گئی، مگر اسلام

مشرق کی طرف پھیلتا رہا۔ اس سے اس نظریہ کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے کہ اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے۔ چین میں اسلام مغرب کی طرف سے آیا۔ اس زمانے میں اسلام کی تبلیغ صرف عربوں ہی کی مرہون منت نہ تھی، بلکہ اس میں ایرانی اور الیغور قبائل کی تبلیغی کوششوں کا بھی دخل تھا۔ چینی مسلمان عام بول چال میں کچھ فارسی الفاظ استعمال کرنے لگے۔ درحقیقت یہ الفاظ بھی گھر کی عام گفتگو اور نماز میں اب بھی مستعمل ہیں۔ مثلاً نماز کی نیت یوں باندھی جاتی ہے، نیت کردم ادا کردن، نماز فرض، بامداد پیشین ظہر، شام، خفتاں۔ یہ الفاظ فارسی زبان کے ہیں۔ عربی میں نیت جن الفاظ میں باندھی جاتی ہے، وہ یہ ہیں:

اصلی للہ نمازی، فرض، فجر، ظہر، عصر، مغرب وعشاء۔

(اخوندا فارسی کا لفظ جو عالم کے لئے مستعمل ہے) مسجد میں خطبہ تو چینی زبان میں دیتے تھے، مگر خطبے میں فارسی یا الیغور زبان کے الفاظ بھی شامل کر لیتے تھے (واضح رہے الیغور بولی میں قدیم ترکی زبان اور فارسی آمیزش ہے)۔ چین اور عرب میں دو ہزار سال سے بھی زیادہ عرصے سے تجارتی تعلقات قائم تھے۔ مغرب سے شاہراہ ریشم کے ذریعے جو آہستہ آہستہ تعمیر ہوئی تجارتی سامان سے لدے ہوئے کارواں چین آئے۔ عرب اور ایرانی سمندر کے راستے بھی چین آئے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ عرب میں اسلام کی آمد سے پہلے بھی عرب اور چین کے درمیان تجارتی تعلقات قائم چلے آرہے تھے۔

ہندوستان اور جنوبی سمندروں کے علاقے میں اسلام پہنچنے سے پانچ سو سال قبل ہی اسلام چین میں پھیلنے لگا تھا۔ واضح رہے بالعموم چینی دیگر اقوام کی طرح مذہب کے دلدادہ نہیں ہیں۔ جنوبی سمندروں کے ممالک میں دس کروڑ مسلمان بستے ہیں۔ پاکستان میں آٹھ کروڑ مسلمان رہتے ہیں۔ ہندوستان میں کم از کم تین کروڑ مسلمان ہیں۔ ۱۹۳۹ء کی چائنا ایئر بک (CHINA YEAR BOOK) ورلڈ المانک (WORLD ALMANAC) اور بک آف فیکٹس (BOOK OF FACTS) برائے ۱۹۴۸ء شائع کردہ نیویارک ورلڈ ٹیلی گرام (WORLD TELEGRAM) میں چین میں مسلمانوں کی آبادی کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا اندازہ ۴ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے لگایا گیا ہے (ممکن ہے، اس میں چائنا ایریک کا بھی حوالہ ہو) بہر حال یہ تنظیم افرادی قوت کے میدانوں میں ملک کی خدمات انجام دے رہی ہے۔ اسلام اگر اتنا عرصہ چین میں زندہ رہ سکتا ہے، تو اس کی وجہ چینی تہذیب کی رواداری اور مسلمانوں کے عقائد کی پختگی ہے۔ نہ جانے اب چین میں مسلمانوں کا کیا حال ہے؟

ہان خاندان کے شہنشاہ ہو۔ ٹی سنہ ۹۶ء کی حکومت کے نویں سال، مشرقی سنگ (TSING) خاندان اور شمال اور جنوب کی مشہور تقسیم سنہ ۴۲۰ء کے زمانے میں بڑے بڑے چینی جہاز چین سے خلیج فارس تک جایا کرتے تھے۔ وہ دریائے فرات اور دجلہ تک بھی جایا کرتے تھے۔ یہ دونوں سو۔ پوٹیمیا (عراق) کے دریا ہیں (ملاحظہ ہو تاریخ چین متعلقہ تانگ خاندان) تانگ خاندان کے عہد میں (۶۱۸ء) میں شاہراہ ریشم کو بڑھا کر مشرق اور مغرب کے درمیان رابطہ قائم کیا گیا۔ یہ شاہراہ تانگ خاندان کے پایہ تخت سیان سے شروع ہوئی تھی۔ اور پھر دو ذیلی شاہراہوں میں بٹ گئی۔ یہ شاہراہیں ہندوستان اور عرب کے مختلف شہروں تک گئیں۔ اہل عرب بڑی تعداد میں ایران کے راستے شاہراہ ریشم کے ذریعے تجارت کے لئے چین آئے۔ چین کی درآمدی اور برآمدی تجارت تمام تر عربوں کے ہاتھ میں تھی۔

تاشقند کی لڑائی کی وجہ سے چین اور عرب کے باہمی سفارتی تعلقات ختم ہو گئے تھے۔ مگر شہنشاہ چی۔ تہ (۷۵۶ء) کے عہد میں جو تانگ خاندان کا حکمران تھا، یہ تعلقات پھر استوار ہو گئے۔ چنانچہ چینی حکومت کی درخواست پر ۵ ہزار عرب سپاہ چینی فوج کے جنرل آن۔ لو۔ شان (AN LU SHAN) کی بغاوت فرو کرنے کے لئے میان اور لویانگ (LO YANG) آئی۔ اس واقعہ اور مانچو خاندان کی حالیہ زمانے کی چین میں آمد میں کوئی مماثلت نہیں عرب سپاہ جب امن قائم کر چکی، تو اپنے وطن لوٹ گئی۔ اس نے دشمن سے فتح کئے ہوئے علاقہ پر اپنا قبضہ نہیں جمایا۔ ہاں اس سپاہ کا کچھ حصہ جو فوجی خدمت سے سبکدوش کر دیا گیا، صوبہ شینسی میں رک گیا، اور چین کے پایہ تخت سیان میں مقیم ہو گیا۔ یہی لوگ چین میں

اسلام کی ترقی کا باعث بنے۔ اس عرب فوج میں ایرانی اور تاتاری سپاہی بھی شامل تھے۔

عرب خاندان سونگ خاندان کے پایۂ تخت کائی فنگ میں بھی آباد ہوئے، اور عربوں کے ساتھ چینی تجارت کو فروغ ہوا۔ ہزاروں عرب ہزاروں میل دور سے چین میں تجارت کی غرض سے آئے، ان میں یہودی بھی تھے، جو سونگ اور یوان خاندان کے زمانے میں صوبہ ہینان اور صوبہ جی کیانگ (CHE KIANG) کے شہر ہانگ چاؤ، خاندان تانگ، خاندان سونگ اور خاص کر یوان خاندان کے عہد میں اس صوبے میں آئے، جسے مارکو پولو نے کنگ سائی (KING SAI) لکھا ہے، اور اسے دس لاکھ سے بھی زیادہ آبادی کا شہر قرار دیا ہے۔

عربوں کی بڑی بڑی کشتیاں چین آتی تھیں۔ چنانچہ فوکین (FUKIEN) اور کوانگ ٹونگ (KWANG TUNG) میں رہنے والے چینیوں کو ان کشتیوں کے ذریعے دیگر ممالک خاص کر جنوبی ایشیا میں ہجرت کرنے کا موقعہ ملا۔ اس طرح چین کی درآمدی اور برآمدی تجارت کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے۔

ادب

تانگ خاندان کے زمانے کا نامور لی۔ ین۔ شین (LEE YEN SHEN) اپنے عہد کی عظیم ادبی شخصیت تھا۔ غالباً یہ عربی یا ایرانی نژاد تھا۔ اس کا اصلی نام غالباً "رضا" تھا۔ تانگ خاندان کے بعد چین میں پانچ خاندانوں کا عہد آیا۔ اس عہد کے مشہور لی۔ سی۔ یوں (LEE HSIUN) اور لی۔ شوان۔ سوان (LEESVNHSUAN) ایرانی النسل تھے۔ (ان کے اصلی نام تاریخ چین میں محفوظ نہیں رہے)

میں نے گزشتہ صفحات میں ایسے مسلمانوں کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے مختلف حیثیت سے چین کی خدمات انجام دیں۔ ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مسلمان میں جو اس زمرے میں شامل ہیں، ان میں می۔ فی (MI FIE) بھی ہے، جو چینی ادب میں نمایاں حیثیت کا مالک

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہے۔ "می" کے معنی ہیں "چاول"۔ یہ لفظ بعض چینی مسلمانوں کے نام کا حصہ ہے۔ می۔فی چین کا نامور شاعر اور خطاط تھا۔ اس کی خطاطی پیچ وخم کی خطاطی ہے۔ یہ آج بھی چین، جاپان اور کوریا میں مستعمل ہے۔ یو۔شو۔چین (USHO CHIEN) بھی جو پو۔شو۔کینگ (PU SHOU KENG) کا بھائی تھا سونگ خاندان کے زمانے کا مشہور ادیب ہے۔ ان کی تصانیف اب بھی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

جیاء الدین (YAHUDIN) ارضانی (ARDINE) مقصود الدین (MACKSUDAIN) اور برمال الدین (BERMALUDDIN) بھی عربی نژاد تھے، اور انہوں نے یوان خاندان کی تاریخ کے سلسلے میں شہرت حاصل کی۔ جانی دین (JANEDIN) کنفیوشس مکتب خیال کا علمبردار تھا۔ سعد اللہ (SATULLAH) اور کاو۔کیہ۔کنگ (KAO KEH KUNG) دونوں مشہور مصوّر تھے۔ ڈین۔ہاؤ۔نین (DINE HAO NIEN) بھی ایک مشہور شاعر تھا۔ عیسیٰ (ISA) عطار تھا۔ ماکیو۔کاؤ (MA KIU KAO) قدیم چینی حروف کا خطاط اور موسیقار تھا۔ ہو۔پو۔چاؤ (HO PUO CHAO) حسین عبدالرحیم ماہر تعلیم یحدر (YAHEDER) یا بختیار معمار تھا۔ اس نے یوان خاندان پیکنگ کے ٹائی۔ٹو (TAI TU) کے محلات کا نقشہ تیار کیا، جو مشرق بعید میں عظیم شہرت کے مالک تھے۔ مذکورہ بالا تمام نام یوان خاندان کی تاریخ سے لئے گئے ہیں۔

اس امر کا اظہار دلچسپی سے خالی نہ ہوگا کہ اس زمانے میں درباری زبان فارسی تھی، چینی نہ تھی۔

مانچو حکومت کے زمانے میں ما۔مینگ۔لونگ (MA MING LOONG) اور شیخ وانگ۔تائی۔یو (WANG TAI YU) مشہور مسلمان فلسفی تھے، اور کائی چی (KAI CHI) مشہور مصوّر تھا۔

اس امر کا اظہار افسوس سے کیا جاتا ہے کہ بہت سے اور مسلمانوں کا ذکر نہیں کیا گیا، کیونکہ چینی مورخوں نے ان کے دین کا ذکر نہیں کیا۔ کئی مسلمانوں نے قومی دستاویزوں

میں اپنے نام درج کرائے، لیکن اپنے دین کا ذکر نہ کیا۔ ان وجوہ کی بناء پر بعد میں آنے والی نسلیں اپنے آباؤ اجداد کے کارناموں سے ناآشنا رہیں گی۔ میں نے اس پیراگراف میں جن شخصیتوں کے نام گنوائے، وہ چین کے عظیم نامور مسلمانوں کا دسواں حصہ بھی نہیں ہیں۔ پروفیسر لو۔سیانگ۔لن (LOHSIANG LIN) کے مطابق پو۔سونگ۔لنگ (PU SUNG LING) نے لیاؤ۔چائی (LIAO CHA) کے نام سے ایک ناول لکھا جو پریوں، لومڑیوں اور بھوتوں کے بارے میں ہے۔ لیاؤ۔چائی کے معنی ہیں ناخواندہ گھر یا گفتگو کا گھر۔ بعض محققین نے کہا ہے کہ پو۔سونگ لنگ۔پو۔شاد۔کینگ کی اولاد سے ہے۔

پو۔سونگ۔لنگ کی کہانیاں چین کی الف لیلہ سمجھی جاتی ہیں۔ لاکھوں چینی آج بھی اسے پڑھتے ہیں۔ اس کتاب کا ترجمہ کئی دیگر زبانوں میں بھی ہوا ہے۔ پو۔سونگ۔لنگ کا شمار چین کے عظیم ناول نگاروں میں کیا جاتا ہے۔

سید عمر شمش الدین نے جسے بعد میں یوان خاندان کا شہزادہ سین یانگ (YANG HSIEN) کا خطاب دیا گیا، کتب تبدیلیات (BOOKS OF CHANGES) کا مطالعہ کیا۔ واضح رہے یہ قدیم کتابیں ہیں، جو ۹۰۹ء ق۔م میں تیار کی گئیں۔ یہ بہت ادق ہیں، اور صرف چند چینی عالم ہی انہیں سمجھتے ہیں۔ سید عمر شمش الدین ین (YIN) اور یانگ (YANG) کے نقشے کا موجد ہے۔ ین سراسر مادہ یعنی منفی اور یانگ سراسر نَر یعنی اثبات ہے۔ نفی اور اثبات کے بارے میں یہ چینی فلسفے کا دوگانہ اصول ہے۔ سید عمر موصوف واٹر کلر کے عظیم مصوّر بھی تھے۔

یوان خاندان کے زمانے میں بھی مسلمانوں نے موسیقی، آرٹ اور ادب کے میدان میں عظیم شخصیتیں پیدا کیں۔ دین۔ہاؤ۔نین (DIN HAONIEN) ایک محب وطن شاعر تھا۔ یہ یوان خاندان کے خاتمے سے کچھ عرصہ پہلے پیدا ہوا۔ اور مینگ خاندان کے شروع کے زمانے میں فوت ہو گیا۔ وہ اپنے خاندان کا وفادار فرزند بھی تھا۔ منگولوں نے اسے کئی عہدے پیش

toobaa-elibrary.blogspot.com

کئے، مگر اس نے کوئی عہدہ قبول نہ کیا۔ کاؤ۔ کی۔ کونگ (KAO KE KUNG) جو ۱۲۴۸ء میں یوان خاندان کے زمانے میں وزیر انصاف تھا۔ آرٹ کے میدان میں اپنی نظیر نہیں رکھتا تھا۔ آرٹ کے بارے میں اس کا تصور غیر معمولی اور حیرت انگیز تھا۔ ما۔ کیو۔ کاؤ (MA KIU KAO) ممتاز موسیقار تھا۔ اس کی تصنیف "تائی۔ پنگ۔ یوان۔ فو (TAI PING YUAN FU) یعنی ایوان موسیقی" جنوبی کوریا کے پایۂ تخت سویل (SEOUL) کے کتب خانے میں موجود ہے۔

مذکورہ بالا شخصیتیں اپنے عہد کے بہترین مصنف اور ماہر فن شخصیتیں تھیں۔ صبغۃ اللہ (SABTULLAH) ۱۲۳۵ء میں ایک بڑا سرکاری عہدہ دار تھا۔ اس نے دور دور تک چین کی سیاحت کی۔ اس کی تصنیف یون۔ من۔ چی (YUEN MIN CHI) آج بھی کئی کتب خانوں میں موجود ہے۔ ملاحظہ فرمائیے "اسلام کی مختصر تاریخ" مصنفہ پروفیسر پائی۔ شو۔ ژی مطبوعہ پیکنگ ۱۹۲۲ء۔

سینگ اور چینگ خاندانوں کے زمانے کی شخصیتوں کے نام قومی دستاویزوں میں موجود تھے۔ ما۔ من۔ لونگ جو یونان کے تھے، اور لیو۔ شی (LIU CHEH) جو نانکنگ کے تھے، ان ادیبوں، مترجموں اور مصنفین کی درخشاں مثالیں تھے۔ جنہوں نے اسلام اور اس کی تعلیمات کے موضوع پر قلم اٹھایا۔ ان کی عربی تحریریں اتنی اعلیٰ پایہ کی تھیں کہ اہل عرب متحیر ہیں۔ وانگ۔ وائی۔ یوی (WANG DAI YUI) نے فلسفیانہ انداز میں اللہ کی وحدت کے موضوع پر لکھا۔ ما۔ فو۔ چو (MO FU CHU) نے حج بیت اللہ سے واپسی پر سلطان سلیمان (TUWENHAIU TU) کے جہاد میں شرکت کی۔ ما۔ فو۔ چو نے اپنی ادبی تخلیقات اور اعلیٰ خیالات کے باعث ناموری حاصل کی۔ ان کے نام چینی مسلمانوں کی یادداشت میں اب بھی محفوظ ہیں۔

سیاست دان اور سپاہی

چین کے کثیر سیاست دان اور سپاہی مسلمان تھے۔ چنگیز خان کے پڑپوتے تکتار خاں نے بہ رضا و رغبت اسلام قبول کیا۔ واضح رہے اس کے پردادے نے تیرھویں صدی

میں مغربی ایشیا کی فتوحات کے دوران لاکھوں مسلمانوں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا۔ مختلف قومیتوں کے ہزاروں مسلمانوں نے یوان خاندان کے زمانے میں علی الترتیب قبلائی خان اور تکتار خان کے ماتحت خدمات انجام دیں۔ وہ ضلعی افسر کے عہدے سے لے کر وزیر اعظم تک کے عہدوں پر تعینات ہوئے۔ یوان خاندان کے زمانے میں گیارہ مسلمان وزیر اعظم کے عہدے پر مقرر ہوئے، ان میں بعض بے انتہا صلاحیتوں کے مالک تھے۔

سید حسینی کی پشت سے تیرہ خاندان چلے۔ ان میں سے ایک خاندان "ما" کہلاتا ہے یہ نام یعنی "ما" میر البحر چینگ ہو (CHENG HO) کا اصلی نام تھا۔ (اس سلسلہ میں جہاز رانی کے عنوان کے تحت چینگ ہو کی سوانح عمری ملاحظہ کیجئے) سید حسینی کی پشت سے کئی لوگ یونان میں اعلیٰ عہدوں پر مامور ہوئے۔ ان لوگوں کی انتظامی قابلیت کا یہ ثمرہ تھا کہ یونان کے لوگوں نے مینگ خاندان کی شدید مزاحمت کی۔ یونان چین بھر میں سب سے زیادہ گنجان آباد علاقہ ہے۔

بلاشبہ کثیر مسلمانوں نے یوان خاندان کے اٹھاسی سالہ عہد میں منگولوں کی خدمات انجام دیں۔ ان منگولوں کو ایشیا کے نارمن کہنا زیادہ مناسب رہے گا۔ ان ایشیائی نارمنوں کو بانیوں اور منگول دشمن ہمالوں نے بالآخر چین سے نکال باہر کیا۔

تیہ سوان (TIEH HSUAN) ایک جنرل تھا۔ یہ تیمور لنگ یا تیمور کی پشت سے تھا۔ اس نے ایک معاملہ میں اپنی ضد کی وجہ سے بہت شہرت حاصل کی۔ اس نے مینگ خاندان کے شہنشاہ چو۔ یوان۔ چانگ (CHU YUAN CHANG) کے چوتھے بیٹے چن سو (CHENTSU) کی اطاعت قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ چن سو نے چو یوان۔ چانگ نے پہلے پوتے ہوئی۔ ٹی (HUI TI) یعنی اپنے چچا کا تخت غصب کر کے اسے چین سے نکال دیا تھا۔ جنرل تیہ سوان نے تکالیف اور مصائب میں گرفتار ہونا قبول کیا، مگر غاصب کے آگے سر جھکانا قبول نہ کیا۔ جنرل تیہ سوان کی دو بیٹیاں شاعرہ تھیں۔ انہوں نے چن سو کے خلاف نظمیں اور گیت

toobaa-elibrary.blogspot.com

لکھے، اور شہرت حاصل کی۔ اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو، گریٹ چائنیز ڈکشنری۔

ہائی۔ جوئی (HAI JUI) جو حیدر (KHAI DAR) کے نسب سے تھا، جنوبی چین کے جزیرہ ہائی۔ نان (HAI NAN) میں پیدا ہوا۔ ہائی نان کے لوگ آج بھی اس پر فخر کرتے ہیں ہائی جوی مینگ خاندان کے عہد میں امپیریل سنسر کے عہدے پر مامور تھا۔ اس کے بعد کے ادیب اس کی دیانت داری کے رطب اللسان ہیں، انہوں نے اپنی تحریروں میں اسے مثال کے طور پر پیش کیا ہے۔

ہائی نان کی سرکاری دستاویزوں سے پتہ چلتا ہے کہ ہائی نان میں اوّلین اقامت اختیار کرنے والے مسلمان تھے۔ انہوں نے غالباً چمپا (CHAMPA) موجودہ مشرقی وسطی ویت نام سے آکر بارہویں سے پندرہویں صدی کے دوران یہاں اقامت اختیار کی۔

چین کی تاریخ میں مسلمان ہمیشہ بہترین سپاہی گردانے گئے ہیں۔ انہوں نے ۱۸۹۴ء کی چین جاپان کی جنگ میں اپنی حب الوطنی کا ثبوت دیا۔ اس موقعہ پر جنرل محمد سو۔ پاد۔ کوی (TSO PAO KWEI) اور مصنف کے دادا نے کوریا میں داد شجاعت دیتے ہوئے جان قربان کی ۱۹۰۰ء میں نام نہاد باکسر بغاوت شروع ہوئی۔ یہ بغاوت ہرگز نہ تھی۔ اس پر بغاوت کی اصطلاح یورپی مصنفوں نے چسپاں کی۔ چین ایک آزاد اور خود مختار ملک تھا۔ اس آزاد اور خود مختار ملک پر آٹھ یورپی اتحادی ملکوں نے تین سین (TIENTSIN) کے راستے پیکنگ پر حملہ کا پروگرام بنایا تھا۔

کانسو کے مسلمانوں پر مشتمل سپاہ نے جنرل ٹونگ۔ فو سیانگ (TONG FOO HSIANG) اور ما۔ فو۔ سین (MA FUHSIN) کی علی الترتیب کمان کے تحت اتحادیوں کا راستہ روکا۔ برطانوی کمانڈر جنرل گورڈن نے چینی سپاہیوں کی مدافعت کی تعریف کی۔ جن لوگوں نے مانچوؤں کی خدمات انجام دیں، ان میں ایک مسلمان جنرل ما۔ چینگ۔ لیانگ (MA CHNG LIANG) کا نام بھی آتا ہے۔ اس جنرل نے جنرل وو۔ سان۔ کوی کے خلاف مانچوؤں کی مدد کی۔ جنرل

وو۔ سان۔ کوی وہ شخص تھا، جس نے مانچوؤں کو دیوار چین سے اندر آنے کی درخواست کی تھی۔ مانچو خاندان کی خدمات انجام دینے والوں میں کئی مسلمان جنرلوں کے نام پیش کئے جا سکتے ہیں، مثلاً جنرل ہو۔ کیو۔ سن (HO KUO HSIN) اور جنرل ہو۔ یوان۔ شین (HO YWAN SHEN) یہ دونوں جنرل صوبہ ہو۔ پی کے رہنے والے تھے۔ صوبہ چینگ۔ تو کے جنرل شو۔ شیہہ۔ ہنگ (HSU SHIH HENG) امیر البحر ہان۔ وین۔ مو (HAN WEN MO) جنرل ما۔ سین۔ تھیہ (MA HSIN TIEN) جو صوبہ آن۔ ہوی کے تھے، اور صوبہ شان تونگ (SHAN TUNG) کے جنرل ہی مینگ۔ فنگ (HEH MING FENG) پیش پیش ہیں۔ یہ سب ان دور افتادہ صوبوں کے رہنے والے تھے، جہاں شورشیں برپا رہیں۔ ان لوگوں نے مانچو خاندان کی خدمات انجام دیں۔

مارشل عمر۔ پائی۔ چونگ۔ سی ــــ عظیم مسلمان سپاہی

مارشل عمر پائی چونگ۔ سی نے جو چار ستاروں والے مارشل تھے، کا ۲ دسمبر ۱۹۶۶ء کو نیند کی حالت میں انتقال ہوا۔ موصوف نے اپنے گھر میں جو تائی۔ پی (TAI PEH) میں ہے، ۷۳ سال کی عمر میں رحلت کی۔ اس خبر سے ہر طرف دکھ اور پریشانی کی فضا چھا گئی۔ ان سے قبل ان کی بیگم ما۔ پائی۔ چانگ (MA PAI CHANG) کا انتقال ہوا۔ انہوں نے ۷ بیٹے اور ۳ بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ یہ ساری اولاد اعلیٰ پایہ کی تعلیم یافتہ ہے۔ دو کے علاوہ ان کے باقی سب بچے شادی شدہ ہیں۔ مرحوم نے ایک رات پہلے جنرل محمد ما۔ چی۔ یوان (MA CHI YUAN) کی دی ہوئی پارٹی میں شمولیت کی تھی۔ جنرل محمد۔ ما۔ چی۔ یوان صوبہ چنگھائی کے گورنر اور سعودی عرب کے چینی سفیر اور جنرل ما۔ یو۔ فانگ کے صاحبزادے ہیں۔ جنرل ما۔ چی۔ یوان وہ نوجوان جنرل ہیں، جنہوں نے ۱۹۴۹ء میں صوبہ کانسو میں اشتراکیوں کو شکست فاش دی۔ مارشل عمر پائی کی رحلت چین کے مسلمانوں کا عظیم نقصان ہے۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

تائیوان (TAIWAN) کے لوگوں کے دل میں مارشل عمر کی یاد ایک امن نواز انسان کی حیثیت میں اب بھی موجود ہے۔ انہوں نے ۱۹۴۹ء میں جنرل چن۔ ٹری کی بدنظمی سے بگڑتی ہوئی صورت حال کو سنبھال لیا۔ انہوں نے حالات کا مختصر طور پر مطالعہ کیا۔ جنرل چن۔ ٹری کے گرفتار کردہ تمام قیدی رہا کر دیئے، اور چند گھنٹوں میں امن قائم ہو گیا۔ ان کے جرأت مندانہ فوری اور قابل تحسین منصفانہ اور دانش مندانہ فیصلے کی تائیوان کے ہر طبقے کے لوگوں نے تعریف کی۔ جزیرہ تائیوان کے گوشے گوشے میں ان کا نام گونج اٹھا۔

مارشل عمر پائی جنوبی چین کے صوبہ کوانگ سی (KWANGSI) کے ایک قدیم مسلمان گھرانے کے فرد تھے۔ یہ گھرانہ بدرالدین کے گھرانے کے نام سے مشہور تھا۔ ان کے پردادا نے چینی نام پائی (PAI) اختیار کر لیا۔ مارشل عمر تائیوان کے چند چار ستاروں والے جنرلوں میں سے تھے۔ انہوں نے پاؤ ٹنگ (PAOTING) کی ملٹری اکیڈیمی سے گریجویشن کی، اور ۱۹۱۶ء میں لیفٹیننٹ کے عہدہ سے اپنا فوجی کیریئر شروع کیا۔ پاؤ ٹنگ کی ملٹری اکیڈمی میں ہی چیانگ۔ کائی۔ شک نے فوجی تربیت حاصل کی۔

وہ ۱۹۲۶ء میں انقلابی فوج کے ہیڈ کوارٹر میں چیف آف سٹاف مقرر ہوئے۔ شنگھائی کی فتح کے بعد انہیں دوسری شاہراہ کی فوج (2ND ROUT ARMY) کا کمانڈر انچیف۔ نیز شہر شنگھائی اور چی کیانگ (CHEKIANG) کا کانسٹیبلری کا انچارج مقرر کیا گیا۔ ۱۹۲۹ء میں انہیں مشرقی شاہراہ کی فوج کے محاذ کا کمانڈر ان چیف مقرر کیا گیا۔ وہ کیانگ سو (KIANG SU) کے جنگی سردار سن۔ چوان۔ فانگ (SUN CHUAN FANG) اور صوبہ چی کیانگ کے جنگی سرداروں کو شکست فاش دینے کے بعد سب سے پہلے پیکنگ پہنچے۔ دریائے زرد (YELLOW RIVER) کے شمالی کنارے پر مارشل چانگ۔ سو۔ لن (CHANG TSO LING) کی بہترین مسلح فوج کو بھی مارشل عمر نے ہی تیار کیا۔

وہ ہر اس لڑائی میں سرخرو نکلے، جس میں انہیں حصہ لینا پڑا۔ ان کی اسی فوجی صلاحیت اور

مہارت کی وجہ سے وہ چھوٹا چُو۔ کو (CHU KO) کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ واضح رہے چُو۔ کو تین سلطنتوں کے عہد (۲۲۱ء سے ۲۶۵ء) کا بے حد نامور ماہر حرب تھا۔

دوسری جنگ عظیم کے زمانے میں مارشل عمر پائی صوبہ کیانگسی کے لوگوں کے سب سے بڑے لیڈر بن کر سامنے آئے۔ انہوں نے حکومت پر زور ڈالا کہ جاپانی جارحیت کے خلاف بھرپور مدافعت کی جائے۔ جاپانیوں کے مظالم اتنی شدت اختیار کر گئے تھے کہ انہیں برداشت کرنا ممکن نہ رہا تھا۔ ان کی فوجی مہارت، جنگی چالوں اور سوجھ بوجھ کی وجہ سے وہ اگر تمام چینی قوم نہیں، تو اس کے بڑے طبقے کے محبوب بن گئے۔ لوگ انہیں مارشل چیانگ کائی شک کے بعد مدافعت کی روح سمجھنے لگ گئے۔

۱۹۳۷ء میں وہ جاپانیوں کا مقابلہ کرنے والی پانچویں شاہراہ کی فوج کے ڈپٹی کمانڈر ان چیف بنائے گئے۔ انہوں نے ہو۔ پی اور ہونان (HUNAN) کے علاقے تائی۔ ار۔ چوان (TAI ER CHUAN) میں چار مشہور اور بڑی لڑائیوں میں فتح حاصل کی۔ چین پر اپنے حملے کے دوران ان لڑائیوں میں جاپانیوں کا سب سے زیادہ نقصان ہوا۔ مارشل عمر کو جاپانی اپنا بدترین دشمن شمار کرتے تھے مگر ان کے بے حد مداح بھی تھے۔ جنگ کے بعد کئی جاپانی جنرل اظہار عقیدت کے لئے ان کے پاس آئے۔ اس وقت وہ چین کے وزیر دفاع تھے۔ ۱۹۵۰ء میں وہ تائیوان میں جنگی معاملات میں صدر کی مشاورتی کمیٹی کے وائس چیئرمین بنے۔

مارشل عمر بڑے محب وطن اور عظیم مسلمان تھے۔ انہوں نے ۱۹۳۸ء میں ہان کاؤ میں چین کے اسلامی رفاق کے نام سے ایک انجمن قائم کی۔ اس انجمن نے جاپانیوں کے مقابلے کے لئے متحد کیا۔ وہ اس اتحاد کی روح رواں بھی تھے، مگر وہ منکسر المزاج تھے۔ وہ ۲۴ سال تک رفاق کے صدر رہے۔ چنانچہ مسلمانوں نے اپنے غیر مسلم ساتھیوں کے دوش بدوش ملک کے دفاع میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مارشل عمر نے چینی مسلمانوں کی خیرسگالی کے دو وفد بیرون چین بھیجے۔ ایک وفد مشرق وسطی گیا۔ اس وفد میں حاجی جلال الدین ٹی۔ ایس۔ وانگ، ممبر پارلیمنٹ حاجی ابراہیم

toobaa-elibrary.blogspot.com

ٹی وائی۔ ما (مصنف) حاجی ڈاکٹر یوسف سی۔ وائی۔ چانگ (حال مقیم امریکہ) حاجی سعد ایس۔ ایم۔ وانگ سابق سفیر حال مقیم امریکہ شامل تھے۔ اس وفد نے مصر، سعودی عرب، فلسطین، شام، عراق، ترکی، ایران اور ہندوستان کا دورہ کیا۔ یہ وفد ۳۸۔۱۹۳۷ء میں دورہ پر رہا۔ خیر سگالی کا دوسرا وفد جنوب مشرقی ایشیا کے دورہ پر گیا۔ اس وفد نے ملایا کی تمام ریاستوں سراوک، یورنینی اور برطانوی شمالی بورنیو کا دورہ کیا۔ یہ وفد دسمبر ۱۹۳۹ء میں روانہ ہوا۔ ۱۹۴۰ء کا سارا سال دورے پر رہا۔ اس وفد میں حاجی ابراہیم۔ ٹی۔ وائی۔ ما، مولوی یعقوب ڈاکٹر ما۔ ٹا۔ وو حال مقیم ہانگ کانگ اور امام مسجد کاولون اور کرنل عثمان سی۔ ایچ۔ ردو شامل تھے۔ ان دونوں وفود نے چینیوں پر جاپان کے مظالم سے اسلامی دنیا کو آشنا کر دیا۔ یہ وفود جہاں بھی گئے، مقامی پریس نے ان کی حمایت کی۔ ان دونوں وفود کو بہت کامیابی حاصل ہوئی۔ یہ وفود چینی حکومت کے پراپگنڈہ کی بہ نسبت زیادہ کامیاب رہے۔ جنوب مشرقی ایشیا کا دورہ کرنے والا ایک وفد پانچ لاکھ ڈالر کے لگ بھگ عطیات وطن لایا۔ یہ عطیات ان ممالک کے مسلمانوں اور چینیوں نے دیئے۔ یہ عطیات زخمیوں اور پناہ گزینوں کی مدد کے لئے جمع کئے گئے۔ کوالالمپور کے مسٹر چان ونگ (CHAN WING) کے ایک عطیے سے ہی مسلمانوں کے لئے ایک ڈسپنسری قائم ہو گئی۔

مارشل عمر نے ملٹری اکیڈیمی میں مسلمان نوجوانوں کے ایک گروہ پر خاص توجہ دی، اور اسے ٹریننگ دے کر خاص طور پر تیار کیا۔ اس گروہ کے اکثر نوجوان بعد میں بڑے بڑے افسر بنے۔ انہی کی وجہ اور مسلمان کارکنوں کی مدد سے ایشیا اور افریقہ کے اسلامی ممالک چین کو جاننے لگے۔ اسلامی ممالک سے جو لوگ تائیوان جاتے ہیں، وہ مارشل عمر کو خراج عقیدت ادا کرتے ہیں۔

مارشل عمر کے جنازے کو کندھا دینے کے لئے تائیوان کے مسلمان اور غیر مسلم چینیوں نے شرکت کی، اور اس عظیم مسلمان کے لئے دعائے مغفرت مانگی، جس کی ابھی چین کے مسلمانوں

کو اشد ضرورت تھی۔ تائیوان کے مسلمان ایک دوسرے سے پوچھتے تھے، اب مارشل عمر جیسا مسلمان کب پیدا ہوگا؟

چینی جمہوریت کی حکومت نے فیصلہ کیا کہ تائی پی کی مسجد میں مارشل عمر کی نماز جنازہ کے بعد انہیں فوجی اعزاز کے ساتھ دفن کیا جائے گا۔ یہ ان کی خدمات کا اعتراف تھا۔ ہزاروں انسانوں نے ان کی آخری رسومات میں شرکت کر کے انہیں خراج عقیدت ادا کیا۔

مارشل عمر کے دو بچے یعنی ان کا ساتواں بیٹا اور تیسری بیٹی ابھی تعلیم حاصل کر رہی ہے۔ باقی سب بچے امریکہ، ہانگ کانگ اور تائیوان میں انجنیئر اور ڈاکٹر ہیں۔

اس موقعہ پر پروفیسر حاجی خالد ٹی۔ سی۔ شہی کا ذکر نہ کرنا غیر مناسب ہوگا۔ موصوف نے چینی زبان میں قرآن کریم کا ترجمہ کیا۔ وہ "انجمن مسلمانان چین" کے صدر تھے۔ انہوں نے نوے سال کی عمر میں تائی پی میں انتقال کیا۔ ان کے جنازے میں پروفیسروں، عمائدین حکومت، بڑے بڑے تاجروں اور راسخ العقیدہ مسلمانوں نے شرکت کی۔ ان کی رحلت کے بعد ہماری توقعات اب نوجوانوں سے وابستہ ہیں، جنہیں اب ذمہ داریاں قبول کرنا ہوں گی۔ اسلام اب چین میں روبہ انحطاط ہے۔ نہ معلوم مارشل عمر چین کی آخری ممتاز اور نامور شخصیت تھے۔ یا کوئی اور ان سے زیادہ ممتاز مسلمان پیدا ہوگا۔ میری دعا ہے کہ اللہ چین میں مزید ممتاز مسلمان پیدا کرے، کیونکہ ہمیں اس وقت ان کی اشد ضرورت ہے۔

جہاز رانی، انکشاف اور تدبر

مسلمان امیر البحر محمد چینگ ہو چین کا سب سے بڑا جہاز ران تھا۔ چین کی ہزاروں سال کی تاریخ میں اس سے بڑا جہاز ران پیدا نہیں ہوا۔ اسے ملایا میں داتو جوہاں (جہان) یورپ میں خواجہ سرا امیر البحر اور چین میں سان۔ پاؤ۔ کونگ (SAN PAO KUNG) کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔ وہ صوبہ یونان کی ایک قدیم مسلمان خاندان "ما" (MA) کا چشم چراغ

toobaa-elibrary.blogspot.com

تھا۔ اس کا باپ اور دادا دونوں کو حج بیت اللہ کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ وہ غالباً سید حسینی عمر شمس الدین کی پشت سے تھا۔ شہنشاہ چن سو (CHEN TSU) (۱۴۰۳ء-۱۴۲۴ء) نے جو اونگ لو (YUNG-LOH) کے نام سے بھی مشہور ہے، ان کے خاندانی نام "ما" کو "چینگ" میں بدل دیا (ملاحظہ ہو چوتھا باب شق نمبر ۳)

علم ہیئت

عرب علم ریاضی، الجبرا اور علم مثلث کے ماہر تھے۔ ان علوم میں عربوں کی مہارت چین میں علم ہیئت کے مطالعہ میں مددگار ثابت ہوئی۔ یوان خاندان کے ابتدائی زمانے (۱۲۷۷ء) میں چینی رصدگاہ کے پہلو بہ پہلو ہوی ہوی چن تین چئین (CHIN TIEN CHIEE HUI HUI) بھی قائم کی گئی۔ ان چینی الفاظ کا ترجمہ مسلم رصدگاہ ہے، چنانچہ شاہراہِ ریشم سے مغربی ممالک سے مسلمان علماء و فضلاء چین میں آئے۔ جمال الدین کو اس رصدگاہ کا مہتمم مقرر کیا گیا۔ موصوف ایرانی نژاد تھے۔ جمال الدین نے کانسی کے سات آلات ہیئت تیار کئے۔ ان پر فارسی حروف کندہ کئے۔ جمال الدین نے ستاروں کے عربی ناموں کا چینی میں ترجمہ کیا، اور ایک دائمی جنتری بھی تیار کی۔ جو یوان خاندان کے زمانے میں ۱۲۶۵ء سے ۱۲۸۱ء تک مستعمل رہی۔ کئی اور ماہرین ہیئت بھی ہوئے۔ ان میں بختیار، عبداللہ مسعود اور ماص علی قابل ذکر ہیں۔ بختیار عظیم انجینئر بھی تھا۔ ماص علی نے چینی جنتری کی اصلاح کی۔ اس میں اکنیس سال میں ایک ماہ سات مرتبہ شامل ہے، اسے باضابطہ بنایا، تاکہ شمسی اور قمری سال کا فرق کم ہو جائے۔ اس طرح اب چینی جنتری میں جاربین جنتری سے ہر انیس سال میں صرف نو دن کم رہ گئے ہیں۔ چینی جنتری میں ایک سال ۳۵۴ دن سے ۳۸۴ دن کا ہوتا ہے، یہ جنتری، چینی، جاپانی، ویت نامی اور کوریا کے کسانوں کے لئے بہت ضروری ہے۔ وہ ہر سال ۲۴ شمسی اوقات کی نسبت سے فصلیں کاشت کرتے ہیں۔ یہ جنتری سال کے چار موسموں کو

پورے پورے چار حصوں میں تقسیم کرتی ہے۔

یوان خاندان کے زمانے میں مسلمانوں کے مشاہدہ میں یہ بات آئی کہ سال میں ۳۶۵¼ دن ہیں۔ منگولوں نے فصلوں کے موسموں کی بنا گنتی اختیار نہیں کی تھی۔ پیکنگ کی نیشنل لائبریری میں ایک ضخیم کتاب اب بھی موجود ہے، جس میں سال کے ۳۶۵¼ دنوں کا جواز پیش کیا گیا ہے۔ مینگ خاندان ۱۳۶۸ء-۱۶۴۴ء کی چینی رصدگاہ کا سارا عملہ مسلمانوں پر مشتمل تھا۔ مانچو حکومت نے برسراقتدار آنے پر کانگ سی (۱۶۶۲ - ۱۷۲۳) کے زمانے میں مسلمانوں کو ہٹا کر رومن کیتھولک عملہ مقرر کیا۔

طِب

چینی کئی جڑی بوٹیاں اور ادویات درآمد کرتے تھے۔ یہ چینی اطباء کے استعمال میں رہتی تھیں۔ ان میں لوبان، کچا عنبر، گلاب کا عطر، گلاب کا عرق، گارڈینیا، لونگ، گوند، نمیزین، روغن جوز، صندل کی لکڑی اور کافور شامل تھا۔ چین کھانے پینے کی اشیاء اور دیگر جو چیزیں درآمد کرتا تھا، ان میں شکر، شیشے کے برتن، جست کی چادریں، کھجوریں، مونگا آہ چی۔ او یعنی مویشی کی کھال سے تیار کی جانے والی گوند، ہینگ، سنگ ماہی کے گردے اور ہر قسم کی خوشبوئیں شامل تھیں۔ بہت سی ایسی چیزیں جو آج کل تیار ہوتی ہیں، وہ ابتداء میں عربوں کے ذریعے چین آتی تھیں۔ طبّی پلستر اور آہ چی او اس کی نمایاں مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں۔ پیکنگ میں آج بھی بعض ایسے مسلمان موجود ہیں، جن کے پاس مذکورہ بالا پلاسٹر بنانے کے نسخے موجود ہیں، اور وہ ان سے یہ مؤثر پلاسٹر تیار کرتے ہیں۔

۱۲۷۷ء میں کوانگ ہوی زی (KWANG HUI SZE) کے نام سے بہبودِ عوام کا محکمہ معرض وجود میں آیا۔ یہ محکمہ اسلامی طب کی ادویات تیار کرنے کا ذمہ دار بنایا گیا۔ اس کی تیار کردہ ادویات، شاہی محافظ دستے اور عوام الناس کے استعمال میں آتی تھیں۔ یہ پرانی وضع کا

toobaa-elibrary.blogspot.com

کا محکمہ صحت تھا۔ ۱۲۹۲ء میں ہوی ہوی یاؤ۔ وو۔یوان (HOI HUI YAO WU YUAN) کے نام سے ایک قدیم ہسپتال قائم کیا گیا۔ اس کے معنی ۔ مسلم دارالطب کے ہیں۔ مذکورہ دونوں ادارے مسلمان عملے کی تحویل میں تھے۔ یہاں چاقوؤں اور قینچیوں کے ذریعے مریضوں کے آپریشن بھی کئے جاتے تھے۔ اس زمانے کے ایک ڈاکٹر نے جس کا نام ہوی شہی۔ ہوی (HOI SHIN HUI) تھا۔ خناق کے تجزیئے پر ایک کتاب تصنیف کی۔ یہ بات سب چینیوں کے علم میں ہے کہ ستر سال پیشتر تک چینی مساجد کے ائمہ علم طب سے اتنے واقف ضرور ہوا کرتے تھے کہ عام بیماریوں کا علاج کر لیتے تھے۔

پیکنگ کی نیشنل لائبریری میں مسلم میٹریا میڈیکا موجود ہے، جو ۳۶ جلدوں میں ہے، اور چینی میٹریا میڈیکا ۵۲ جلدوں پر مشتمل ہے۔ یہ ۹۶۸ء سے ۹۷۵ء کے دوران تیار کیا گیا۔ سونگ خاندان کے زمانے میں اس پر تین بار نظر ثانی کی گئی ۔ دوسری بار ۱۰۵۶ء اور تیسری بار ۱۱۰۸ء میں اس پر نظر ثانی ہوئی۔ اس دوران میں عربی طب کا خاصا مواد چین پہنچ چکا تھا۔ کئی عربی ادویات اور جڑی بوٹیاں چینی ادویات میں شامل کی گئیں۔ چینی ادویات میں یہ اضافہ غالباً ابن البواطہر کی عربی زبان میں اس تصنیف کا مرہون منت ہے، جس میں ۲ ہزار ادویات کا ذکر ہے۔ جڑی بوٹیوں کے علاوہ بھی کئی ادویات جو عربی الاصل تھیں، چینی طب میں شامل کی گئیں، مثلاً لوبان۔ موتی۔ سنگ ماہی کے گردے۔ لونگ، سرخ صندل کی لکڑی اور پلستر وغیرہ۔

یہ امر واضح ہے کہ آکو پنکچر جو کئی بیماریوں کا علاج ہے، قدیم زمانے کی چینی ایجاد ہے اور یہ ہر قسم کے بیرونی اثر سے پاک ہے۔

موسیقی

ترکستانیوں کی معرفت مسلمانوں کے کئی آلات موسیقی چین پہنچے۔ ہو۔ چن۔ سوناہ یا سولاہ

(HO CHIN SONAHOR SOLAH) ایک ساز ہے، جو مسلمان اپنے ساتھ لائے۔ ہو چن کے معنی ہیں، وحشیوں کا وائلن۔ اس ساز کو چینی موسیقی میں اونچا مقام حاصل ہے۔

فن تعمیر

اسلامی فن تعمیر کو بین الاقوامی فن تعمیر میں معزز مقام حاصل ہے۔ مسلمان معماروں نے فن تعمیر میں ایک نئے مکتب کی بنیاد ڈالی۔ اس فن تعمیر میں چینی فن تعمیر سے اور حسن پیدا ہوا پیکنگ کی عمارتوں سے چینی فن تعمیر کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

یوان خاندان کے اس نامور ریاضی دان اور مہندس کو فراموش نہیں کیا جا سکتا، جس نے پیکنگ کے سبز اور نیلی ٹائیلوں والے شاہی محلات کے نقشے تیار کئے۔

یہ محلات ایک ایسا ورثہ ہیں، جس پر چینی بجا طور پر فخر کرتے ہیں۔ نیز یہ محلات اپنی شان و شوکت اور خوبصورتی کے لئے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔ ان محلات کا معمار بختیار یا بختیار الدین تھا۔ منگول زبان میں ختیار خیمہ کو کہتے ہیں۔ بختیار غالباً عربی نژاد تھا۔ وہ اپنے قبیلے کے خیموں کا مہتمم تھا۔ منگول حکمرانوں میں ینگ۔ جنگ (YENG JING) یعنی آج کے پیکنگ کو تائی۔ ٹو (TAI TU) یعنی عظیم پایۂ تخت بنانے کے لئے منتخب کیا، تو بختیار الدین کو محلات کا خاکہ تیار کرنے کو کہا گیا (ملاحظہ فرمایئے یوان خاندان کا فن تعمیر سرکاری دستاویزات)

مانچو خاندان کے زوال کے بلاواسطہ اسباب

مسلمانوں نے مانچو خاندان کے اقتدار میں آنے سے نے کر ان کی ۲۶۸ سال حکومت کے دوران بعض وقفوں کے ساتھ مسلسل اس کی مخالفت کی، اور لڑائی جاری رکھی۔ اس صورت حال سے حکومت کمزور ہوئی، خاص کر جب ایک صوبے میں بمشکل امن و امان

toobaa-elibrary.blogspot.com

قائم ہونا، تو دوسرے صوبے میں گڑبڑ شروع ہو جاتی۔ آمدورفت کی مشکلات کے باعث حکومت کی پریشانیوں میں اضافہ ہوا، اور آمدنی میں کمی واقع ہوئی۔ مسلمانوں کی آزادی کی جدوجہد طویل عرصہ تک جاری رہی، کیونکہ انہوں نے مانچوؤں کے اقتدار کو تسلیم نہ کرنے کا عہد کر رکھا تھا، اس طرح حکومت پر زیادہ بوجھ پڑا۔

میں اس دعوے کی حمایت میں چینی انقلاب کے باپ ڈاکٹر سن۔ یٹ۔ ین کی تصنیف عوام کے تین اصول سان۔ من۔ جو (SAN MIN CHU) سے ایک پیراگراف پیش کرتا ہوں:

"ان اصولوں کا مقصد تمام لوگوں کو آزاد کرانا اور انہیں مساوی حقوق دینا ہے۔ مسلمان کئی نسلوں سے ظلم سہہ رہے ہیں، وہ سب سے زیادہ مظلوم ہیں، لیکن ان کا انقلابی کردار بھی سب سے زیادہ قوی ہے۔ اب سے مسلمانوں کی بیداری کا نعرہ قومی آزادی کے انقلاب میں شامل ہو جانا چاہیئے۔ مسلمان اپنی بہادری اور بے غرض ایثار کی وجہ سے دنیا بھر میں شہرت رکھتے ہیں ہم اگر انہیں جگا سکیں، تو انقلاب کے مستقبل کو ایک مضبوط قلعہ حاصل ہو جائے گا۔"

ڈاکٹر سن۔ یٹ۔ سن جیسے عظیم سیاست دانوں نے جن کی چینی تاریخ میں مثال نہیں مسلمانوں کی مانچوؤں کے خلاف جدوجہد کی تعریف کی ہے۔ یہ جدوجہد وہ حقیقت ہے، جس پر تین سو سال سے پردہ ڈالا جا رہا ہے۔ کسی نے بھی مسلمانوں کی تاریخ پر اس انداز سے نظر نہیں ڈالی، شاہ پسند قومیں صرف طاقت کا احترام کرنا جانتی ہیں۔

شمال کی انقلابی مہموں سے لے کر جاپانیوں کی جارحیت کے خلاف مدافعت کے خاتمے تک کئی صدارتی اعلان کئے گئے۔ ان میں اسلام کو تحفظ دیا گیا، اور چینی مسلمانوں کی تعریف کی گئی۔

کئی غیر مسلموں نے بھی اسلام میں دلچسپی کا اظہار کیا، اور مسلمانوں کے بارے میں کئی سوالات پوچھے۔ چن۔ ہان جانگ (CHEN HANCHANG) چن۔ لیوان (CHEN YUAN) چیانگ کیانگ ہین۔ کووچی کانگ وغیرہ ابھی سیوتوراں میں شامل ہیں۔

ساتواں باب

ترکستان پھر مصیبت کے نرغے میں

دس نسل قبل نفرت کی جو آگ دلوں میں بھڑکائی گئی تھی، اب تک بجھنے نہ پائی تھی۔ کوئی بھی واقعہ اسے پھر بھڑکا سکتا تھا۔

ترکستان کے وڈیروں نے عوام کے ساتھ رویّہ نہ بدلا

ملک میں جمہوریت قائم ہو چکی تھی، مگر ترکستان کے وڈیروں نے عوام کے ساتھ اپنا رویّہ نہ بدلا۔ واضح رہے کہ ترکستان میں مقامی سردار سرکاری افسر تھے جو ارمچی (URMACHI) میں رہتے تھے۔ گمران کا سب سے بڑا سردار یا وڈیرہ جو "حامی" کا بادشاہ کہلاتا تھا، حالات بدلنے کے باوجود نہ بدلا۔ اس کا نام "شام اسد" تھا۔ یہ نہ صرف لوگوں پر ٹیکس عائد کیا کرتا بلکہ ان سے بیگار بھی لیتا۔ چنانچہ آٹھ آدمیوں پر مشتمل ایک وفد نے آکسو (AKSU) کے حاکم یانگ۔ سنگ۔ سن (YANG TSENG HSIN) سے ملاقات کی، اور شام "اسد" کے رویئے سے حاکم کو آگاہ کیا۔ حاکم نے لوگوں کو مطمئن کرنے کے لئے بیگار بند کر دی۔ مگر اس کے آٹھ ماہ بعد صوبے کے گورنر نے جو ایک جنرل تھا، وفد میں شامل آٹھوں راہنماؤں کو قتل کروا دیا۔ اس سے صوبے میں بغاوت ہو گئی۔ ژی شینگ۔ فو (YI SHENG FU) کی کمان میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

سپاہ نے طاقت کے بل پر بغاوت کو دبانا چاہا۔ اس سے "حامی" کے لوگ برافروختہ ہوئے، اور تیمور اور خواجہ نیاز کی سرکردگی میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ یہ واقعہ ۱۹۱۲ء میں پیش آیا۔ جنرل یوان۔شاہ۔ہوا (YUAN TAH HWA) نے جو اس تشدد کا ذمہ دار تھا، مسلمانوں کے مورچوں پر حملہ کیا۔ یہ مورچے انہوں نے ایک پہاڑ میں بنائے تھے۔ اس نے توپوں سے بھی کام لیا، لیکن اسے کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ مسلمان بلا کے تیر انداز تھے، انہوں نے تاک تاک کر فوج کے افسروں کو نشانہ بنایا، اس سے حکومت کی اور افواج کو شکست ہوگئی۔

جنرل یانگ۔سنگ۔سِن مسلمانوں کے خلاف طاقت کے استعمال کے حق میں نہ تھا، مگر اس کا شاف اس کے اس خیال سے متفق نہ تھا۔ مگر جنرل یانگ اپنے خیال پر قائم رہا۔ اس نے میجر محمد لی۔فو۔شو (LEE FU SHO) کو امن کا پیغام دے کر تیمور کے پاس بھیجا۔ تیمور نے صلح کے پیغام کا جواب انکار سے دیا۔ تین ماہ بعد میجر محمد لی پھر تیمور کے پاس گیا۔ اب کے وہ قرآن سر پر اٹھائے ہوئے تھا، اور وعدہ کیا کہ اگر وہ صلح کی بات چیت کے لئے تیار ہو جائے، تو وہ خود اس کی جان کی سلامتی کی ضمانت دے گا۔ تیمور نے امن قائم کرنے والی گھڑسوار فوج میں میجر کا عہدہ قبول کر لیا۔ اس طرح "حامی" کی بغاوت کا خاتمہ ہوگیا، مگر خواجہ نیاز نے ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا، اور سرحد عبور کر کے روس کے علاقہ میں چلا گیا، تاکہ جدوجہد کے لئے مدد حاصل کرے۔

جمہوریت کی سپاہ کا شر انگیز، ظالمانہ اور غیر منصفانہ رویہ،

۱۹۳۰ء میں ترکستانی اپنے بادشاہ "حامی" سے ناخوش ہوگئے۔ بادشاہ کے بیٹے نے کسی ہونے والی عمومی بغاوت کی اڑتی اڑتی خبر سنی۔ چنانچہ وہ مشرقی ترکستان کے گورنر یانگ۔سنگ۔سِن کے پاس گیا، اور اس سے مدد چاہی۔ جنرل یانگ نے موقعہ

غنیمت جانا، اور بادشاہ کی طاقت میں کمی کر کے اور اسے صوبائی گورنر کی حیثیت دے کر سارے علاقے پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھا۔ اس نے حامی اور دوسرے دو اضلاع کو صوبائی حکومت کے ماتحت کر دیا۔ اس نے اس دوران میں بدامنی کی بُو بھی سونگھی، چنانچہ اس نے جنرل لیو۔سی۔چن کو حکم دیا کہ فوجی نوعیت کے اہم مقامات پر فوج کے دستے متعین کر دے، تاکہ ضرورت پڑنے پر کام آئیں۔

جنرل لیو کے سپاہیوں کی تنخواہ بہت کم تھی۔ وہ قیمت ادا کئے بغیر لوگوں سے اشیائے ضرورت چھین لیتے، اور ان کی لڑکیاں بھی اغوا کر لیتے۔

جہاں تک جنرل لیو کا اپنا تعلق ہے، وہ شر انگیز تو تھا ہی، لالچی بھی تھا جو لوگ اس کی سپاہ کو روپیہ پیسہ نہ دیتے، وہ انہیں کوڑے لگواتا، اس نے ٹیکس بھی بڑھا دیئے۔ زمینوں کے مسلمان مالکان سے وہ اسی وقت سے ٹیکس وصول کرتا، جب زمین ان کے قبضے میں آتی، مگر بانیوں سے زمین پر قبضے کے دو سال بعد ٹیکس لیتا۔

اس نے مسلمان کی زرخیز زمینوں کو سرکاری طور پر حاصل کر کے کانسو سے آنے والے بانیوں میں بانٹ دی، مسلمان یہ سختیاں برداشت کرتے رہے۔ یہ صورت حال کئی سال چلتی رہی، اور اب جمہوریت کے افسر بھی مانچو افسروں جیسے ہی نکلے۔

بغاوت کی ابتداء سرحدی محافظ دستے کے ایک رکن مسمی چانگ (CHANG) کی ایک مسلمان لڑکی سے جبراً شادی کرنے کے واقعہ سے ہوئی۔ یہ لڑکی ایک مسلمان عبدو کی بیٹی تھی۔ اس کی منگنی ایک شخص یلبارس (YALBARS) کے بیٹے سے ہو چکی تھی۔ عبدو نے چانگ کی اس حرکت کا اپنے دوستوں سے ذکر کیا۔ اس طرح چانگ کے قتل کا منصوبہ بنا لیا گیا۔ اس منصوبے کے ذریعے ایک عظیم الشان جعلی بیاہ کا ڈرامہ رچانے کے لئے ۴ اپریل ۱۹۳۱ء کی تاریخ مقرر کی گئی۔ جعلی بیاہ دلہن کے گھر ہونا قرار پایا۔

دلہا کو دلہن کے بجائے تنومند مسلح افراد کا سامنا کرنا پڑا۔ دلہا کے ساتھ ۳۲

toobaa-elibrary.blogspot.com

محافظ تھے، وہ سب کے سب مارے گئے۔ اس طرح بدامنی کا آغاز ہوا، اور حامی ایک بار پھر جنگ کی لپیٹ میں آگیا۔ کئی گھروں کو آگ لگادی گئی۔ لیو۔سنگ۔سن کی فوج کو شکست ہوئی۔ خواجہ نیاز پھر چین لوٹ آیا، اور اس نے بغاوت کی کمان سنبھال لی۔ اس نے ما۔چونگ۔ینگ (MA CHUNG YING) سے مدد مانگی۔ ما ۲۱ سالہ نوجوان تھا۔ اس کا تعلق کانسو سے تھا، وہ خواجہ نیاز کی مدد کے لئے ... سپاہی لے کر آیا۔

ما۔چونگ۔ینگ اگرچہ نوجوان تھا، تاہم اس نے سپاہ کی راہنمائی ہوشیاری سے کی۔ ترکستان کے لوگوں نے اس کا احترام کیا۔ مگر خواجہ نیاز کو اس سے حسد ہو گیا۔ چنانچہ ما۔چونگ ینگ اپنے ساتھیوں کو لے کر حامی سے کانسو واپس چلا گیا۔

کچھ عرصہ بعد پھر ما۔چونگ۔ینگ سے مدد مانگی گئی۔ اس نے کرنل (MA SEE YING) ما۔سی۔ینگ کی کمان میں ایک مختصر سی فوج ترکستانیوں کی مدد کے لئے بھیجی۔ حکومت کی افواج اس سے اتنی خوفزدہ ہوئیں کہ ما۔سی۔ینگ کی فوج کی پیشقدمی دیکھ کر میدان سے بھاگ نکلیں۔

مئی ۱۹۳۲ء میں جنرل ما کی ارسال کردہ فوج خواجہ نیاز کی فوج سے آن ملی، اور ان دونوں افواج نے شان۔شان (SHAN SHAN) طرفان (TURFAN) کوچین (KU CHEN) اور کئی دیگر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ مگر حکومت کے ہوائی جہازوں کی بمباری کی وجہ سے انہیں حملے ختم کرنا پڑے۔

اگست ۱۹۳۳ء میں حکومت نے ایک وزیر جس کا نام لو۔وین۔کانگ (LOWEN KANG) تھا، مشرقی ترکستان بھیجا۔ اس نے حامی میں اس کے ڈیرے ندیر ما۔چونگ۔ینگ اور یلبارس سے ملاقات کی۔ لو۔وین۔کانگ نے اپنی آنکھوں سے حامی کی تباہی اور تباہی کے بعد قتل عام کے مناظر دیکھے۔ اس نے شین۔شی۔سائی اور لیو۔وین۔لونگ (WHENLUNG LIU) سے بھی ملاقات کی اور بے چینی دور کرنے کے مسئلہ پر تبادلۂ خیالات کیا۔ حالات کا

مطالعہ کرنے کے بعد لو۔وین۔کانگ کئی مساجد میں گیا، اور حکومت کی نئی حکمت عملی کی وضاحت کی۔

ما۔چونگ۔ینگ نے لو۔وین۔کانگ کو یقین دلایا کہ اگر مرکزی حکومت نئی حکمت عملی پر عمل کرے گی، تو حکومت کی اطاعت کی جائے گی، اور امن قائم رکھا جائے گا۔ ما۔چونگ ینگ کو مشرقی شاہراہ پر فوری طور پر پیدا ہونے والے حالات کا کمانڈر نامزد کیا گیا۔

ہر چند مذاکرات کامیاب رہے، اور لو۔وین۔کانگ نے دانش مندانہ اقدام کئے۔ مگر امن قائم نہ رہ سکا۔ کیونکہ اہل حامی ہانیوں کے مظالم کو فراموش نہ کر سکے۔ چنانچہ ایک گمنام سا واقعہ بھس میں چنگاری بن گیا، اور لوگ اکسو میں تیمور اور ہوتین (HOTIEN) میں امیر کی سرکردگی میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ تیمور اور امیر کے ساتھیوں نے کاشغر پر قبضہ کر لیا۔ ما۔چان۔سانگ (MACHAN SANG) نے خطرے کے سدباب کے لئے دیوار چین کے اندر سے فوج لا کر دیوار کے باہر سولیو (SULEU) نام شہر پر قبضہ کر لیا۔

پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ما۔چونگ۔ینگ اور خواجہ نیاز میں اختلافات پیدا ہو گئے تھے، ان کی وجہ سے ہوی ہوی اور ترکستانیوں میں حسد اور شک وشبہ کی فضا پیدا ہو گئی۔ اس صورت حالات کے باعث فریقین کو ایک دوسرے پر اعتبار نہ رہا۔ چنانچہ آگے چل کر دونوں فریقوں میں برادرانہ اور باہمی تعاون کا جذبہ ناپید ہو گیا۔ اب ما۔چان۔سانگ نے جب موقعہ دیکھا، تو تیمور پر حملہ کر کے کاشغر پر قبضہ کر لیا۔ کاشغر اس وقت دو حصوں میں منقسم تھا۔ ایک حصہ ہانیوں کا شہر اور دوسرا مسلمانوں کا شہر کہلاتا تھا۔

ترکستانیوں میں خواجہ نیاز کا ایک رقیب پیدا ہو گیا۔ یہ خواجہ نیاز کے مقابلے میں لیڈر بن کر سامنے آیا۔ اس کا نام مولی زبتداد تھا۔ مولی زبتداد نے بہ جبر سوفو (SUFU) پر قبضہ کر لیا۔ مولی زبتداد، ایک اولوالعزم قوم پرست تھا۔ اس نے اس بے چینی کے زمانے میں جمہوریت ترکستان قائم کی۔ اس میں صرف ترکستانیوں کو شامل کیا گیا۔ ہانیوں اور ہوی ہوی

toobaa-elibrary.blogspot.com

کو اس میں شامل نہ کیا گیا، اس جمہوریت کے چند اصول حسب ذیل ہیں :

اصول اول : ترکستان کی حکومت اسلامی اصولوں کی بنیاد پر قائم کی گئی ہے۔ یہ قرآن پاک کی تعلیمات پر سختی سے قائم رہے گی۔

دوئم : حکومت کا ایک صدر ہوگا، جو اسلامی اصولوں کے مطابق حکومت کا کاروبار چلائے گا۔

سوئم : صدر قومی کونسل کا سربراہ ہوگا، اس کی مدد کے لئے دو نائب صدر ہونگے۔

نیشنل کونسل کے ماتحت مختلف وزارتیں ہوں گی، وزارتیں حسب ذیل ہوں گی :

۱۔ وزارت امور داخلہ
۲۔ وزارت امور خارجہ
۳۔ وزارت امور عسکریہ
۴۔ وزارت مالیات
۵۔ وزارت تعلیم
۶۔ وزارت شرع
۷۔ وزارت اوقاف
۸۔ وزارت تجارت اور زراعت
۹۔ وزارت صحت۔

۱۲ نومبر ۱۹۳۳ء کو کاشغر میں نئی حکومت قائم کی گئی۔ یہ حکومت نیشنل ری پبلک آف چائنا کے ۲۲ سال بعد قائم ہوئی۔

حکومت کم و بیش مولی زتبداء کے احکام کے مطابق چلتی تھی، اور مولی زتبداء کو حکومت اور سیاست دونوں کے بارے میں کوئی علم نہ تھا۔ اس کے ساتھی بھی ایسے ہی تھے۔ وہ آزادی چاہتے تھے، لیکن انہیں حکومت کے کاموں کا تجربہ نہ تھا۔

جب ترکستانی حکومت کی تشکیل ہو رہی تھی، ما چان۔ سانگ نے سولیو پر قبضہ کر لیا۔ سو ریا کے اس پار سوفو (SUFU) سے دور واقع تھا۔ خواجہ نیاز نے سولیو پر حملہ کیا لیکن اسے ما چان۔ سانگ اور ما۔ جونگ۔ ینگ کی متحدہ افواج نے مار بھگایا۔

چنانچہ سولیو اور سوفو کے بانی اور ترکستانی شہروں پر مرکزی حکومت کا جھنڈا لہرانے لگا۔ اب پھر مرکزی حکومت نے ہوی ہوی اور ترکستانیوں کے درمیان شک و شبہ کو خوب ہوا دی۔ (شک و شبہ اور بے اعتمادی کے جذبات مسلمانوں میں سراسر غیر اسلامی چیز ہیں، مسلمانوں میں اور خاص عربوں میں بھی پائے جاتے ہیں) چنانچہ ایک بار پھر مرکزی حکومت کی چالاکی پر مبنی حکمت عملی اور سیاسی حربے دونوں طبقوں کو لڑانے میں کامیاب ہو گئے۔

اس گڑبڑ کے دوران میں ایک اور خطرہ بھی منڈلانے لگا۔ وہ یہ تھا کہ مقامی حکومتوں نے روسی کرائے کے سپاہیوں کی ایک بٹالین ملازم رکھ لی۔ روسی سپاہی جنرل ما۔ چونگ ینگ سے بے حد خائف تھے، وہ اس بات سے ڈرتے تھے کہ اگر ما۔ چونگ۔ ینگ برسر اقتدار آگیا، تو انہیں قتل کر دے گا۔ چنانچہ انہوں نے ش‌ن۔ شہی۔ سائی کو (جو مقامی حکومت کے شہری امور کا سربراہ منتخب ہو گیا تھا) جنرل ما۔ چونگ۔ ینگ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا۔ یہ شخص حماقت کی حد تک سادہ لوح تھا، اور روسیوں کی باتوں میں آگیا۔ روسیوں نے ما۔ چونگ۔ ینگ کی جنگی چالوں کا صحیح اندازہ نہیں کیا تھا۔ چنانچہ جب اس نے اپنے ہاتھ دکھائے، تو روسیوں کو نقصان اٹھانا پڑا۔ ۱۲ جنوری ۱۹۳۳ء کو ما۔ چونگ۔ ینگ نے ارمچی کے ہوائی اڈے اور ریڈیو سٹیشن پر قبضہ کر لیا۔ پھر اس نے ایک ہزار سپاہ سے ارمچی پر حملہ کر دیا۔ ما۔ جونگ۔ ینگ کی فوج نے بامردی سے لڑائی لڑی۔ لیکن جدید فوجی اسلحہ، ٹینکوں اور ہوائی جہازوں کی بمباری کے آگے وہ بے بس ہو گیا۔ اور آخر کار اسے شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

ما۔ چونگ۔ ینگ جنوب کو پسپا ہو گیا۔ یہاں اس نے کاشغر کو اپنا مستقر بنایا۔ یہاں سے اس نے پا۔ چو (PACHU) کے دفاع کے لئے فوج بھیجی۔ اس وقت پاچو پر خواجہ نیاز حملہ آور ہو چکا تھا۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے، اب خواجہ نیاز صوبائی حکومت کا اتحادی بن چکا تھا۔ بمباری میں سینکڑوں افراد ہلاک اور زخمی ہوئے۔ چنانچہ پا۔ چو کے کمانڈر کو اپنے ۲ ہزار ساتھیوں کے ساتھ ہتھیار ڈالنا پڑے۔ ما۔ چان۔ سانگ جان بچا کر ہوتین (HOTIEN) چلا گیا، اور ما۔ چونگ۔ ینگ روس چلا گیا۔ اس سے چینی جمہوریت کے زمانے میں کئی سال تک جاری رہنے کے بعد جنگ ختم ہو گئی۔

آٹھواں باب

ایک چینی مسجد کا مختصر خاکہ

چائنا ایئر بک برائے ۱۹۳۰ء کے مطابق چینی مسلمانوں کی تعداد چار کروڑ اسی لاکھ اور مساجد کی تعداد چالیس ہزار ہے۔ چین کی اشتراکی حکومت کے اندازے کے مطابق ۱۹۵۱ء میں چین میں ایک کروڑ دس لاکھ مسلمان آباد تھے۔ یہ دونوں اندازے سرکاری نوعیت کے ہیں۔ چنانچہ یہ مناسب ہو گا کہ یہ دونوں اندازے جمع کر کے انہیں دو سے تقسیم کر دیا جائے، تو اس کا حاصل کے قریب [illegible] بات یہ ہے کہ کئی مسلمانوں نے اشتراکی حکومت کو اپنے دین کے بارے میں کچھ بتانے [illegible]یز کیا، کیونکہ اشتراکی دینی عقا[illegible] کو نہیں مانتے۔ اشتراکی حکومت کے اندازے میں صرف چین خاص کے ہوی (ا[illegible] شامل ہیں، اور مشرقی ترکستان کے مسلمان اس میں شامل نہیں کئے گئے۔

آپ کو مساجد کی تعداد کے بارے میں ضرور حیرت ہو گی، مگر ہمارے پاس اس کا جواب نہیں۔ ہاں یہ حقیقت ہے کہ ان کی تعداد یقیناً بہت ہی کم بتائی جاتی ہے۔ مجھے یاد ہے کہ ۱۹۴۹ء میں پیکنگ میں ۴۲ مساجد تھیں، لیکن ۱۹۵۳ء میں ان کی تعداد تین رہ گئی۔ دیگر مساجد فیکٹریوں میں تبدیل کر دی گئیں۔ جو مساجد اس وقت موجود ہیں، یا جن میں نماز ادا کی جاتی ہے، وہ مسلمان سفیروں کے دکھانے اور سیر و سیاحت پر آنے والوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

کے لئے ہیں۔

جس خطرناک سرعت سے چین کی مساجد کم ہو رہی ہیں، اس کی وجہ سے میں نے محسوس کیا ہے کہ ان کے بارے میں کچھ لکھا جائے۔ مجھے امید ہے کہ ان کے مکمل طور پر نابود ہونے سے قبل مساجد کو آباد دیکھنے کے خواہش مند حضرات ان کی زیارت کر لیں گے۔ میں ایک عمومی مسجد کا خاکہ پیش کر رہا ہوں، جو پیکنگ میں مثالی مسجد سمجھی جا سکتی ہے۔ مسجد کی جسامت علاقے میں آباد مسلمانوں کی تعداد اور ان کے عطیات پر مبنی ہوتی ہے۔

چین کی بہت کم مساجد عرب فن تعمیر کا نمونہ ہیں۔ تاہم مساجد کی آرائش کے لئے عربی رسم الخط میں قرآنی آیات لکھی نظر آتی ہیں۔ زیادہ مساجد چینی فن تعمیر کا مظہر ہیں۔ ایک لمبا افقی سائن بورڈ (جو بالعموم چین کی بڑی بڑی عمارتوں پر دکھائی دیتا ہے) اس پر لکھے ہوئے عربی اور چینی حروف اور چینی وضع کا مینار یہ سب وہ چیزیں ہیں، جن سے مسجد کی پہچان ہو جاتی ہے۔

مینگ خاندان کے زمانے میں پیکنگ میں چار ماندریں، مساجد حکومت کے خرچ سے تعمیر ہوئیں۔ ماندرین مساجد سے مراد جامعہ مساجد ہیں۔

چینی وضع کی مسجد کے ارد گرد ایک دیوار کھچی ہوتی ہے، اور اس میں تین دروازے ہوتے ہیں۔ بڑا دروازہ دیوار کے مرکز اور چھوٹے دروازے بڑے دروازے کے دونوں پہلوؤں پر ہوتے ہیں۔ بڑا دروازہ کسی تقریب یا اہم موقعوں پر کھولا جاتا ہے۔ دروازے سے داخل ہوتے ہی ناظر کو ایک باغ دکھائی دیتا ہے۔ باغ میں پائن (PINE) اور سرو کے درخت نظر آتے ہیں۔ پائن اور سرو سال بھر سرسبز رہنے والے درخت ہیں۔ ان کی موجودگی سے مسجد کے ماحول میں سکون اور حسن پیدا ہوتا ہے۔ اہل چین کے مطابق یہ درخت طویل عمر کا تصور پیش کرتے ہیں۔ باغ سے گزر کر ایک اور دیوار آجاتی ہے۔ یہ دیوار پہلی دیوار سے کسی قدر چھوٹی ہے۔ اس میں ایک دائرہ نما دروازہ ہے، جسے چاند دروازہ کہتے ہیں۔ اس

پر مینار بنا ہوا ہے۔ یہ مینار ایک چھوٹے مخروطی خیمے جیسا ہوتا ہے، یہ دو منزلہ ہوتا ہے۔ مینار اندر سے خاصا کھلا ہوتا ہے۔ مینار سے کئی کام لئے جاتے ہیں۔ اس میں چند لوگ اکٹھے بیٹھ کر آپس میں بعض دینی امور پر تبادلہ خیالات کر سکتے ہیں۔ مثلاً رویت ہلال کے لئے اکٹھے ہونا، کبھی کبھی یہاں کوئی چائے پارٹی اور ضیافت بھی ہو جاتی ہے، اور یہیں شام کے وقت ہوا کے خوشگوار جھونکوں سے لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔

دوسرے دروازے سے گزرتے ہیں، تو پتھریلے راستے پر چلتے ہوئے برآمدے سے گزر کر بائیں ہاتھ کے کمروں تک پہنچ جاتے ہیں۔ یہ کمرے وضو کے لئے بنائے گئے ہیں۔ دونوں طرف کمروں کی طویل قطاریں ہیں۔ یہ طلباء اور مسافروں کے رہنے کے لئے ہیں۔ ان کمروں میں سے کوئی ایک کمرہ استقبالیہ کے طور پر بھی استعمال کر لیا جاتا ہے۔ امام مسجد کا دفتر طلباء کی تعلیم کے کمرے بھی یہیں ہیں، اور یہیں ایک باورچی خانہ بھی ہے۔ نمازی کو دھوپ یا بارش سے بچانے کے لئے برآمدے بھی ہیں، جہاں دونوں صورتوں میں پناہ لی جا سکتی ہے۔ یہاں کی خاص جگہ وہ ہال کمرہ ہے، جہاں نماز ادا کی جاتی ہے۔ اس کمرے کا رُخ مشرق کی طرف ہے۔ یہ عام سطح زمین سے پانچ سے دس سیڑھیاں بلندی پر تعمیر کیا گیا ہے کمرہ نماز سے آگے ایک اور باغ ہے، یہ پہلے باغ کی بہ نسبت چھوٹا ہے۔ اس میں بھی ایک یا دو دروازے ہیں، ان سے گزرنے کے بعد وہ مکان آجاتا ہے، جہاں امام مسجد اور اس کا خاندان مقیم ہے۔ مسجد کے احاطے میں واقع مکانات مسجد کی املاک ہیں۔ مسجد کے پاس کی زمین قبرستان کے طور پر ہرگز استعمال نہیں کی جاتی۔ ہر مسجد کے باغ اور مکانات کی جسامت مختلف ہوتی ہے، مگر یہ سب مشرق کے رُخ ہوتے ہیں۔

وضو کے کمرے میں

وضو کا کمرہ خاصا بڑا ہوتا ہے۔ غیر ممالک کے مسلمانوں کے لئے یہ کمرہ ایک خاص

toobaa-elibrary.blogspot.com

خاص چیز ہے۔ چین میں شدید سردی پڑتی ہے، اس لئے یہاں کھلی جگہ پر وضو کیا ہی نہیں جاتا۔ غسل خانے کے دونوں طرف ۲ × ۵ × ۸ فٹ کی کوٹھڑیوں کی دو قطاریں بنائی جاتی ہیں۔ یہ کوٹھڑیاں اینٹوں یا لکڑی کی بنی ہوتی ہیں۔ ہر کوٹھڑی میں دو دروازے ہوتے ہیں (ایک بیرونی اور دوسرا اندرونی دروازہ) پہلے دروازے کے اندر ایک بنچ اور کپڑے لٹکانے کے لئے کیل لگے ہوتے ہیں، اور دوسرے دروازے کے اندر ایک کیل کے ساتھ ایک بالٹی لٹک رہی ہوتی ہے، اس میں تین چار گیلن گرم پانی آجاتا ہے۔ اس بالٹی کے وسط میں ایک چھید ہوتا ہے، جو بند بھی کیا جاسکتا، اور کھولا بھی جاسکتا ہے۔ وضو کرنے والا شخص اپنی ضرورت کے مطابق پانی کی روانی کم یا زیادہ کرسکتا ہے، اور جب چاہے، اسے بند کرسکتا ہے۔ یہ طریقہ پانی کے پائپ استعمال میں آنے سے پہلے کا ہے۔ اس کے علاوہ نہانے کے لئے پانی کے ٹونٹی والے دو ٹین بھی موجود رہتے ہیں، اور دو تولیے بھی رکھے رہتے ہیں۔ ان میں ایک سفید اور دوسرا رنگین ہوتا ہے۔ سفید تولیے سے جسم کا اوپر کا حصہ اور رنگین سے جسم کا نچلا حصہ صاف کیا جاتا ہے۔

وضو کے کمرے میں ایک دو فٹ گہری نالی ہوتی ہے۔ اس کے گرد بنچ پڑے رہتے ہیں، ان بنچوں پر بیٹھ کر وضو کیا جاتا ہے۔ یہاں جست اور پیتل کے لوٹے بھی رکھے رہتے ہیں۔ یہ ترکی قرابوں کی وضع کے ہوتے ہیں۔ بعض لوٹے لکڑی کے بھی ہوتے ہیں۔ یہ سب لوٹے ایک ترتیب سے نالی کے کنارے ایک ریک پر رکھے رہتے ہیں۔

وضو کے کمرے کے باہر کوئی سات فٹ اونچا بانس کے درخت کا تنا رکھا رہتا ہے، یہ اندر سے کھوکھلا ہوتا ہے۔ اگر کوئی چاہے، تو وضو کے کمرے سے باہر آتے ہوئے اس میں کچھ پیسے ڈال دیتا ہے، ورنہ وضو کی کوئی فیس نہیں لی جاتی۔ اس طرح جو رقم جمع ہو جاتی ہے، وہ مسجد کے کمروں کی دیکھ بھال کرنے والے شخص یا اشخاص کو دے دی جاتی ہے۔ کوئی شخص جب بانس کے تنے میں کوئی سکہ پھینکتا ہے، تو اس کے گرنے کی آواز آتی ہے

اس سے پتہ چل جاتا ہے کہ کتنی مالیت کا سکہ گرایا گیا ہے۔ نمازی وضو کے کمرے کا خوب استعمال کرتے ہیں، کیونکہ اس میں وضو کرنے کی جو سہولتیں میسر ہوتی ہیں، وہ عام گھروں میں نایاب ہوتی ہیں۔

وضو کے کمرے سے آگے ایک چھوٹا سا کمرہ میت کے غسل کے لئے وقف ہوتا ہے۔ یہ کمرہ بھی دیگر ممالک کے مسلمانوں کے لئے نئی چیز ہے، یہ صرف چینی مساجد میں ہوتا ہے (میں نے دیگر ممالک میں یہ خاص کمرہ کہیں نہیں دیکھا)

کمرۂ استقبال میں داخل ہوتے ہی دیوار کے ساتھ لگا ہوا لکڑی کا بنا ہوا ایک لمبا، اونچا مگر چھوٹا سا میز نظر آتا ہے۔ میز پر ایک لو۔ پنگ۔ سن۔ شر (LOOPING SANSHER) رکھا نظر آئے گا، یہ خوشبو دان ہے، اس میں خوشبو جلائی جاتی ہے۔ اس کے پاس ہی ایک چھوٹا سا بیلچہ چینیوں کے کھانا کھانے کی دو تیلیاں، ایک چھوٹے سے برتن اور گول بکس میں رکھی ہوتی ہیں، بکس میں صندل ہوتا ہے۔ یہ سب چیزیں پیتل، جست، کانسی، لیکر یا چینی مٹی کی بنی ہوتی ہیں، سرخ مونگے یا اس سے سستے کسی مواد کے بنے ہوئے آرائشی مصنوعی درخت، شیشے کے صندوق میں رکھے ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ کئی دیگر آرائشی اشیاء اور کتابیں بھی ہوتی ہیں۔ ایک بڑی مربع میز پر ایک خوبصورت بڑی طشتری میں چائے کا سیٹ موجود ہوتا ہے۔ میز کے دونوں طرف دو دو کرسیاں رکھی رہتی ہیں۔ دیگر کرسیوں کے پہلو میں لمبے مگر چھوٹے میز بھی ہوتے ہیں۔ یہ سارا فرنیچر اچھی لکڑی کا بنا ہوتا ہے۔ ممکن ہے، یہ بہت عرصہ پہلے بنایا گیا ہو، اور شاید ابھی کئی نسل آگے چلے گا۔ جس زمانے میں یہ فرنیچر بنا، اس وقت صوفہ ناپید تھا۔ میز پر ایش ٹرے موجود نہیں ہوتی۔ مساجد کے احاطے میں سگریٹ پینا سختی سے منع ہے۔ بہت کم چینی مسلمان سگریٹ پیتے ہیں، سگریٹ نوشی کو مکروہ سمجھا جاتا ہے۔

استقبالیہ کے پردوں والے دو دروازوں سے نکل کر مغرب میں طلباء کے تعلیم کے کمرے اور مشرق میں مسجد کے امام کے دفتر کو راستہ جاتا ہے۔ طلباء کے کمرے کے آدھے حصے میں

toobaa-elibrary.blogspot.com

ایک دیوار سے دوسری دیوار تک، کانگ بنا ہوا ہے۔ کانگ ایک طرح کا بستر ہے، جو اینٹوں سے بنا ہوا ہے۔ اس پر تقریباً ایک درجن طلبا یا مرد سوتے ہیں۔ اس کانگ پر دن کے وقت یا شام کو ایک کم اونچا مگر لمبا میز رکھ دیا جاتا ہے۔ طلباء اس کے کنارے لکھتے ہیں، یا اس کے گرد بیٹھ کر بحث و مباحثہ کرتے ہیں۔ سردیوں میں کانگ کو ایک قدیم طریقے کے ذریعے گرم کیا جاتا ہے، اور اسے پانی گرم کرنے کی انگیٹھی کے ساتھ ایک لمبی نالی کے ذریعے ملا دیا جاتا ہے۔ انگیٹھی سے حرارت نالی کے ذریعے کانگ کے نیچے سے گزر کر کمرے کو گرم رکھتی ہے۔ طلباء قرآن اور فقہ بلند آواز سے پڑھتے ہیں، اور ایک ساتھ جسم کو جنبش دے کر سبق یاد کرتے ہیں۔ ایک وقت میں ایک درجن کے قریب طلباء سبق پڑھتے ہیں۔

مسجد کا دفتر امام مسجد کا ذاتی کمرہ بھی ہوتا ہے، یہ طلباء کے کمرے جیسا ہوتا ہے۔ لیکن امام مسجد کے کمرے کا کانگ چھوٹا ہوتا ہے۔ کمرے کی کھڑکیاں بڑی ہوتی ہیں۔ اگر کھڑکیاں کمرے کے پچھلے حصے میں ہوں، تو نسبتاً چھوٹی ہوں گی، اور دیوار کے اوپر کے نصف حصے میں بنی ہوئی ہوں گی۔ کھڑکیوں پر کندہ کاری ہوتی ہے، اور فن کاری کا مظاہرہ ہوتا ہے۔ کھڑکیوں کے وسط میں ایک بڑا سا شیشہ اور باقی حصے پر ایک مضبوط نیم شفاف کاغذ چسپاں ہوتا ہے۔ اس سے کمرے میں روشنی آسکتی ہے، مگر اس سے آرپار دکھائی نہیں دیتا۔ کمرے کے سامنے کے پورے حصے میں کھڑکیاں ہوتی ہیں، جو تین فٹ اونچی دیوار پر بنی ہوتی ہیں۔ کمرے کے سامنے تین فٹ چوڑا برآمدہ ہوتا ہے، جو برسات سے بچاتا ہے۔ کمرے اور کانگ سے دو کام لئے جاتے ہیں۔ طلباء دن کو کمرے میں کانگ پر بیٹھ کر پڑھتے ہیں، اور رات کو کانگ پر سوتے ہیں۔ امام مسجد کے کمرے کے کانگ سے بھی ایسے ہی کام لئے جاتے ہیں۔

کمرۂ نماز

خاص ہال کمرہ کے سامنے ہمیشہ ایک بڑا سا برآمدہ ہوتا ہے۔ یہاں نماز کے اوقات

سے پہلے یا بعد میں طلباء کو عربی زبان اور اسلام کے بنیادی اصولوں کی تعلیم دی جاتی ہے۔ کمرۂ نماز پُر وقار ہوتا ہے۔ کمرے کے ستون اور تھر کی کھڑکیوں کی وجہ سے باہر کا منظر نمازیوں کی نگاہ سے اوجھل ہوتا ہے۔ کوئی جب نماز پڑھنے کے لئے آتا ہے، تو اس پر عجیب کیفیت چھا جاتی ہے۔

چھت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا جائے، تو چپٹی چھت کے بجائے بڑے بڑے شہتیر نظر آتے ہیں، یہ شہتیر نمائش کی غرض سے ہیں۔ یہ شہتیر نہایت مضبوط اور متناسب ہوتے ہیں، ان پر لیکر سے نہایت مختلف قسم کے مناظر اور خوبصورت نقش و نگار کئے ہوتے ہیں۔ کئی مناظر فضا میں اڑتے ہوئے بادلوں کے ہیں، انہیں دیکھ کر انسان اپنے آپ کو ہوا میں اڑتا ہوا محسوس کرتا ہے۔ سب سے اہم شہتیر پر مسجد کا سن تاسیس اور اس کی مرمت کی تاریخ لکھی نظر آئے گی۔ شہتیروں کے اوپر چھوٹے چھوٹے مربعوں کی شکل میں بھتیری چھت پر مختلف قسم کے نقش و نگار بنے ہوتے ہیں۔

کمرۂ نماز کی دیواروں کے بالائی حصے پر سنہری حروف میں قرآن پاک کی آیات لکھی ہوتی ہیں محراب مسجد کی جسامت کے متناسب اور خوبصورت ہے۔ اس کے کناروں پر عام طور پر کوئی رسم الخط میں عربی حروف لکھے ہوتے ہیں۔ اس سے محراب کی آرائش مقصود ہوتی ہے۔ میز لکڑی کا بنا ہوتا ہے۔ کبھی کبھی آبنوس کا ہوتا ہے۔ اس پر فن کارانہ کندہ کاری کی ہوتی ہے۔ فانوس روشن ہوتے ہیں، تو ہال کی شان و شوکت کا پتہ چلتا ہے۔

کمرۂ نماز کے ستون میڈار کی لکڑی کے ہوتے ہیں۔ ان کا قطر ایک گز ہوتا ہے، ان پر زرد، سبز اور بالائی رنگ کے بیروزہ دار روغن کی کئی تہیں ہوتی ہیں۔ اس طرح یہ ستون خراب نہیں ہو پاتے۔ ستونوں پر منبت کاری ہوتی ہے، اور ان کی لمبائی ۲۵ فٹ کے قریب ہوتی ہے۔ ان ستونوں کے اوپر شہتیر رکھے ہوتے ہیں۔ ستونوں اور شہتیروں پر لگے ہوئے بیروزہ دار روغن کی وجہ سے ستونوں اور شہتیروں کی کندہ کاری محفوظ ہو جاتی ہے۔ نیز یہ کہ ہوا کے مضر اثرات

toobaa-elibrary.blogspot.com

سے بھی بچے رہتے ہیں۔ چنانچہ سینکڑوں سال تک قائم رہتے ہیں۔

سیاہ فرش پر چینی نمدوں کی صفیں اور ان پر سفید کپڑے سے دریائی گھوڑے یعنی زیبرا کے جسم کی لکیروں کا منظر پیدا ہو جاتا ہے۔

جس طرح ترکوں اور ایرانیوں کے کوسک یعنی خیمے نے مینار کی جگہ لے لی ہے، اسی طرح چین میں عربی وضع کا گنبد مسجد سے غائب ہو گیا ہے۔ دراصل دیگر ممالک کی مساجد کا گنبد چین کی مساجد کا حصہ نہیں ہے۔

کمرۂ نماز ہمیشہ درختوں والے دو ایک باغوں سے آگے بنایا جاتا ہے، تاکہ بازار کا شور و غوغا کمرۂ نماز تک نہ پہنچ سکے۔ دنیا کے ہر حصے میں مساجد شہروں کے اندر اسی دنیا کے حصے کے طور پر بنائی جاتی ہیں، مگر بدھ مندر شہروں کی معاشرتی زندگی سے دور پہاڑوں پر بنائے جاتے ہیں، گویا یہ اس دنیا کا حصہ نہیں ہیں۔

مسجد کمیٹی

ہر مسجد کی دیکھ بھال کے لئے ایک کمیٹی ہوتی ہے۔ یہ کمیٹی مسجد کے علاقے کے لوگ مقرر کرتے ہیں۔ یہ علاقے کے کئی درجن خوشحال لوگوں پر مشتمل ہوتی ہے، اور اس سے کم لوگوں پر بھی۔ کمیٹی کا چیرمین عموماً معاشرے کا کوئی نامور مسلمان، کوئی امیر کبیر شخص یا کوئی معمر راسخ العقیدہ مسلمان ہوتا ہے۔ مسجد کے امور کے لئے عموماً علاقے کے لوگوں سے چندہ لیا جاتا ہے، اور اسی سے مسجد کے ملازمین کو تنخواہ بھی دی جاتی ہے۔ ضرورت کے وقت چندہ اکٹھا کرنے کے لئے وفود بھی بھیجے جاتے ہیں۔ چینی حکومت مذہبی اداروں کی مالی مدد نہیں کرتی۔ چین میں مذہب لوگوں کا ذاتی مسئلہ ہے۔

مسجد کے انتظامی امور کے علاوہ کمیٹی اس امر کا بھی فیصلہ کرتی ہے کہ سال بھر کے لئے کون سے اخوند کو دعوت دی جائے۔ اخوند فارسی کا لفظ ہے، اس کے معنی عالم کے

ہیں۔ اس کام کے سلسلہ میں اخوند کے لئے "ملازم" رکھنے کا لفظ استعمال نہیں کیا جاتا۔ اخوند کے بارے میں ماہ رمضان کے خاتمے سے چند روز قبل ہی فیصلہ کر لیا جاتا ہے۔ کیونکہ پرانے اخوند کو ماہ رمضان کے خاتمے سے چند دن پہلے مستعفی ہونا پڑتا ہے۔ اگر کمیٹی پرانے اخوند کی خدمات سے فائدہ اٹھانا چاہتی ہے، تو اسے اس مقصد کے لئے کثیر تعداد میں با اثر لوگوں کی مدد حاصل کرنا پڑتی ہے۔ وگرنہ چند عام لوگ اسے خدمات جاری رکھنے کے لئے کہیں گے۔ کیونکہ چین میں "اخوند" کو کسی ملازم کی طرح برخواست نہیں کیا جاتا۔ وقار کا مسئلہ ضرور پیش نظر رہتا ہے، اور علماء کے معاملے میں تو اسے بالکل ہی نظر انداز نہیں کیا جاتا۔ اخوند کو کمیٹی کے انداز سے پتہ چل جاتا ہے کہ اس کی خدمات کی ضرورت ہے، یا نہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

نواں باب

چینی مسلمانوں کے خاندانی ناموں کی خصوصیات

یوان خاندان کے زمانے میں ہی مسلمان مہاجروں نے ہانیوں کے نام اختیار کرنا شروع کر دیئے تھے۔ ان میں سے بعض نے چاؤ (CHAU) چین (CHIEN) سن (SUN) اور لی (LEE) جیسے خاندانی نام اختیار کئے۔ بعض نے اپنے قدیم نام جاری رکھے۔ مگر ہم آواز چینی الفاظ سے لفظی ترجمہ کر کے بدل لیا۔ ایک طبقہ اور بھی تھا، انہوں نے دو رکنی نام اختیار کئے۔ مثلاً ہوانگ پو (HUANG PU) شی ما (SHEMA) زی۔ تو (SZETU) ما۔ شی (MA SHIH) یہ ضروری نہ تھا کہ یہ دو رکنی نام صرف چینی نژاد ہی ہوں۔ چونکہ میں نے اس مسئلہ پر تحقیق نہیں کی، اس لئے میں اس مسئلہ پر کوئی فیصلہ صادر نہیں کر سکتا۔ یہ خاندانی نام اتنے کم مستعمل ہیں کہ دس ہزار چینیوں میں کوئی ایک ہی انہیں اختیار کرتا ہو گا۔

اکثر چینی مسلمانوں کے نام کے ساتھ "ما" کا لاحقہ ہوتا ہے۔ کئی لوگ پوچھتے ہیں کہ اس کی ابتداء کیسے ہوئی۔ میں اس مسئلہ پر کسی قدر طوالت سے بحث کروں گا۔

(ا) مسلمانوں کی آمد سے پہلے بھی مغربی چین میں لوگ اپنے نام کے ساتھ "ما" کا لاحقہ لگاتے تھے۔ چنانچہ مشرقی ہان خاندان کے زمانے ۲۵ء سے ۲۲۰ء میں ما۔ یوان (MAYUAN) ما۔ وو (MA WU) ما۔ تونگ (MA TONG) نام ملتے ہیں۔ اسی طرح تین سلطنتوں کے دور

میں بھی جو ۲۲۰ء سے ۲۶۵ء تک رہا۔ ایسے نام ملتے ہیں، مثلاً ما۔ چاؤ (MA CHAO) (MA DAY) لیکن ان ناموں کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔

مسلمانوں کے اکثر نام عربی کے حرف "میم" سے شروع ہوتے ہیں، مثلاً مسعود، محمود، مالک، ماجد اور محمد۔ یہ نام چینی میں لفظی ترجمہ کی وجہ سے "ما" میں ڈھل گئے۔ چینیوں کے لئے جو لمبے خاندانی ناموں سے ناآشنا تھے۔ جیسے محمد کو مو، حا، ما، حما۔ مالک کو ما۔ لی۔ کی کہنا مشکل تھا۔ اس لئے انہوں نے محمد کو مختصراً "ما" کہنا شروع کر دیا۔ اس کی مثال کے طور پر، ہم ملائشیا کے مسلمانوں کے نام پیش کرتے ہیں۔ ملائشیا میں مستعمل ہندوستانی نام "چل پر تانم" (CHELVPRTNAM) کو لیجئے۔ ملائشیا کے لوگوں اور چینیوں کے لئے بھی جو آر (R) ادا نہیں کر سکتے، اس کا تلفظ مشکل ہے۔ چینی اس کے پہلے اور درمیانی حصّے کو نظر انداز کر کے صرف "نم" بولتے ہیں۔ چنانچہ چینیوں کے لئے "چل ور تانم" حرف مسٹر "نم" رہ جائے گا۔ اس مثال سے "ما" کا مسئلہ سمجھ میں آسکتا ہے کہ ایک اجنبی لفظ "ما" کیونکر برآمد ہوا۔ ایک اور مثال لیجئے "تنکو عبدالرحمان اہل ملائشیا کے باپ ہیں۔ ملائشیا کے چینی باشندے انہیں "تنکو لا مان" (TENKU LAMAN) کہتے ہیں۔ آئیے پھر "ما" کی ابتداء کی طرف لوٹیں۔ یہ بتانا بہت ضروری ہے کہ ہر "ما" لازماً مسلمان نہیں ہوتا۔ ان میں ۱۵ فیصد سے زائد غیر مسلم بھی ہیں۔ ہاں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چند نسل قبل ان کے آباؤ اجداد مسلمان ہوں گے۔ یہ بات جنوبی چین پر بالخصوص صادق آتی ہے۔ چین کے شمال مغرب میں "ما" اب بھی مسلمانوں کی اجارہ داری ہے۔

(ج) چین میں بہت بعد میں آنے والے مسلمانوں میں بھی کئی نے "ما" کا لاحقہ اختیار کر لیا۔ ہر چند ان کے نام میم سے شروع نہیں ہوتے تھے۔ صوبہ یونان میں میری ملاقات کئی ایسے ہندوستانی مسلمانوں سے شروع سے ہوئی، جن کے ناموں کے ساتھ "ما" کا لاحقہ تھا۔ مگر ان کے نام میم سے شروع نہیں ہوتے تھے۔ میں تائیوان میں کئی ایسے مسلمان طلباء سے ملا، جنہوں نے اپنے نام کے ساتھ "ما" کا لاحقہ رکھا تھا۔ یہاں اس امر کا اظہار

toobaa-elibrary.blogspot.com

اظہار مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ملایا میں دیگر مسلمانوں کی طرح باپ اور بیٹے کے خاندانی نام مختلف ہوتے ہیں۔ باپ کا نام بیٹے کے لئے خاندانی نام بن جاتا ہے، اور پھر اسی طرح بات آگے چلتی ہے۔ کوئی تین ہزار سال قبل چینی باپ بیٹے کے نام بھی مختلف ہوتے ہیں۔ رومنوں کے عہد حکومت سے قبل اہل یورپ کا بھی یہی دستور تھا۔ منگولوں اور مانچوؤں میں بھی ناموں کا یہ اختلاف موجود تھا۔ ملایا کے میرے ایک دوست اس بات پر مصر ہیں کہ ان کا نام "ما" ہے، اور یہ کہ ان کے سب بچوں کے نام کے ساتھ "ما" لگے گا۔ اگر میں یہ کہوں کہ میں خاندانی نام "ما" کی سحر انگیز مقبولیت کے کشمکش و پیچ میں پڑ گیا ہوں، تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔

غیر چینیوں کی کثیر تعداد نے ایسے چینی نام اختیار کر لئے ہیں، جن کا تلفظ ان کے ابتدائی ناموں سے ہم آہنگ ہے۔ اس طرح انہوں نے ان ناموں کو اپنے خاندانی نام بنا لیا ہے۔ چنانچہ چین میں کئی عجیب و غریب خاندانی نام نکل آئے ہیں۔ چین کی ناموں کی کتاب میں تین سو خاندانی نام ہیں۔ میں نے سال کی محنت کے بعد سو نادر خاندانی ناموں کی ایک فہرست تیار کی ہے، اور ان میں ۸۰٪ مسلمانوں کے نام ہیں۔ خاندانی ناموں کی مکمل فہرست بنانا بے حد ممکن نہیں۔ کیونکہ لفظوں کا لفظی ترجمہ بے حد مشکل کام ہے۔ بہت سے الفاظ کا تلفظ واضح طور پر ایک جیسا ہے۔ تاہم میں اس کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں۔

خا (KHA) (خالد یا حسن) لاہ (LAH) (عبداللہ) داہ (DAH) (داؤد) سا (SAA) (سعد) آئی (AI) (عیسیٰ) مان (MAN) (منصور) باہ (BAH) (بدرالدین) شا (SHA) (شاہ یا شمس الدین) تہہ (TEH) (تیمور) ناہ (NAH) (نصیرالدین) منگ (TING) (دین) ہو (HU) (حسین) ہائی (HAI) (حیدر) وغیرہ وغیرہ۔

(ر) دوسری بریکٹ میں وہ الفاظ دیئے گئے، جو خاندانی ناموں کے ممکنہ اصل ہیں۔

(ز) بعض خاندانی نام حکومت کے منگولی زبان میں القاب کے تلفظ سے نکلے، اس کی ایک مثال دررو ہچ (DARUHATCH) کا عہدہ ہے، اس سے داہ (DAH) کا خاندانی نام نکل آیا۔

بعض مسلمانوں نے چو (CHU) کا خاندانی نام ہی (HEH) سے بدل دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ چینی لفظ "چو" کا تلفظ سوٴر کے لئے چینی لفظ سے ملتا جلتا تھا۔ مسلمانوں کو سوٴر سے بے حد نفرت ہے۔ تاہم صرف صوبہ آن ہوی (AN HUI) اور اس کے صدر مقام ننگ یانگ کے مسلمانوں نے "چو" کو خاندانی نام کے طور پر برقرار رکھا، کیونکہ وہ اپنے آپ کو مینگ خاندان کے پہلے شہنشاہ چو یوان چانگ کی اولاد کہتے ہیں۔ واضح رہے چو یوان چانگ نے سیاسی وجوہ کی بناء پر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان نہیں کیا تھا۔ ورنہ تحقیقات سے ثابت ہے کہ اس نے اسلام قبول کر لیا تھا۔

شمالی چین میں کثیر تعداد مسلمانوں کا خاندانی نام لی (LEE) ہے۔ تانگ خاندان کے عہد کے چھ شعراء میں سے جن کے خاندانی نام "لی" ہیں۔ تین شعراء یعنی لی ین شن (LEE YENSHEN) لی سوان (LEE HSUAN) اور لی شون سین (LEESHUN HSIEN) یا عربی نژاد یا ایرانی خاندانوں کے افراد تھے۔ ان کے اصلی ناموں میں "رضا" کا لفظ آتا ہو گا۔ تانگ خاندان کے دور میں "لی" کا تلفظ ری (RI) کیا جاتا تھا۔ کوریا میں "لی" کا تلفظ آج بھی "ری" کیا جاتا ہے۔

کوریا صوبہ فوکین اور صوبہ کوانگ ٹونگ کے لوگ آج بھی کئی الفاظ کا پرانا تلفظ برقرار رکھے ہوئے ہیں۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

مسلمانوں کی حیاتِ نو

تعلیم

پہلے کہا جا چکا ہے کہ ۱۶۴۴ء میں مانچوؤں نے چین پر قبضہ کیا، تو مسلمانوں نے کوئی وقت ضائع کئے بغیر منگ خاندان (۱۳۶۸ء سے ۱۶۲۸ء) کو پھر برسرِ اقتدار لانے کے لئے کوششیں شروع کر دیں۔ مانچوؤں نے مسلمانوں کے مقابلے کے لئے اپنی افواج بھیجنے کی بجائے ہانیوں سے مسلمان انقلابیوں پر جوابی حملے کروائے۔ ان کی اس حرکت کا مقصد مسلمانوں اور ہانیوں میں نفرت کا بیج بونا تھا۔ مانچو پھوٹ ڈالو، اور حکومت کرو کی اس سازش میں کامیاب ہو گئے۔ مانچوؤں کو جس غدار نے اس سازش کی راہ دکھائی، وہ ایک ہانی تھا۔ اس نے مانچوؤں کے سامنے ہتھیار ڈال کر ملک سے غداری کی تھی۔ یہ سازش ایسی کامیاب ہوئی کہ مسلمان اور ہانی ایک دوسرے سے نفرت کرنے لگے۔ یہ نفرت اتنی بڑھی کہ مسلمانوں نے چینی ہونے کے باوجود چینی زبان سیکھنے، لکھنے اور بولنے سے انکار کر دیا۔ یہ ایک احمقانہ حرکت تھی، جو نام نہاد "علماء" کے ایماء پر کی گئی۔ علماء کا کہنا تھا کہ جو بھی چینی زبان سیکھے گا، اسلام کے دائرے سے خارج ہو جائے گا۔ نیز جو انگریزی اور فرانسیسی زبان سیکھیں گے، ان کا تو بیڑہ ہی غرق ہو جائے گا۔ علماء کے اس فتوے کا اثر یہ ہوا کہ مسلمان سرکاری ملازمتوں سے محروم ہو گئے۔

یہی وجہ تھی کہ آگے چل کر مسلمان چینی زبان کے بارے میں علم کے میدان میں بہت پیچھے رہ گئے۔ تاہم تعلیم کی کمی ان کی ترقی کے راستے میں پورے طور پر حائل نہ ہو سکی۔ انہوں نے اپنے عزمِ راسخ کے بدولت کئی مشکلات پر عبور پا لیا۔

چینی مسلمان بالعموم نہایت صحت مند، محنتی اور مستقل مزاج ہوتے ہیں، ان میں اتحاد کا جذبہ بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔ اگر ان کا عقیدہ جدید تعلیم اور ضبط و نظم کا ساتھ دے، تو وہ قوم کے ستون ثابت ہو سکتے ہیں۔ میرے خیال میں مختلف ممالک کے عامۃ المسلمین میں اتحاد کا جذبہ شدت کے ساتھ موجود ہے، مگر ان کے راہنما اس جذبے سے محروم ہیں۔

ڈاکٹر سن یٹ سن نے ہانیوں کو مشورہ دیا تھا کہ ہمسایہ ممالک مثلاً افغانستان ایران، ترکی، ہندوستان اور عرب کے ساتھ تعاون کر کے مسلمانوں کی صلاحیتوں سے فائدہ اٹھائیں۔ (واضح رہے پاکستان اس وقت معرضِ وجود میں نہیں آیا تھا)

ڈاکٹر سن یٹ سن نے مزید کہا کہ مسلمانوں اور دیگر نسلی گروہوں کا تعاون حاصل کئے بغیر انقلاب آخری کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکتا۔

ڈاکٹر سن یٹ سن کے مشورہ پر عمل کیا گیا، اور حکومت نے تبت اور منگولیا میں جدید اصلاحات نافذ کرنے کے لئے کمیشن قائم کئے، اور چینی مسلمانوں کے لئے اسلامک ایجوکیشن کمیشن قائم کیا۔ نیز جمہوری حکومت نے مسلمانوں اور ہانیوں میں خیر سگالی کا جذبہ پیدا کرنے کی بہت کوشش کی۔

چین کے مسلمانوں پر ایک نظر

خاندان تانگ اور سونگ خاندان کے زمانے میں مسلمان چین کے امیر ترین لوگ تھے۔ انہیں غیر سرکاری طور پر چین کی درآمدی اور برآمدی تجارت کی اجارہ داری

toobaa-elibrary.blogspot.com

حاصل تھی۔ سمندر پار ممالک سے بھی ان کے تجارتی مفادات وابستہ تھے۔ اس زمانے میں دنیا کا کوئی ملک بھی تجارت کے میدان میں ان کی ہمسری نہیں کر سکتا تھا۔

یوان، سونگ اور مینگ خاندانوں کے زمانے میں کئی مسلمان سیاسین، سائنسدانوں ادبی شخصیتوں اور جہاز رانوں وغیرہ نے ثقافت کے میدان میں دنیا میں چین کا نام بلند کیا، مگر اس کی طاقت کا مظاہرہ نہ کیا۔ واضح رہے، جہاں تک ادبی شخصیتوں کا تعلق ہے، ان میں سے دس سے زیادہ شخصیتوں نے چینگ شی (CHING SHEH) کا اعزاز حاصل کیا، جو آج کل کے پی ایچ ڈی کے برابر ہے۔ مارکو پولو کے سفرنامے سے اس زمانے کی چین کی تصویر سامنے آجاتی ہے۔ چین کی اس وقت کی نرم اور فراخدلانہ حکمت عملی سترھویں، اٹھارویں اور انیسویں صدی کے مغربی ممالک کی اس حکمت عملی سے مختلف تھی، جس کا مقصد دیگر ممالک پر حملے کرنا، اقتدار جمانا اور استحصال کرنا تھا۔

مسلمان چنگ خاندان کے مانچوؤں کے مخالف تھے، کیونکہ انہوں نے غیر منصفانہ طور پر چین پر قبضہ جمایا تھا۔ مسلمانوں نے تنہا مانچوؤں کا مقابلہ کیا، کیونکہ ہانی آہستہ آہستہ ان کی جدوجہد سے الگ ہو گئے۔ مانچوؤں نے مسلمانوں کی جدوجہد کو بغاوتوں کا نام دیا، اور "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" کی حکمت عملی اپنا کر ہانیوں کے ذریعے مسلمانوں کی جدوجہد کو دبانے کی کوشش کی۔ مانچوؤں کی حکومت کے ایک سو سال بعد مانچو افسروں میں رشوت خوری آگئی۔ چنانچہ انہوں نے لوگوں کو لوٹنے کے لئے ہزاروں ہتھکنڈے اختیار کئے۔ ملک میں ہر کہیں اور دور افتادہ علاقوں میں بالخصوص مقامی بدمعاشوں اور "ظالم شرفاء" نے سر اٹھایا۔ دن دہاڑے ڈاکہ زنی اور جنسی بے راہ روی کے واقعات عام ہو گئے۔ مسلمان ہی اس بے راہروی کا زیادہ نشانہ بنے۔ ہزاروں مسلمان بے گھر ہوئے مشرقی ترکستان، شینسی، کانسو اور یونان کے مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا۔ مسلمانوں کو ایسے ایسے مصائب اور دکھوں کا سامنا کرنا پڑا کہ جمہوریت کے قیام کے

بہت عرصہ بعد تک وہ اس سطح پر نہ آسکے، جس پر وہ مانچوؤں کے چین میں برسر اقتدار آنے سے پہلے تھے۔

مسلمانوں کو ہانیوں سے الگ رکھنے کی حکمت عملی سے ہانیوں اور مسلمانوں میں دشمنی پیدا ہوئی۔ یہ حکمت عملی مانچوؤں کی سیاسی سازشوں کا نتیجہ تھی۔ ان سازشوں کی وجہ سے ہانیوں اور مسلمانوں میں مسلح جھگڑے ہوئے۔ مسلمانوں کو ہانیوں سے اتنی نفرت ہو گئی کہ انہوں نے چینی زبان سیکھنا چھوڑ دیا۔ وہ تعلیم کی کمی کے باعث پیچھے رہ گئے۔ چنانچہ معاشرے، تجارت اور حکومت وغیرہ میں ان کے اثر کا دائرہ کم سے کم تر ہوتا گیا۔ یہ نتیجہ تھا، اس مشورہ کا جو نام نہاد علماء نے انہیں دیا تھا کہ اگر تم چینی زبان سیکھو گے، تو اسلام سے دور ہو جاؤ گے۔ علماء نے چینی مسلمانوں کو طوطے کی طرح عربی رٹنے کا مشورہ دیا، جنہوں نے عربی سیکھی۔ وہ عربی بولتے تو کیا درسی کتابیں بھی نہیں سمجھ سکتے تھے۔ نام نہاد علماء نے مسلمانوں کو نقصان پہنچایا، اور وہ تعلیم کے میدان میں کئی عشرے پیچھے رہ گئے۔

اس صورت حال کے باوجود مسلمانوں نے کاروبار میں ترقی کی۔ وہ کئی سال تک چونگ کن (CHUNGKIN) ہان کاو (HANKOW) ننگ سیا (NING HSIA) اور لان چاؤ (LANCHOW) کے دس دس لاکھ آبادی کے شہروں کے چیمبر آف کامرس کے صدر منتخب ہوتے رہے۔ نیز وہ زمرد اور ریستورانوں کے کاروبار پر بھی اپنا قبضہ جمائے رہے۔ پیکنگ، نانگنگ اور شنگھائی میں گائے بیل اور بھینس کے گوشت کی تجارت پر تو روایتی طور پر ہی ان کا قبضہ تھا۔ اور یہ صورت حال اب بھی قائم ہے۔ اونٹوں، مویشی اور سمور کا کاروبار بھی مسلمانوں ہی کے ہاتھ میں ہے۔ مسلمانوں میں زیادہ تر کسان ہیں۔ کئی تعلیم یافتہ مسلمانوں نے فوج میں شمولیت کی، تو وہ اپنی محنت، لگن، ذہانت اور جرأت کے بل بوتے پر جنرل کے عہدے تک پہنچے۔ (واضح رہے کہ جمہوریت کے زمانے کے کئی ہانی جنگی سردار ان پڑھ تھے) متعدد مسلمان عربی زبان کو چینی زبان پر ترجیح دیتے تھے۔ اس کی وجہ ہانیوں اور مسلمانوں کی آپس کی دشمنی تھی۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

لیکن مشکل یہ تھی کہ چین میں عربی پڑھنا مفید نہ تھا۔ وہ صرف قرآن پڑھنے کے لئے عربی پڑھتے تھے۔ چنانچہ ان میں بہت کم اتنی عربی جانتے کہ عربی بول سکیں۔ انہیں دو سو سال پرانے طریقے کے مطابق عربی پڑھائی جاتی تھی۔ یہ ۱۹۲۵ء کی بات ہے کہ شیخ الیاس وانگ۔ چینگ۔ چائی (ELIAS WONG CHING CHAI) نے عربی چینی لغت تیار کی۔ شیخ موصوف ٹین سن کے رہنے والے ہیں۔ انہوں نے طلباء کی بیحد مدد کی۔ انہوں نے عربی سے چینی میں قرآن پاک کا ترجمہ بھی کیا۔ بعض حاسدوں نے انہیں "جدیدیہ" قرار دیا۔ دراصل شیخ موصوف قدیم فرقے کے مخالف تھے۔ لہٰذا وہ جدیدیہ قرار پائے۔ یہاں میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ بعض چینی مسلمان طلباء جنہوں نے قدیم مکتبوں میں تعلیم حاصل کی تھی، آگے چل کر اہم علماء ثابت ہوئے۔ جدید نوجوان کے دل و دماغ منور ہوئے۔ انہوں نے پرانی طرز کے علماء سے کنارہ کشی کر لی۔ بعض مساجد میں چینی زبان کے حامیوں کے زیر اثر عربی کے ساتھ چینی کی تعلیم بھی شروع کی گئی۔ مساجد میں عربی کی تعلیم عربی لہجے کی بجائے ایرانی لہجے میں دی جاتی ہے۔ یعنی ابجد کا الف۔ با۔ تا کے بجائے الف۔ بے۔ تے۔ ثے تلفظ کیا جاتا ہے۔

(ا) ۱۹۱۰ء میں شیخ محمد۔ وانگ۔ ہاؤ۔ جان (WANG HAO JAN) نے آکس سٹریٹ (پیکنگ کا اسلامی محلہ) میں مسلمانوں کے لئے ایک ابتدائی سکول جاری کیا۔ مسلمان دانشوروں نے نئے طریقۂ تعلیم کی حمایت کی۔ چنانچہ بارش کے بعد بانس کی شاخوں کی طرح مسلمانوں کے لئے جدید طرز کے سکول قائم ہونے شروع ہو گئے۔

(ب) ۱۹۲۵ء میں شیخ اے۔ رحیم۔ ما۔ سن۔ ٹینگ (A-KAHIM MA SON TING) کی کوششوں سے پیکنگ میں چن۔ تا (CH ENT AH) نارمل سکول قائم ہوا۔ ایم۔ ٹانگ۔ کو۔ سان (M-TANG KO SAN) کو سکول کا پرنسپل مقرر کیا گیا۔ شیخ ما تین بار قاہرہ گئے، اور شاہ فواد اور شاہ فاروق کی مدد سے جامعہ الازہر سے کتابیں اور دو استاد حاصل کئے۔ اس طرح سکول مذکورہ میں کئی ہزار کتابوں پر مشتمل ایک لائبریری قائم کی گئی۔ یہ مسلمانوں کی پہلی لائبریری تھی۔ اس سکول سے کئی علماء نے

سند حاصل کی۔ ان میں ایک عالم بعد میں کویت میں چین کے سفیر مقرر ہوئے۔

(ج) یونان کے مینگ۔ تا اسلامک مڈل سکول نے جامعہ الازہر میں تعلیم کے لئے کئی طلباء بھیجے، اور اسلام کی خدمت انجام دی۔ شیخ محمد مقیم، شیخ ایم شاہ کورچن (M SHAH KUR CHEN) نور ناشون (NOOR NA SHUN) وغیرہ اسی سکول کے فارغ التحصیل ہیں، اور چین کے علماء میں شمار ہوتے ہیں۔

(د) ۱۹۲۸ء میں شنگھائی میں اسلامک نارمل سکول قائم ہوا۔ شیخ نور۔ محمد۔ تا۔ پو۔ شینگ (NOOR MOHD TA PU SHENG) اس کے پرنسپل مقرر ہوئے۔ انہی کی طرف سے محمد مقیم کو ۱۹۳۱ء میں مصر بھیجا گیا۔ شیخ موصوف نے پانچ اور طلباء کو بھی جامعہ الازہر میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ ان میں حاجی ابوبکر ای۔ ٹی۔ ہو (HAJI ABU BAKAR E-T-HU) جو اب ملائشیا میں ہیں، اور داؤد سی۔ ایم۔ ٹنگ (DAWUD C.M TING) بھی تھے، جو اب تائیوان کے نامزد سفیر ہیں۔

(ر) ۱۹۲۷ء میں جنوب مغربی چین کے صوبہ ژیچوان (SZECHUAN) کے شہر وان۔ سین (WAN HSIEN) میں وان سین اسلامک نارمل سکول قائم ہوا۔ اس سکول نے کئی طلباء تعلیم کے لئے جامعہ الازہر بھیجے۔

(ز) ۱۹۳۲ء میں چین کے شمال مغربی صوبہ ننگ سیا میں ننگھ سن مسلم نارمل سکول قائم ہوا۔ یہ سکول صوبائی صدر مقام کے مشرقی بازار میں قائم کیا گیا۔ اس میں اچھی طرح چینی زبان نہ جاننے والے آئمہ مساجد کو چینی پڑھانے کا انتظام کیا گیا۔ اس سکول میں جدید سکولوں کی طرح ریاضی، تاریخ، جغرافیہ، سائنس پڑھانے کا انتظام کیا گیا۔ ان مضامین کے اساتذہ غیر مسلم چینی تھے۔ قرآن، حدیث، تاریخ اسلام، رسول اللہ کی سوانح عمری، عربی میں پڑھانے کا کام مصری اور عربی بولنے والے چینی مسلمان اساتذہ کے سپرد کیا گیا۔ اصول تعلیم، نفسیات، تعلیم کا نصاب انتظامی امور، شہریت اور اخلاقیات پڑھانے کا بھی انہی سکولوں میں انتظام ہوا۔ ان سکولوں کے لئے چار سو طلباء میں سے پچاس طلباء کو ۱۹۲۵ء اور ۱۹۳۱ء کے درمیان دینیات کی اعلیٰ تعلیم کے لئے جامعہ الازہر بھیجا گیا۔ سکول کے منتظمین نے طلباء کے اخراجات برداشت

toobaa-elibrary.blogspot.com

کئے۔ حکومت دینی تعلیمات سے بے نیاز تھی۔ اس سلسلہ میں حکومت نے کسی قسم کی مالی امداد نہ کی۔

(س) جنرل محمد ما۔فو۔سیانگ (M.. FU HSIANG) مرحوم اور ان کے بیٹے حسان۔ما۔ہونگ کوی (HASSAN MA HUNG KWEI) نے جو صوبہ ہائے کانسو اور ننگ سیا کے گورنر تھے۔ چینی مسلمانوں کے لئے سکول کھولنے میں مدد کی۔ ان سکولوں میں طلباء کی تعداد ۱۳۰ تھی۔ جو بالخصوص مساجد کی امامت کے لئے تیار کئے گئے۔ سابق گورنروں یعنی محمد ما۔لینگ (MA LING) اور جنرل خالد۔ما۔فانگ (MA BU FANG) نے (جو اب سعودی عرب میں ہیں) مسلمانوں کے لئے ۱۱۶ سکول قائم کئے۔ صوبہ شنگھائی میں مڈل سے اوپر کے درجے کی تعلیم کا انتظام تھا۔ یہ سکول بہت کامیاب رہا۔

(ش) پیپنگ (PEIPING) یعنی پیکنگ کا شمال مغربی کالج سابق اسلامیہ کالج مسٹر صالح۔سن۔شیعون۔وو (SALLEH SUN SHEN WU) حال مقیم تائی پی۔ مسٹر ابراہیم۔ٹی۔وائی ما حال مقیم ملائشیا، پیکنگ کے مسٹر شعیب۔ونگ۔چوان (SHUIB WONG CHUAN) اور ۱۹۳۶ء کی چین کی جنگ کے ہیرو مارشل عمر۔پائی۔چونگ۔سی اور جنرل محمد ما۔فو سیانگ کی کوششوں سے آکس سٹریٹ میں قائم ہوا۔ آکس سٹریٹ کے علاقہ میں ۲۰ ہزار مسلمان رہتے ہیں۔ اس کالج میں ۲۱ کلاسیں شروع کی گئیں۔ بعد میں پرائمری سکول کے لئے ایک بڑا کمرہ، دفاتر کے کمرے اور ۳۴ کلاس روم تعمیر کئے گئے۔ تمام عمارتیں مسلمان راہنماؤں اور عوام کی مالی امداد سے تعمیر کی گئیں۔ یہ واحد پرائمری سکول ہے، جس کو حکومت کی طرف سے ۱۲ ہزار ڈالر ماہانہ امداد ملی۔ یہ امداد آج کل کے ۱۲ ہزار پونڈ کے برابر ہے۔

(ص) اس موقعہ پر مسلمانوں کے سب سے پہلے سکول چونگ ینگ (CHUNG YING) کا ذکر نہ کرنا مناسب نہ ہوگا۔ یہ سکول ۱۹۰۷ء میں ایک امیر کبیر مسلمان چیانگ۔سین۔شو (CHIANG SEN SHU) کے چاندی کے ۲۰ ہزار تائل کے سرمائے سے قائم ہوا۔ یہ رقم آج کل کے

۲۰ ہزار پونڈ کے برابر ہے۔ اس کے لئے چینی زبان کا نصاب اختیار کیا گیا، مگر اسلام کی تعلیم کے لئے پریڈ رکھے گئے۔ مسٹر چیانگ کی وفات کے بعد اس پر غیر مسلموں نے قبضہ کر لیا۔

(ض) ۱۹۲۸ء میں صوبہ چی کیانگ (CHEKIANG) کے شہر ہانگ چاؤ میں موہسن (MU HSIN) یعنی اسلامی حیات نو مڈل سکول قائم کیا گیا۔ اس میں تعلیم حاصل کرنے والے بیشتر طلباء غیر مسلم تھے۔

خواتین کے لئے مسجد

اسلام عورتوں اور مردوں کو اکٹھا نماز پڑھنے کی اجازت دیتا ہے[۵۵]۔ لیکن مردوں کے لئے پہلی صف میں کھڑا ہونا لازم ہے۔ کئی نام نہاد "ہوشیار" چینی ائمہ نے عورتوں کو مسجد کی بجائے گھروں میں نماز پڑھنے کا مشورہ دیا۔ یہ مشورہ حاسد خاوندوں اور بیٹوں کے لئے خوش آئند تھا، جو مسجد کو عورتوں کے لئے مناسب جگہ قرار نہیں دیتے، اور چاہتے ہیں کہ عورتیں صرف گھر کے کام کاج میں مصروف رہیں۔ ماضی میں ریڈیو ایجاد نہیں ہوا تھا، چنانچہ عورتیں ائمہ مساجد کا خطبہ بھی نہیں سن سکتی تھیں۔ خاوند اور والد حضرات اتنی تکلیف بھی گوارا نہیں کرتے تھے کہ امام مسجد کے خطبہ کے بعض اہم نکات ہی اپنے گھر والوں کے سامنے دہرا دیں۔ کئی دیگر مسلمان ممالک میں بھی یہی صورت حال پائی جاتی ہے، مگر ملائشیا میں کم ہے۔

چنانچہ چینی عورتوں نے اکٹھی عبادت کرنے کے لئے ایک راستہ نکال لیا، انہوں نے اپنی مسجد الگ بنالی۔ یہ بات کچھ لوگوں کو عجیب معلوم ہوگی۔ چین کے بعض مسلمانوں کے نزدیک یہ ایک انقلابی قدم تھا۔ پیکنگ میں عورتوں کے لئے دو مساجد تعمیر ہوئیں۔ وہ عام دنوں میں خود نماز پڑھتیں، مگر جمعہ کے روز امامت کے لئے کسی مرد امام مسجد کو بلا لیتیں۔ عورتوں کی مساجد میں ایک خاتون خطیب ہفتے میں دو بار عورتوں کی مسجد میں تقریر کرتی۔ اسے اس کام کے لئے تنخواہ ملتی۔ میرے خیال میں اسلام سے پورے طور پر واقفیت نہ رکھنے

toobaa-elibrary.blogspot.com

والے ائمہ مساجد کے رویہ کے خلاف یہ خاموش احتجاج کی ایک صورت تھی۔

قرآن پاک کا ترجمہ

١٩٢٥ء سے پہلے تک چین میں قرآن پاک کا مکمل ترجمہ موجود نہ تھا۔ چینی مسلمان مصر سے درآمد کئے ہوئے سکے کے ٹائپ سے قرآن کا عربی متن چھاپ لیا کرتے تھے۔ بیسویں صدی سے پہلے لیو۔شی (LIU CHE) نے پارہ وار پہلی بار قرآن کا ترجمہ کیا۔ دوسرا ترجمہ شیخ ما۔ فو۔ چو (MA FU CHU) نے شروع کیا۔ مگر وہ بیس پاروں کا ترجمہ کر پائے تھے، کہ ان کا انتقال ہوگیا ١٩٢٧ء کے بعد شنگھائی کی مسلم کلچرل ایسوسی ایشن نے اس کے صرف پانچ پاروں کا ترجمہ شائع کیا۔ باقی پندرہ پارے چین کی خانہ جنگی میں ضائع ہو گئے۔

١٩٢٧ء میں مسٹر لی ٹیک۔سنگ (LEE TIEK TSING) نے قرآن پاک کے ایک جاپانی ترجمے سے چینی زبان میں ترجمہ کیا۔ یہ راڈ ول (RAO WELL) کے ترجمے پر مبنی تھا۔ یہ چینی زبان میں قرآن پاک کا پہلا مکمل ترجمہ تھا۔ مسٹر لی نے ترجمہ مکمل کرلے کے بعد اسلام قبول کرلیا۔

١٩٢٨ء میں شنگھائی کے ایک لکھ پتی یہودی نے جس کا نام ہارڈن (HARDON) تھا، قسم کھائی کہ چینی زبان میں قرآن پاک کا ترجمہ کرائے گا۔ مسٹر ہارڈن بغداد میں پیدا ہوا تھا، اور ابتداء میں چوکیدار تھا۔ چنانچہ شیخ لی۔یو۔چن (LEE YU CHEN) نے شیخ سہو۔ زی۔ مینگ (HSUEH TZE MING) کے ساتھ مل کر قرآن پاک کا ترجمہ کیا۔ یہ ترجمہ مولانا محمد علی کے ترجمے پر مبنی تھا۔ سپٹرز چونگ۔ جہہ۔ فو اور نان۔ کانگ۔ پو (FAN KANG PU) جیسے علماء نے اسے بلند پایہ چینی زبان کے سانچے میں ڈھالا۔ یہ ترجمہ ١٩٣١ء میں چار جلدوں میں اعلیٰ چینی کاغذ پر مجلّد صورت میں چھپا۔ چینی زبان میں کلام پاک کا یہ دوسرا مکمل ترجمہ تھا۔ ترجمے کی اشاعت کے بعد مسٹر ہارڈن کا انتقال ہوگیا۔ یہ ترجمہ اداروں اور افراد میں تقسیم کیا گیا۔

قرآن پاک کا تیسرا ترجمہ مشہور مسلمان عالم شیخ الیاس۔ وانگ۔ چینگ۔ چائی،

(ELIAS WANG CHING CHAI) نے کیا۔ موصوف ایک مدرسہ کے فارغ التحصیل تھے۔ ان کا ترجمہ عام چینی زبان میں تھا۔ انہوں نے اسے ١٩٢٨ء میں مکمل کیا۔ عربی زبان کے مندرجہ ذیل علماء نے شیخ الیاس کا ہاتھ بٹایا۔ یعنی شیخ اے رحیم ما۔ سونگ۔ ٹنگ (MA SUNG TING A-RAHIM) امیر می۔ ہوانگ۔ چانگ (AMIR MI HUANG CHANG) محمد ما۔ شانگ۔ ٹینگ (MOHDMA SHANG TING) علی چاؤ۔ چن۔ وو (ALI CHAO CHEN WO) ابوبکر۔ یانگ پو۔ چنگ (ABU BAKR YANG HSI JU) یوسف۔ ینگ۔ پو۔ چینگ۔ (YUSOF YING PU CHING) اور ابراہیم چن۔ چنگ۔ کیا (IBRAHIM CHEN CHENG KIA) محمد۔ چاؤ دین۔ فو (MOHAMMAD CHAO WEN FU) کئی دیگر مسلمانوں نے مالی امداد کی۔ مسلم پروگریسو ایسوسی ایشن نے اس ترجمہ کی ایک ہزار جلدیں شائع کیں۔ شیخ الیاس نے استنبول کے سعد پریس کے شائع کردہ قرآن کے عربی متن سے یہ ترجمہ کیا۔ انہوں نے تین بار ترجمے پر نظر ثانی کی۔ بالآخر انہوں نے اپنی تیسری کوشش کو قابل اشاعت قرار دیا۔

قرآن پاک کا چوتھا ترجمہ شیخ محمد۔ یانگ۔ چونگ۔ مینگ (MOHAMMAD YANG CHCNG MANG) نے کیا۔ انہیں عظیم جی نی لیس یعنی نابغہ کہا جاتا ہے۔ آپ چینی زبان کے علاوہ عربی زبان کے بھی عالم تھے۔ یہ ترجمہ چینی کے قدیم کلاسیکی اسلوب میں کیا گیا ہے۔ یہ ترجمہ تین جلدوں میں چھپا۔ اور کئی دانشوروں نے پڑھا۔ اس ترجمے سے صرف علماء ہی مستفید ہو سکتے ہیں۔ یہ ترجمہ عام پڑھے لکھے چینی کے فہم سے بالا ہے۔

قرآن پاک پانچواں ترجمہ پروفیسر خالد شہی۔ زی۔ چو (KHALID SHIH TZE CHOW) نے کیا۔ آپ تیین سین کے رہنے والے تھے، اور نوّے برس کی عمر میں تائیوان میں فوت ہوئے۔ یہ ترجمہ ماندرین چینی میں ہے۔ یہ بھی مولانا محمد علی کے ترجمے پر مبنی ہے۔

شیخ محمد مقیم نے جو لیونان کے رہنے والے ہیں، قرآن پاک کا چھٹا ترجمہ کیا۔ آپ دارالعلوم قاہرہ (جامعہ الازہر) کے فارغ التحصیل ہیں۔ وہاں آپ نے آٹھ سال تک تعلیم حاصل

toobaa-elibrary.blogspot.com

کی۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ چین خاص واپس چلے گئے۔ میں نے اپنے قاہرہ کے دورے کے زمانے میں ان کے ترجمہ کی پہلی جلد دیکھی تھی۔ آپ کو چین کی اشتراکی حکومت نے ترجمہ شائع کرانے کے لئے کوئی مالی امداد نہ دی، تو آپ نے ترجمے کا باقی حصہ جو شائع نہ ہو سکا تھا، اسے چین میں مقیم شامی ڈپلومیٹ کے حوالے کر دیا۔ وہ اس ترجمے کو شام لے گئے۔ ہم شامی ڈپلومیٹ کے نام سے ناآشنا ہیں۔

قرآن پاک کا ساتواں ترجمہ ۱۹۷۱ء میں ہوا۔ یہ ترجمہ سنگاپور کے شمس۔ تونگ۔ تاؤ۔ چانگ (SHAMS TUNG TAO CHANG) نے کیا۔ آپ سنگاپور کے ایک بڑے چینی اخبار کے چیف ایڈیٹر تھے۔ یہ ترجمہ ادارہ نورالاسلام نے سلسلہ وار شائع کیا ہے، مگر اب تک کتابی صورت میں نہیں آیا۔ یہ ترجمہ علامہ عبداللہ یوسف علی کے انگریزی ترجمے پر مبنی ہے نیز چھ اور چینی اور انگریزی تراجم سے بھی مدد لی گئی ہے۔

مجالس ـــــ جو ڈاکٹر سن۔ یٹ۔ سن کی بنا کردہ ہیں،

چینی جمہوریت نے نئی اور مناسب حکمت عملی اختیار کرکے آہستہ آہستہ مسلمانوں سے حکومت کے بارے میں ان کا رویّہ تبدیل کرا لیا، اور ان کا تعاون حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئی۔

ڈاکٹر سن۔ یٹ۔ سن کی تصنیف "عوام کے تین اصول" پر مبنی حکمت عملی سے جمہوریت نے مسلمانوں کو بیدار کیا، اور انہیں اپنی انجمنیں بنانے کی ترغیب دی، تاکہ وہ ان کے ذریعے ملک کی تعمیر نو میں حصہ لے سکیں۔

پہلے میں ڈاکٹر سن۔ یٹ۔ سن کی تصنیف "عوام کے تین اصول" سے چند سطروں کا ترجمہ پیش کروں گا۔

"عوام کے تین اصول" کا سب سے پہلا مقصد یہ ہے کہ تمام نسلوں کو مساوی درجہ

حاصل ہو۔ چین میں مسلمان کئی نسلوں سے ظلم و تعدی کا شکار ہوتے رہے ہیں، مگر ان کا انقلابی جذبہ ہمیشہ بلندی پر رہا ہے۔ اب ہمیں مسلمانوں کو بیدار کرکے انہیں عوام کی تحریک آزادی میں شامل ہونے کے لئے ابھارنا ہے۔"

"مسلمان بہادر لوگ ہیں، وہ انصاف کے لئے قربانیاں دے سکتے ہیں۔ اگر ہم انہیں انقلاب میں شامل ہونے کے لئے آمادہ کر سکیں، تو وہ ہمارے لئے ایک قلعہ ثابت ہوں گے۔"

"قومی انقلاب امپریلزم کا خاتمہ چاہتا ہے۔ چینی جمہوریت یہ کام تنہا نہیں کر سکتی۔ چنانچہ ہمیں کمزور اقوام کا تعاون حاصل کرنا پڑے گا۔"

ایران، ترکی، ہندوستان، افغانستان اور عرب کمزور اقوام ہیں۔ یہ سب ممالک اسلام کے پیرو ہیں۔ ان ممالک کی اکثر آبادی انقلابی فطرت کی مالک ہے۔ وہ سب ایک دن متحد ہو کر یورپی امپیریلزم کے خلاف اٹھیں گے، اور اسے نیست و نابود کر دیں گے۔

"المختصر چین کی عوامی تحریک مسلمانوں کے تعاون کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی۔ مسلمانوں کے مکمل اتحاد کے بغیر امپریلزم کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا۔"

ڈاکٹر سن۔ یٹ۔ سن ایک دور اندیش انسان تھے کہ انہوں نے ایسا اعلان کیا۔ مسلمان یقیناً محب وطن اور بہادر قوم ہیں۔ شان۔ ہائی۔ کوان (SHAN HAI KUAN) یعنی دیوار چین کے مشرقی دروازے کا کمانڈر جاپانیوں کے دیوار کے اندر آنے کی کوشش کے سامنے ڈٹ گیا، اور جان دے دی۔ یہ کمانڈر لیفٹیننٹ کرنل محمد آن۔ تہی۔ سن (MOHAMMAD AN TEH HSIN) تھا۔ اس نے جاپانیوں سے صاف صاف کہہ دیا کہ جب تک میں اور اس کے ساتھی زندہ ہیں، کوئی جاپانی سپاہی دیوار سے اندر نہیں آ سکتا۔ جاپانی صرف ہماری لاشوں سے گزر کر دیوار سے گزر سکتے ہیں۔ چنانچہ ۳ر جنوری ۱۹۳۴ء کو دیوار کے دروازے کے محافظوں نے قوم کے لئے عظیم قربانی دی۔ انہوں نے سب سے پہلے ملک پر جان نچھاور کی۔ علاقے کے مسلمانوں نے لیفٹیننٹ کرنل اور اس کے سپاہیوں کو پورے احترام کے ساتھ دفن کیا۔

toobaa-elibrary.blogspot.com

وسطی اور مشرقی چین کے مسلمان نسبتاً پسماندہ نہ تھے۔ انہوں نے مسلمانوں کی انجمنیں قائم کرنا شروع کیں۔ یہاں یہ بتادینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مانچو خاندان سے پہلے اور اس کے ابتدائی زمانے میں مسلمان خاصے منظم تھے۔ ہر مسجد بڑی جماعت یعنی اسلام کی ذیلی شاخ تھی۔ مسلمانوں کی بیاہ شادی، جنازوں اور معاشرتی کام سب مسجدوں میں ہی ہوا کرتے تھے۔ لیکن مسجدوں کی تنظیم میں خرابیاں پیدا ہوگئیں، اور مسجد صرف اپنے معاملات تک ہی محدود ہو کر رہ گئی۔ مسجد کے انتظام کے لئے ایک کمیٹی ہوا کرتی تھی، جو مسجد کے اخراجات کی جن میں طلباء کے کھانے پینے کا خرچ، مسجد کے امام، خطیب اور مؤذن کی تنخواہ شامل ہوتی، دیکھ بھال کرتی۔

ہر مسجد سے چھ سے بارہ تک طلباء متعلق ہوتے، ان طلباء کو غلطی سے خلیفہ کہا جاتا۔ چین کی بعض مساجد کی مالی حالت بہت اچھی تھی، کیونکہ مسلمان ان کی دیکھ بھال اچھی طرح کرتے تھے۔

شنگھائی کی مسلم ایسوسی ایشن، مساجد کے امام لیڈر شنگھائی کے لوگوں کی ہر طرح دیکھ بھال کرتے نہیں تھے، کیونکہ وہ چینی زبان بہتر طور پر نہیں جانتے تھے۔ بلکہ ان کے لیڈر تعلیم یافتہ راسخ العقیدہ مسلمان اور امیر چینی تھے۔

یہ ایسوسی ایشن مندرجہ امور کی دیکھ بھال کرتی تھی:

(۱) مساجد کے سبھی امور۔

(ii) شنگھائی کے مسلمانوں کے مفادات کا تحفظ اور ان کی بہبود کے کام۔

(iii) مسلمانوں کی ملازمتوں کے بارے میں حقائق کی تحقیق۔

(iv) دیگر جگہوں کی اسلامی انجمنوں سے تعاون۔

(۲) ۲۱ ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی کا انتخاب۔ چودہ سب کمیٹیاں بنائی گئیں۔ ان کے ذمے یہ کام تھے:

(۱) اسلام کے بارے میں کتابوں کی اشاعت۔

(ii) تبلیغ اسلام۔

(ب) پروگریسیو مسلم ایسوسی ایشن آف چائنا کے نام سے پیکنگ میں ۱۹۱۲ء میں ایک اور انجمن قائم ہوئی۔ اس انجمن کے سربراہ شیخ محمد وانگ ہاؤجان (MOHAMMAD WANG HAO JAN) تھے۔ آپ نے ۱۹۰۲ء میں ترکی کا دورہ کیا، اور پیکنگ میں پہلا اسلامی سکول قائم کیا۔ اس میں اسلام اور چینی زبان کی تعلیم دی جاتی تھی۔

(ج) اکتوبر ۱۹۲۸ء میں مسلمانوں کی ایک اور انجمن کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے بانیوں میں مسٹر ہا۔ شاؤ۔ فو (HA SAAO FU) ما۔ژی۔ تانگ (MA YI TANG) شاہ۔ شان۔ یوی (SHAH SHAN YUI) وو۔ تہ۔ کونگ (MU TEH KUNG) (جو شنگھائی کے ایک بڑے اخبار کے چیف ایڈیٹر تھے۔ صالح ایس ڈبلیو سن ڈائریکٹر گورنمنٹ الیکٹرک سپلائی شنگھائی نور محمد پی ایس تا (NOOR MAHAMMAD P.S TAH) شنگھائی کی عظیم مسجد کے امام صاحب شامل تھے۔ اول الذکر تین اصحاب امیر کبیر مسلمان اور ماہر تعلیم تھے۔

اس ایسوسی ایشن کے حسب ذیل مقاصد تھے:

(۱) چینی مسلمانوں کا اتحاد۔

(ii) ڈاکٹر سن۔ یٹ سن کی تعلیمات کی روشنی میں حکومت کی مدد۔

(iii) آئمہ مساجد کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام اور اسلام کی تبلیغ۔

(iv) مسلمان نوجوانوں کی تعلیم کے لئے سکولوں کا اجراء۔

(د) ستمبر ۱۹۳۴ء میں عموی انجمن اسلامیان چین قائم کی گئی۔ صوبہ شان۔ تونگ (SHAN TUNG) کے سابق گورنر جنرل محمد۔ ما۔ لیانگ (MOHD MALIANG) اور تونگ جن۔ فو (TUNG JEN FU) اس انجمن کے بانی تھے۔ مختلف صوبوں میں اس کی شاخیں قائم کی گئیں۔ ان صوبوں کے مسلمان راہنما شاخوں کے چیئرمین بنائے گئے۔

(ر) شنگھائی میں ۱۹۳۶ء میں مسلمانوں کی ایک تعلیمی انجمن قائم ہوئی۔ اس انجمن کے سرکردہ راہنماؤں میں اعلیٰ درجے کے تعلیم یافتہ راہنما شامل تھے۔ مثلاً امام۔ ہا۔ تہہ چن (HA TEH CHEN)

toobaa-elibrary.blogspot.com

ہا۔شاؤ۔فو (HA SHAO FU) شا۔شان۔یوی (SHAN SHAN YUI) وو۔ تنہہ۔ کونگ (WU TEN KUNG) اور ما چنگ ینگ (MA CHING TSING) وغیرہ شامل تھے۔

اس انجمن نے اپنی توجہ قرآن پاک کے ترجمے پر مرکوز رکھی، اور ایک خبرنامہ بھی شائع کرنا شروع کیا۔ اس طرح چین کے مسلمانوں سے متعلق پرانا ادب شائع کیا۔

(ر) شنگھائی ہی میں ۱۹۳۴ء میں ایک نوجوان نے جس کا نام ابراہیم ٹی۔وائی۔ ما تھا انجمن ثقافت مسلمانان چین قائم کی۔ یہ نوجوان اب ملائشیا میں ہیں۔ سعد۔ وائی۔ وانگ (SAAD Y WANG) مرحوم۔ داؤد لو (DAWOOD LU) حال مقیم آسٹریلیا الیف۔ ایل۔ ما (F.L.MA) اور فو۔ تونگ سین (FU TUNG HSIEN) لیکچرر سینٹ جان یونیورسٹی شنگھائی اور بعض اور لوگوں نے ابراہیم ٹی۔ وائی۔ ما سے تعاون کیا، اور انجمن کے بانی رکن بنے۔

ان نوجوانوں کے سامنے یہ مقاصد تھے،

(i) اسلامی ثقافت کے بارے میں کتابوں کی اشاعت۔

(ii) دیگر ممالک کے مسلمانوں سے تعاون۔

(iii) اسلامی ثقافت کی ترویج اور ہمت افزائی۔

(س) چین کے صوبہ شانسی (SAANSI) کے صدر مقام تائی۔ یوان (TAI YUAN) میں ۱۹۲۳ء میں انجمن تبلیغ اسلام قائم ہوئی۔ صوبہ شانسی کا نامور مسلمان راہنما محمد۔ ما۔ چون (MOHAMMAD MA CHUN) اس انجمن کے سربراہ تھے۔

اس انجمن نے قرآن پاک کے ترجمے اور اشاعت کا انتظام کیا۔ صوبہ یونان کے مشہور صاحب سیف و قلم حاجی ینگ۔ کوان۔ یوی (HAJI YING KUAN YUI) نے اسلام کے موضوع پر مقالات لکھے۔ یہ انجمن روزنامے میں شائع شدہ مضامین کا معاوضہ بھی ادا کرتی تھی۔

دیگر صوبوں میں بھی مسلمانوں کی کئی انجمنیں تھیں۔ ان کے ذکر کے لئے دو ایک مزید صفحات کی ضرورت ہے۔ بہرحال مذکورہ بالا بیان سے ان کے بارے میں عندیہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

گیارھواں باب

چینی ثقافت اور مسلمانان چین کے بارے میں تبصرہ

ہانیوں (HANS) کے بارے میں تبصرہ

بلاشبہ چین ایک شاندار اور قدیم تہذیب کا مالک ہے۔ چین نے کئی ایجادات کی ہیں۔ ان سے قطع نظر چین نے فن طباخی، ریشم، چینی ظروف سازی، کندہ کاری اور کئی دیگر فنون میں معراج حاصل کیا۔ چینیوں نے موجودہ زمانے کی ایجادات سے کہیں پہلے اپنے گھروں کو سردیوں میں گرم رکھنے کے لئے قدیم طرز کا ایک نظام اختیار کیا۔ انہوں نے ہر موسم کے لئے لباس تیار کئے، اور سردیوں میں سمور کا استعمال اختیار کیا۔

وہ خوراک، رہائش، لباس اور مواصلات کے سلسلہ میں جو ثقافت کی چار بنیادی چیزیں ہیں، ترقی یافتہ تھے۔ انہوں نے آپس کے تعلقات کے سلسلہ میں ایک ضابطہ اخلاق بھی وضع کیا، اور اسے ترقی دی۔ ان کی شاہی محلات کی تقاریب اور بیاہ شادی اور موت کی رسومات بے شک پیچیدہ تھیں۔ لیکن دیگر عقائد رکھنے والوں کے سلسلہ میں رواداری جو باہمی سوجھ بوجھ کا نتیجہ تھی، قابل تعریف بات تھی۔ عوام میں مذہبی جھگڑے شدید نوعیت کے نہ تھے۔ بالعموم ہانیوں پہ اگر سختی نہ ہوتی، تو وہ جارحیت کرنے سے بچتے تھے کنفوشش

toobaa-elibrary.blogspot.com

نے کئی بار خدا کا ذکر کیا ہے، مگر بالعموم بانی مذہب سے بے نیاز ہیں، مگر وہ اپنے بزرگوں کی پرستش کرتے ہیں، پرستش کا یہ رواج چار ہزار سال قبل شروع ہوا۔ اسی زمانے میں چینی ثقافت کی ابتداء ہوئی۔

چین میں درمیانہ طبقہ کے لوگ ہی بتوں کی پوجا کرتے ہیں، معمر لوگ اور بالخصوص عورتیں دیوتاؤں کے معابد میں جاتی ہیں۔ اگر کوئی شخص پوچھے کہ معمر عورتیں مندروں میں پوجا کے لئے کیوں جاتی ہیں، تو اس کا صاف سیدھا جواب یہ ہے کہ "مسرت" خوشحالی، امن اور لمبی عمر حاصل کرنے کے لئے جاتی ہیں۔

بدھ مت جو ایک اچھا مت ہے، مشرقی ہان خاندان کے شہنشاہ ہوان۔ ٹی (HOAN TI) کے زمانے میں چین پہنچا۔ اس شہنشاہ نے ۱۴۷ء سے ۱۵۰ء تک حکومت کی۔ علمائے چین بدھ مت کی چین میں آمد کی اس تاریخ پر متفق ہیں۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ اس مت نے قنوطیت کی تعلیم دینا شروع کر دی، ترقی سے دور ہوتا گیا، اور انسانی توہمات کی زد میں آگیا۔ اٹھارہویں صدی کے بعد بدھ راہبوں نے اس کی صورت بگاڑ کر رکھ دی۔

انسان مذہب کے معاملے میں بہت آگے نکل جاتا ہے۔ بدھ مت کے ماننے والوں نے بدھ کی پرستش شروع کر دی۔ حالانکہ بدھ نے اپنے پیروکاران کو اپنی پرستش سے منع کیا تھا۔ انہوں نے اپنے بنائے ہوئے بتوں کی بھی پرستش شروع کر دی۔ جنوب مشرقی ایشیا میں رہنے والوں نے "تا۔ پوہ۔ کنگ (TA POH KUNG) اور کیو۔ وانگ۔ ئی (KUWANG TEH) ایجاد کر لئے۔ میں نے بچشم خود رحم کی دیوی۔ لاؤزی (LAO TZE) اور گاندھی کے بت ملکا (MALACCA) کے مندر میں اکٹھے دیکھے ہیں۔ واضح رہے، رحم کی دیوی کا بدھ مت سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔

تاؤمت (TAO ISM) بھی واحد وہ چینی مذہب ہے جس کی تانگ خاندان کے حکمران

وو۔ سونگ (WU TSONG) (۸۴۱ - ۸۴۶ء) نے بہت ہمت افزائی کی۔ اس حکمران نے اپنی حکومت کے پانچویں سال میں بدھ مت کے تمام معابد کو گرانے کا حکم دیا، اور راہبوں کو شادی کرنے پر مجبور کیا۔ اس نے تاؤمت کے خلاف کوئی اقدام نہ کیا۔ تاؤمت کی بنیاد "لاؤزی" کی تصنیف "تاؤ۔ تی۔ چینگ (TAO TEH CHING) پر ہے۔ یہ کتاب پانچ ہزار الفاظ پر مشتمل ہے، اور تاؤمت کی مقدس کتاب ہے۔ کنفیوشس مت کی طرح تاؤمت بھی مذہب کی بجائے ایک فلسفہ ہے۔ کتنی ستم ظریفی کی بات ہے کہ انسان مذہب پر توہمات کو ترجیح دیتا ہے

مسلمانوں کے بارے میں

مسلمانوں نے چین میں تعمیر کے سلسلہ میں بے انتہا خدمات انجام دیں۔ ان کے نام چین کی کئی بولیوں میں ترجمہ کئے گئے۔ چنانچہ ہانیوں اور دیگر قومیتوں کے لوگوں سے مسلمان کی تمیز مشکل ہے۔

چینی تاریخ سیاست دان کے مذہب کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ کیونکہ اسے اس کا ذاتی مسئلہ سمجھا جاتا ہے۔

(ب) مسلمان ۸ سو سال تک ہانیوں کے ساتھ پُرامن طور پر رہے۔ اس کے بعد مانچوؤں کی "پھوٹ ڈالو، اور حکومت کرو" کی سازش کا شکار ہو گئے۔ مسلمان مانچوؤں کی اس سازش کو نہ سمجھ سکے۔ اس لئے انہیں مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ اگر مسلمان شک کی لعنت سے چھٹکارا حاصل کر سکتے (جس میں صلیبی جنگوں میں حصہ لینے والے گرفتار رہے، اور عرب اب گرفتار ہیں) تو وہ کئی باتوں میں زیادہ کامیابی حاصل کر سکتے تھے۔ شک مسلمانوں کی ہمت اور اتحاد کا دشمن ہے، بلکہ یہ ان کی تباہی کا باعث بن سکتا ہے۔

(ج) یونان کے مسلمان تقریباً بیس سال تک آزاد رہے۔ وہ اگر جانتے کہ اللہ کی رسی کو کیسے تھاما جاتا ہے، تو وہ نہ صرف یونان میں آزاد رہ سکتے تھے، بلکہ کئی اور صوبوں

toobaa-elibrary.blogspot.com

میں بھی آزاد رہتے۔ مسلمانوں کے آپس کے شک و شبہے اور غیر مسلموں کی مستقل مزاجی سے مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

(د) مسلمان کی بہادری کا شہرہ ہے۔ انہوں نے کئی شہر اور صوبے بھی فتح کئے، لیکن وہ اچھی انتظامیہ پیش نہ کر سکے۔ وہ مسلمانوں اور غیر مسلموں کی فلاح سے غافل ہو گئے۔ اس کے برعکس چینگ سو۔ سونگ۔ تانگ انتظامیہ کی اہمیت کو سمجھتا تھا۔ چنانچہ اس نے درخت لگوائے، شرکیں بنوائیں اور شہریوں کو نقصان سے بچایا۔

(ر) جنرل سو۔ سانگ۔ تانگ کے علاوہ جو بانی تھا، مانچوؤں میں سے کوئی بھی لوگوں کی فلاح و بہبود کے طور طریقوں سے واقف نہ تھا۔ ادھر مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ وہ مانچوؤں کے خلاف جنگ میں اس طرح مصروف تھے کہ عوام کی فلاح کے کام کی طرف متوجہ نہ ہو سکے۔ ان میں سے کسی نے بھی بالعموم عوام کے دل جیتنے کی کوشش نہ کی۔ مانچوؤں کو عوام کی ہمدردی حاصل نہ ہو سکی، اور مسلمان صرف مسلمانوں ہی کی مدد حاصل کر سکے۔

(ز) بہت سے مسلمان ذہین تھے۔ لیکن مانچوؤں کے زر و سیم اور خطابات نے ان کو اندھا کر دیا۔ وہ بے وقوف بنے، جنہوں نے رشوتیں بھی لیں۔

(س) بہت سے مسلمان علماء ایسے تھے، جو اسلام کو پورے طور پر نہیں سمجھتے تھے۔ وہ قرآن کے حافظ بھی تھے، مگر قرآن کے معنی سے ناآشنا تھے۔ انہوں نے لوگوں کو محبت کے بجائے نفرت کی تعلیم دی۔ وہ دشمن سے بھی ہمدردی کے اصول کو بھول گئے۔ واضح رہے رسول پاکؐ بت پرستوں کے خلاف جنگ کے دوران میں بھی دشمن کے ساتھ ہمدردی سے پیش آیا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے انتقام لینا یاد رکھا، دشمن کو معاف کرنا بھول گئے۔ ان کے بعض راہنما عوام سے حاصل کردہ بے پناہ عزت پاکر اپنی حیثیت کو بھلا بیٹھے۔ انہوں نے اپنی قوم سے بدسلوکی شروع کر دی۔

یہ اس کتابچے میں چین کے مسلمانوں کی صرف جھلک ہی دکھائی گئی ہے۔

شاید میں ہی پہلا چینی مسلمان ہوں، جس نے اس موضوع پر انگریزی میں ایک کتاب لکھی ہے۔ میرے پیش نظر چین کے لئے مسلمانوں کی خدمات کے بارے میں کچھ حقائق اور مانچوؤں کے زمانے میں ان پر مصائب کا ذکر کرنا تھا۔